

وارث جنہاں نے آکھیا پاک کلمہ پٹری تنہاں دی عاقبت پار ہوتی



مکمل عارفانہ شرح

میر وارث شاہ دی

اہ روح و تلبوت و اذکر سارا ناں عقل دے میل ملایا ای

وارث شاہ بیال لوکاں مھلیاں نول قصہ جوڑ پھیشا رنایا ای



پڑھن دیس و نچ گھبر و خوش ہو کے پھل بیجا واسطے باس دے میں

# وارث شاہ



مصنف

مکتبہ دارالعلوم دیوبند

نے

افتاد

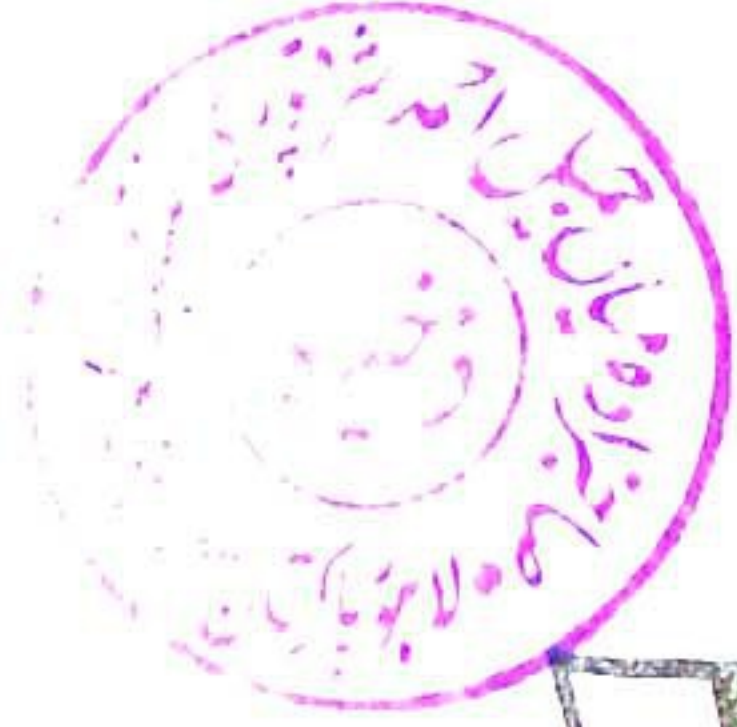
فتاویٰ اہل حق

اردو پختاوی علمی مرکز دیوبند میں آباد اور ونگر لاہور



ہدیوار شادی مکمل عارفانہ شرح

سوا دو صدیاں بعد پہلی وار



عارفانہ شرح

دابلون نا بھیت اندر

قدیم آفتابی ام لے

اردو پیناچی علمی مرکز مورسین آباد، لاہور۔ ۲۵

۹۰۹۶۷

جملہ حقوق محفوظ

87967

احساس

ایس کتاب دا بھرواں ٹائٹیل شاید بعض طبیعتاں نوں بھارا لگے  
پر بے اہنوں بدلیا یا سیکڑیا جاندا تاں تشبیہی شرح دے مقصد  
دا موقی شاید مہنقوں نکل جاندا۔ سو اجھے ہر بان ایس پر معنی تے  
گوہ گو چرے ٹائٹیل نوں میری مجبوری سمجھ کے معاف کر چھڈن۔ شکر یہ۔

لیہاں

وارث شاہ دے اشاریے موجب میں اہ لیہاں اگھاڑ دیتاں نہیں  
امید اے کہ ایس موضوع تے میرے نالوں ودھیرے غور نال کم کرن  
والے سجن اہ گوٹھے دی روشن کرن گے جنہاں دل میرا دھیان  
نہیں جا سکیا۔ رقدر آفاقی

ناشر محمد شاہد بشیر، تعداد ۷۵۰۔ اشاعت پہلی صفحات ۲۶۴۔ سال اشاعت ۱۹۸۶ء  
مطبع۔ بلخٹیا ریزٹ لاهور۔ قیمت۔ پچاس روپے۔  
ملن دامتہ۔ اردو نیچا بی علمی مرکز موڈ سمن آباد ملتان روڈ لاهور ۲۵ (۲) الائیڈ  
بک کمپنی نقی مارکیٹ شاہراہ قائد اعظم لاهور (۳) مکتبہ عالیہ اردو بازار لاهور (۴) عزیز  
بک ڈپو چوک اردو بازار لاهور (۵) تاج بک ڈپو۔ اردو بازار لاهور (۶) شیخ محمد بشیر اینڈ  
سنز جلال دین وقف ہسپتال بلڈنگ سرکلر روڈ لاهور (۷) ڈھاکہ کراکری ہاؤس۔ ستیانہ روڈ  
فیصل آباد (۸) کتب خانہ شان اسلام راحت مارکیٹ اردو بازار لاهور (۹) مکتبہ میری لائبریری  
سرکلر روڈ لاهور (۱۰) پروگریسو بکس۔ بی بی اردو بازار لاهور (۱۱) نیوالقمر بک سٹوریشن گنج بخش روڈ لاهور

## انتساب

سید وارث شاہ مرحوم دے اوس جذبے دے نام جینے اوس  
توں ہیردی مقصدیت بارے اہ آٹھ شعر لکھوائے۔

(ہیر دے عارفانہ رنگ دا اشاریہ)  
ہیر روح تے چاک قلبوت جانو بانا تھرا بہر پیر بنایا ای  
پنج پیر نہیں پنج حواس تیرے جنہاں تھاپنا تھو نوں لایا ای  
قاضی حق جھیل نہیں عمل تیرے عیالی منکر نکیر تھہر دیا ای  
کوٹھا گور عزرائیل ہے کھپڑا جھڑا بیندرا می روح نوں دھلایا ای  
کیدو لنگا شیطان ملعون جانو جس نے وترح دیوان پھرتیا ای  
سیاں ہیرویاں زن گھر بار تیرا جنہاں مال پیوند بنایا ای  
جھڑا بولدانا طق و نچھلی دا جس بوشس دا رگ سنایا ای  
سہتی موت تے جسم بے یار رانجھا انہاں دونہاں تے پھیر مچھیا ای  
شہوت بھابی تے جھکھ رابیل بانڈی جنہاں جنتوں مار لڈھایا ای  
جوگ بے عورت کُن پاڑ جس نے سبھ انگ بھجھت رمایا ای  
عدلی راجہ نہیں نیک اعمال تیرے جس ہیر ایمان دویا ای  
اہ مسیت ہے ماں دا شکم بندے جس ووح شب روز نکلھیا ای  
دنیا جان اینویں جیویں جھنگ پکے گور کھڑا باغ بنایا ای  
ترنجن اہ بد عملیاں تیریاں نہیں، کڈھت قبر تھیں دوزخ پیا ای  
اہ مزدوری سیاں دیاں مچھیاں میں جنہاں حید تے کس تھایا ای  
وارث شاہ میاں ہیرے پار تیرے کلمہ پاک زبان تے آیا ای

# کئی کئی کہیں کے

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۶۴	جہد کے نیچے لٹی بہشت	۳	انتساب
۶۵	بیر سلیمانی - بیر کون ؟	۴	نہایت
۶۶	بیری - دنیا دا میلہ	۵	ورث شاہ و سنیک
۶۷	بیرمی و توح میر دا پلنگ	۶	پٹا پلرے دا
۶۸	بیر وارث شاہ دا مجبزی رنگ	۹	ادبی دیداست رو بیانیہ
۶۹	کشف المحجوب تے ہیر دا قصہ	۱۰	مہاں عبدالغفور عشتی داراں
۷۰	کالی تر انسان	۱۱	گھوڑا بھیر یا و توح نیکاس
۷۱	دارث شاہ دی ہیر و توح	۱۲	دے میں رقمقدم
۷۲	روح دا مقام	۱۳	وارث شاہ دا ہون
۷۳	غور طلب سوال	۱۴	بھیت اندر
۷۴	روح بدن تے نفس دا ذکر	۱۵	تخت تیارہ
۷۵	برزیاں دی انجیل و توح	۱۶	اوہ مسیت ہے ماں دا سہ پیر
۷۶	ابلیس تے تسان	۱۷	وضاحت
۷۷	کیدو تے ہیر انجیل	۱۸	نیچے کیوں نہ جاگ پیئے
۷۸	شرعی مسئلہ	۱۹	سالوں دی نماز ہے
۷۹	ابلیس تے کیدو	۲۰	کات دی جی
۸۰	کیدو ہیر دا عاشق	۲۱	راٹھیرا مسیتوں کو توح
۸۱	کیدو پنڈ دی عزت دا رکھا	۲۲	نرمی - رانجی دی پیا کتھ
۸۲	رانجھا قلبوت	۲۳	رانجھا دنیا و توح آکر لے
۸۳	بہنچ پیر = بہنچ حواس	۲۴	تقصیر معاف کر دی دی

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۵۱	وارث شاہ دکنال	۱۰۳	وارث شاہ نہ سوں
۱۵۲	سہنی بیور عورت	۱۰۴	ادھال جہی
۱۵۲	پنجابی ادب داک ڈوا اوزار	۱۰۵	جسم تے روح و تعلق
۱۵۲	مرد عورت دا طاکرا	۱۰۵	اک بیور و نہاحت
۱۵۹	کائنات د امکزی کرور	۱۰۵	بشری بدن دی پیدائش
۱۶۱	مرد و زن کی تشبیل نظم	۱۱۲	و مقصد
۱۶۲	اسلام بارے کمال بہان	۱۱۳	چہرہ دا مشورہ
۱۶۳	اسلامی اصطلاحوں تارخ	۱۱۴	سیر دا پیاہ
۱۶۳	تے تہذیب دے حوالے	۱۱۵	انسانی ضمیر
۱۶۳	پنجاب دی تارخ دا	۱۱۶	قاضی بارے کئی بات
۱۶۳	اک حوالہ	۱۱۶	قاضی بارے عارفانہ
۱۶۴	اک مورخہ غدی وضاحت	۱۱۶	گل بات
۱۶۹	اک اعلیٰ فن دا جواب	۱۱۶	اک نکھیٹرا
۱۶۹	وارث شاہ تے تصوف	۱۱۸	بیر دا عارفانہ پرت
۱۶۹	تصوف دی بنیاد	۱۲۳	جوگ = عورت
۱۶۹	پہلے صوفی سدیق اکبر	۱۲۳	جوگی کون ہے
۱۶۹	تصوف بارے مشہور	۱۲۶	ہاں نا کھ = پیر
۱۶۹	صوفیاں دے اقوال	۱۳۶	عیالی منکر نکیر
۱۶۹	تصوف شریعت اے	۱۳۸	وارث شاہ اتے الزام
۱۶۹	اک وضاحت	۱۳۹	وارث شاہ دا پیغام
۱۶۹	ہاں مرثیہاں راہ نہ تہذیب کوے	۱۴۴	سہنی = موت
۱۸۲		۱۴۴	فطرت تے انسان

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۱۷	پنج حواس	۱۸۴	فقیرتے فقر
۲۱۹	ہور آزمائش	۱۸۵	حکایت
۲۲۱	ایک مہرے دی تشریح	۱۸۹	آدی بے بے نظیر
۲۲۵	وارث شاہ داد عمومی	۱۹۰	[ انسانی جسم - جدید سائنس ]
۲۲۵	[ بہرے شعراں دی ] قرآنی تشریح	۱۹۴	[ دی روشنی و تیج ]
۲۲۹	را نچھاسی شق	۲۰۰	[ سہتی = موت ]
۲۳۲	نکتے دی گل	۲۰۱	[ سہتی - بہرتے جوگی ]
۲۳۳	را نچھاتے سید کھیرا	۲۰۱	[ لڑن دی وجہ ]
۲۳۷	ادھال جٹی	۲۰۲	[ بہرے نچھے دی طرفدار ]
۲۳۸	واہراں دا پچھا کرنا	۲۰۳	[ کیوں ؟ ]
۲۵۳	عارفانہ گل بات	۲۰۴	[ ریل باندی = بھکھ ]
۲۵۵	عملاں اپر بیڑے	۲۰۴	[ بھکھ ]
"	حشر دا میدان	۲۰۶	[ بھکھ دی فضیلت ]
۲۵۶	اک ہور سوال	۲۰۸	[ چینا ]
۲۵۷	[ تھیلی تے ہازی ] تھے دا انت	۲۱۲	[ ورو دالی گل ]
۲۵۹	شکرانہ	۲۱۵	[ تن پر دیناں ]
۲۶۲-۲۶۰	مصنف دا تعارف	۲۱۶	[ اک وضاحت ]
			[ مکر دی بوٹ ]
			[ رمزدی گل ]



## سید وارث شاہ و سنیک جنڈیالہ سے وا

دو نامہ امروز لاہور ۱۲ جون ۱۹۵۶ء میں ایڈیٹر کے نام ایک خط  
کرنی تسلیم! جس طرح لاہور کو داتا کی نگری کہا جاتا ہے۔ اسی طرح جنڈیالہ شیرخان کو  
سید وارث شاہ کی نگری کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

زیبہ نذاہی پنجابی زبان کے مشہور شاعر پیر وارث شاہ صاحب کا مولد و مدفن ہے۔ ان  
کی تصنیف "بیر" پنجابی شاعری کا شاہکار سمجھی جاتی ہے۔

جنڈیالہ شیرخان تلوہ شیخوپورہ سے شمال کی طرف نوپل ڈور کی سڑک پر واقع ہے۔ اس کی  
آبادی بہت کم ہے۔ سزار افراد پر مشتمل ہے جس میں پٹھان اور کھوکھر دو قبائل ذکر قومیں ہیں۔ یہاں  
آثار قدیمہ میں واں (باؤلی) مسجد تالاب، مقابر و مزارات ہیں۔

جنڈیالہ شیرخان آج سے چار سو سال پہلے شیرخان نامی بڑے بچان نے آباد کیا تھا۔ جو  
شاہنشاہ اکبر کے زمانے میں باعیت افسر تھا۔ شیرخان اور فتح خاں دونوں بھائی تندر کے سردار  
تھے۔ فتح خاں قوت بھار کے نواح میں شہید ہو گیا مگر شیرخان مور زمانہ کے باعث تندر سے  
نقل مکانی کر کے پنجاب آیا۔ شیرخان جب موجودہ جنڈیالہ شیرخان کی زمین پر وارد ہوا تو یہاں  
یک خدا سیدہ بزرگ سید احمد درویش غزنوی بن کا درواں (باؤلی) کے پاس ہی ہے۔ اس کا  
ہولی، درویش صاحب مذکور نے یہاں پانی کی نایابی کا شلوہ کیا جس پر شیرخان نے واں  
باؤلی (یعنی کنوری) اور اس پہ بارہ دری سیرگاہ کی حیثیت میں بنالی اور ساتھ ہی مسجد بھی  
تعمیر کرائی۔ جیسا کہ واں (باؤلی) کے کتبہ سے ظاہر ہے۔

یہ کتبہ ان کس عجیب گھلاہور میں رکھا ہے۔ اس کتبہ پر واں کی تاریخ تعمیر ۶۰۹ھ مطابق  
۱۶۰۸ء کنندہ ہے۔ واں (باؤلی) کی تعمیر سے ۱۰ سال بعد شیرخان اپنے کنیے سمیت یہاں  
آباد ہو گیا اور اپنے نام پر اس آبادی کا نام شیرکوٹ رکھا۔ سات نسل تک آباد رہا۔ اس کے  
نسل و نجات کی آماجنگا دہن کر برباد ہو گیا اور شیرخان کا کتبہ بھی یہاں سے نقل مکانی کے  
کھس پر اس کی جگہ چلا گیا۔ شیرخان کی شہادت کھس پر منسلح ہو کر اس پر (جارت) میں ہوئی اور

وہیں اس کا مہنہ ہے جو آج بھی مروجہ خدائی ہے۔ مذکورہ پر آشوب دور میں اس علاقہ پر مہاراجہ رنجیت سنگھ کے ایک سردار متھاب سنگھ نے قبضہ کر لیا۔ کچھ عرصہ بعد سردار جہاں شاہ نے اس علاقہ کو فتح کر کے سردار اروڑا سنگھ کو پایہ کوریا میں بخش دیا۔ جب یہاں ان کی صورت پیدا ہوئی تو شیر خاں کا کتبہ دوبارہ آکر آباد ہو گیا۔ اب تک اس گاؤں کا نام شیر کوٹ ہی تھا۔ مگر کچھ عرصہ بعد اس کے ایک حصہ پر جنڈو ورک نے اپنی آبادی قائم کر کے اس کا نام جنڈو والہ رکھا۔ چند سال بعد بہادر نامی راجپوت کو کھرنے کچھ حصہ خرید کر آباد کیا۔ انہی ایام میں کابل سے سہگل کھتری قبیلہ شورکوٹ سے آکر آباد ہوا۔ پھر چند سال بعد یہ سب بستیاں اکٹھی ہو کر ایک بستی بن گئی جس کا نام جنڈیالہ شیر خاں مشہور ہو گیا۔

مسٹر نبال چند نے جو تاریخ پنجاب فیاہی زبان میں لکھی ہے۔ اس نے بھی مہاراجہ رنجیت سنگھ کا قیام جنڈیالہ شیر خاں میں دکھایا ہے۔

اس مختصر تاریخ لکھنے سے مقصد یہ ہے کہ اکثر تاریخ دان جنڈیالہ شیر خاں کی دواں (باولی) کو شیر شاہ سواری کی تعمیر بتاتے ہیں۔ حالانکہ یہ صریحاً غلط ہے۔ کیونکہ شیر شاہ سواری کا عہد حکومت ۱۵۴۰ء تا ۱۵۵۴ء ہے اور یہ دواں (باولی) ۱۵۶۸ء شہنشاہ اکبر کے زمانہ میں مرہون تعمیر ہوئی۔ جیسا کہ اس کے کتبہ سے ظاہر ہے۔ آغا میں تحریر کیا جا چکا ہے کہ یہ کتبہ آج کل عجائب گھر لاہور کی زینت ہے جسے ۱۹۷۲ء میں جناب ڈپٹی کمشنر صاحب شیخوپورہ کے حکم سے اکھاڑ کر دواں پہنچا دیا گیا ہے۔

کتبہ پر مندرجہ ذیل اشعار کندہ ہیں۔

وائے جنڈیالہ شیر خاں بعد شہنشاہ اکبر لقب

بہایوں نسب خسروے کامیاب

غلام رسول خاں ریٹائرڈ میڈیا سٹر جنڈیالہ شیر خاں صنایع شیخوپورہ

نوٹ: (قال نام) یہ مہوم میرے (قدر آفاقی کے) استاد تھے۔

# آدمی دید است باقی پوستان است

جناب میاں حکیم عبد الغفور صاحب خیر شہی

یوں تو میر وارث شاہ کے عاشقوں کا دائرہ ناقابلِ بیان حد تک وسیع ہے اور اس کے عقیدت مندوں کی تعداد بھی ہر دور میں اتنی آتی رہی ہے اور آج کے جدید دور میں بھی اس میں کوئی کمی نظر نہیں آتی گو یہ میر وارث شاہ ایک ایسا شاہکار ہے جس کو اگر شہد کے پیشے سے تشبیہ دی جائے تو بے جا نہ ہو گا لیکن اس کی بے پناہ مقبولیت اور لوگوں کے دلوں میں اس کی بلند پایہ قدر و منزلت کے باوجود یہ بات ہر دور میں دیکھنے میں آتی رہی ہے اور آج بھی یہی حال ہے کہ میر وارث شاہ کے قدر دانوں کو یہ راز معلوم نہ ہو سکا کہ وارث شاہ کے عارفانہ اشارے یعنی راز میر وارث کے چاک قلبوت کے مطابق میر وارث شاہ کی کہانی کی تطبیق کس طرح کی جائے۔

وارث شاہ کا دعویٰ ہے کہ یہ کہانی محض ایک مرد اور عورت کی کہانی نہیں بلکہ یہ روح اور بدن کے حوالے سے پیدائش سے لے کر وفات تک انسانی زندگی کی پوری داستان اور رہنمائے نجات ہے لیکن انیسویں کہ ہم جب وارث شاہ کے دعوے کو اس کہانی کے کرداروں پر منطبق کرنے کی کوشش کرتے تو ہزار کوشش کے باوجود ناکام رہتے اور ادھر ادھر ٹاٹا مک ٹوٹیاں مار کر آخر تنگ ہو کر بیٹھ جاتے۔ چنانچہ ہم نے دیکھا کہ نہ صرف عوام

بلکہ وارث شاہ پر تحقیقی کام کرنے والے خواص محبی پوری کوشش کے باوجود یہ تصدیق نہ کر پائے۔ مثلاً آنجنہانی باوا بدھ سنگھ اور محمد افضل خان مرحوم ایڈیٹر پنج دریا لاہور وغیرہ نے ہیر وارث شاہ پر بہترین تعارفی اور تحقیقی مواد فراہم کیا۔ لیکن جب "ہیر زور اور چاک قابوت" کی شرح کا مرحلہ آیا تو یہ دونوں حضرات یہاں تک لکھ گئے کہ وہ آکھ نئو جوہیر کے آخر میں وارث شاہ نے عارفانہ رنگ کے سلسلے میں تحریر کئے ہیں وہ خارج از بحث ہیں اور محض فرادہ ہیں، گویا ان کے ذریعے وارث شاہ صرف اپنے استاد محترم کو خوش کرنا چاہتے تھے۔ تاکہ ان کی برہمنی سے محفوظ رہ سکیں۔ ورنہ ہیر کے اندر سے اس عارفانہ رنگ کی شہادت ڈھونڈنے سے نہیں ملتی۔ وغیرہ وغیرہ۔

اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس بارے میں اگر پنجابی زبان کے محققین اور آگوشم کے لوگوں کا یہ حال ہے تو اور کوئی کس شمار میں ہوگا۔

جب دودھ کی مانگ بڑھ جائے تو بار لوگ اس میں پانی ملا کر پانی کی قیمت دودھ کے حساب سے وصول کرتے ہیں۔ کھری اشرنیوں کے مقابلے میں کسولی اشرنیاں بھی لوگ کھری سمجھ کر قبول کر لیتے ہیں۔ کیونکہ ان کے ساتھ رباب وہ بھی سکتا اور یہ بھی سکتا۔

کچھ ونی منہا لعل و منڈکا کو رنگ دداں دا

یہ الگ بات ہے کہ

جدوں عرفاں اے جلیے فرق ہزارہ کوہاں دا

چنانچہ جب ہیر وارث شاہ کی مقبولیت کے جھنڈے گڑ گئے۔ تو پبلشر حضرات نے کھریں کھوٹ کی مادہ کر کے "اصلی تے وڈتی

”ہیرس“ پیش کرتے کے اعزازات حاصل کئے۔ پہلے پہل ملاوٹی شعروں پر میر  
 رکھنے کا رواج رہا۔ مگر پھر رفتہ رفتہ یہ رواج ختم ہو گیا اور اصلی تے وڈی  
 ہیروئن کا حجم بے ہنگم طور طریقے اختیار کر گیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ وارث شاہ کی  
 اصلی میراٹے میں تماک کی صورت اختیار کر گئی اور وہ عارضاً زنگ جس کا  
 دعویٰ وارث شاہ نے آٹھ شعروں میں کیا تھا۔ ناپید ہو کر رہ گیا۔ اب ہیر  
 عارفانہ دائرے سے نکل کر صرف عشقیہ کہانی سمجھی جانے لگی۔ پھر ملاوٹی  
 شعروں کے خالق حضرات نے ایسے ایسے فحش اور مبتذل اشعار اس  
 میں جڑ دینے کہ شرفاء نے ہیر کا داخلہ گھروں میں بند کر دیا اور وہ صرف  
 نوجوانوں اور آوارہ مزاج حضرات کی محافل تک محدود ہو کر رہ گئی۔ لیکن  
 اس کے باوجود وارث شاہ کے اصل اشعار کی بہت سے ٹکڑی کے ساتھ  
 ماہوٹ کا لوہا آج بھی تیرا نظر آتا ہے۔ یہ وارث شاہ پر خدا کی کمال مہربانی  
 اور ان کے استاد معظم کی دعا کا اثر نہیں تو اور کیا ہے۔ کہ ہیر کی مقبولیت  
 آج بھی شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ پھر وہ وقت بھی آیا جب ہیر  
 وارث شاہ پر اعتراضات کا سلسلہ اتنا وسیع ہوا کہ اس کی زد میں خود  
 سید وارث شاہ صاحب مرحوم بھی آئے اور انہیں بلکہ نہ خیالات اور  
 اکبر اعظم کے بی بی الہی کا پہ چارک تک قرار دیا گیا، اور یہ سلسلہ مشہور  
 روزنامہ نوائے وقت میں ستمبر ۱۹۸۷ء سے لے کر کوئی سال بچہ چلتا رہا  
 مگر افسوس کہ سید وارث شاہ کے حامیوں کی طرف سے الزامات کے رد  
 میں کوئی معذوں اور مدلل جواب نہ ہی پڑا۔

یہاں ماہنامہ نوائے وقت کا پورا تاریخ حوالہ ہے کہ چیف ایڈیٹر جناب  
 سید اختر حسین اختر صاحب میر کے ماننے والے اور میر کے مہربان دوست ہیں  
 شب سے پہلے ۱۹۸۱ء میں ان کے ذریعے ہی جناب قدر آفاقی صاحب مدظلہ  
 العالی کی نکارشات بعنوان ”وارث شاہ دا بونا بھیبتا اندر“ پڑھنے

کاموقع ملا۔ پھر ۱۹۸۵ء تک ہر سال جولائی کے شمارہ میں "ہیر وارث شاہ" عارفانہ رنگ کے عنوان سے اُنہوں نے ہیر کی قسط وار تشریح فرمائی۔ اسی سلسلے کی پہلی قسط جولائی ۱۹۸۲ء میں چھپی جس کا اہل دل و نظر نے بھرپور نقییر مقدم کیا۔ چنانچہ ماہنامہ لہراں ستمبر ۱۹۸۲ء کے شمارہ میں ایڈیٹر کے نام دو خطا شائع ہوئے جن کے متن اطلاع عامہ کے لئے ذیل میں درج کیے جا رہے ہیں۔

### پہلا خط

جناب سید اختر حسین اختر صاحب مدظلہ العالی! السلام علیکم  
 شعبہ وار لہراں جولائی ۱۹۸۲ء کے شمارہ دیکھیں اور اتفاقاً یہاں  
 دو خط ہیر وارث شاہ کے کچھ مضمونوں نے کچھ نظماں میں، اہل کے وجہ  
 قدر آگئی اور ان مضمون "ہیر وارث شاہ" عارفانہ رنگ" لفظ بلفظ  
 "سیا" کے جی ڈاھڑا راضی ہو یا۔ کہ ہیر نوں سمجھنے والا کوئی ماں ہے  
 محترم! میرے پیر و مرشد حضرت خواجہ محمد فخر الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ  
 فرمایا کرتے ہیں کہ سید وارث شاہ اک کامل ولی سہی تے اوہی ہیر  
 حقیقت تے مجاز داپہترین چتر اے۔ پوجہ کدی وی نہیں ہیر چھدا تے  
 میں "ہیر روح تے چاک قلبوت" والے معاملے تے غور کر داتاں  
 عقل ساتھ نہ دیندی تے میں ایس کہانی دے عارفانہ رنگ نوں اچھڑا  
 جامہ وارث شاہ نے تجویز کر کے عقل دے نال میل ملا یا سہی۔ نہ پہنا  
 سکدا۔ جگنوں کئی وار میں اپنے عزیزاں نوں چھدا تاں اوہ وی اپنے  
 آپ نوں عاجز پاندے۔ میں تہا ڈا بے حد مشکور آں کہ تساں لہراں دے  
 فریٹے میری اوہ اُچھن زور کر چھدتی تے قدر صاحب دے عارفانہ  
 مضمون دے ذریعے میرے دل نوں اپنے پیر و مرشد مرحوم دے ایس ارشاد  
 دا کہ وارث شاہ اک کامل ولی سہی۔ یقین حق یقین تے عین یقین دے

طور سے حاصل ہونے لگے بیابانے۔ میری ریلوں دُعا کے کہ قدر صاحب  
 نوں رب تعالیٰ توفیق دیوے کہ اوہ ہیر دی عارفانہ شرح بڑی شرح نے  
 کھلا رہاں کر دیاں اوہنوں کتابی شکل و رچ چھو بان ان جہ وارث شاد  
 بارے بہر یاں غلط فہمیاں پیدا ہو چکیاں نی یاں جان کجہ کے پیدا کیاں  
 گیاں نیں اوہ دُور ہو گیا من۔ اچے تے ہیرا سیں بھی پڑھ دے آں نیں  
 تھی پڑھ داناں بہر اچا ویں نظر مال تے اوہ انکاشا مت جو تھرا صاحب  
 دی ڈونکھی نظر نے کیئے نیں کہی نہیں ہونے سن تے نہ ہی ڈونکھی نظر نے  
 مال سالوں اوڈ کجہ وسیا جو قدر ہو ساں دیکھا رہا اسے۔ میں سن کجہ یاں  
 کہ ہیر دے شعر کئے تہہ دار نے ہر تھاں کئے معنی لئی ہونے نیں  
 حقیقت تے مجاز وچہ اکو جیسی حقیقت رکھ دے نیں۔ ہیر دے دلوں تہہ کئے  
 علی تے بناب قدر آفاقی صاحب لؤل ایچا دیا سلام <sup>سنیچے</sup> دوسرا  
 بعد ہیر وارث شاد دی عارفانہ شرح لئی شایر اللہ تعالیٰ کے لکھے

آفاقی نول امی پسند کیتا اسکے والسلام  
 خادم الاویسیا ہتھیہ یاد عبدالحق غنی عمدہ فاضل درس نظامی  
 و تامل اریوہ ہر شاد مقیم۔ ضلع اوہکاڑہ

## دوسرا خط

بناب ایڈیٹر صاحب اسلام علیکم میں گفتگو سے کسی  
 دوست کے ذمے میں ماہنامہ لہراں رکھا جو بقول اس کے وارث شاد  
 کے میاں پر مہفت سال تھا۔ جب وہ عید کے روز میرے دل چید یا نہ سیر تھا  
 گیا تھا۔ مکر می میں پنجابی رسالوں سے کچھ زیادہ ہی اتر گیا توں  
 چنانچہ ارحمی ہی کی حالت میں مذکورہ رسالہ لہراں ہاتھ میں تھا میں نے سیر  
 طور بہر وقت اٹھے شروع شروع دینے چلتے چلتے وارث شاد کا عارفانہ

رنگ پر کچھ انگ انگ کر پڑھنے لگا۔ چونکہ بندہ پنجابی کو زیادہ روانی سے پڑھنے کے قابل نہیں ہے۔ لہذا یہ کمزوری اور کچھ تجسس نے مل کر بغور پڑھنے پر مجبور کر دیا۔ قبل ازیں تو میں اسے اپنی بیرونی ایک عشقیہ کہانی ہی سمجھ کر مطمئن تھا۔ لیکن مضمون مذکورہ کے پڑھنے کے بعد مجھے یقین ہو گیا ہے کہ یہ انسانی زندگی کی تشریح کرنے والی عارفانہ کتاب ہے اور عشقیہ داستان بھی۔ عام لوگوں کے دعوے اکثر ان کے استدلال سے عاری اور ادھر ادھر کی لائیکے سے ملبوٹے ثابت ہو جاتے ہیں جس سے ہیر کے بارے میں عقیدت، شدت سے مجروح ہوتی ہے۔ اور عشقیہ داستان کی ہیروئن کی صورت نظر آتے لگتی ہے لیکن مضمون مذکورہ کے مصنف قدر آفاقی صاحب داد اور تحسین کے مستحق ہیں کہ انہوں نے وارث شاہ کو واقعی صوفی شاعر ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور امید ہے کہ ان کا مضمون مکمل ہو کر سامنے آنے پر کسی کو معقول اعتراض کا موقع نہیں ملے گا۔ تا معقول اعتراضات سے تو برگزیدہ ہستیاں بھی محفوظ نہیں۔ باقی اب براہ کرم لہراں کا وہ شمارہ جس میں قدر آفاقی صاحب کا مضمون (وارث شاہ دا بولنا بھیت اندر) شائع ہوا ہے مجھے بذریعہ وی پی پی مندرجہ ذیل پتہ پر بھیج کر بندہ کی تشکر اور فرمائیں۔ والسلام

آپ کا نیاز مند

چوہدری نذیر احمد مکان 25 گلی 12

مسلم پورہ۔ ساندہ کلاں۔ لاہور

تاریخیں کرام! واقعی قدر آفاقی صاحب نے ہیر وارث شاہ کی عارفانہ شرح لکھ کر اس کتاب کے بارے میں پھیلائی گئی غلط فہمیوں اور الزام تراشیوں کو مٹانے کی کامیاب ترین کوشش کی ہے۔ یہ حقیقت روز روشن کی طرح مسلمہ ہے۔ کہ چھٹی سواریوں میں



ہیر کے بارے میں ہزاروں بلکہ لاکھوں صفحات لکھے جانے کے باوجود وہ بنیادی تشریحات سمجھنے نہ لکھی گئیں۔ جو آپ کو اس کتاب میں ملیں گی۔

یہاں آپ کو وارث شاہ کے عارفانہ اشاریہ پر مبنی عالمانہ شرح و بسط سے آراستہ ایک ایسا محل نظر آئے گا جس کا ایک ایک در و دریچہ وارث شاہ کے خیالات کی صحیح تعبیر پیش کرے گا۔ ہیر کے عارفانہ رنگ کو منطقی طور پر مزید آجا کر کرنے کے لئے ٹائٹل پر مصنف نے افقی انداز میں ایک تصویر دی ہے جو دائیں جانب کے ناظرین کے لئے بزرگ کی تصویر ہے جبکہ بائیں جانب والوں کے لئے وہی تصویر ایک نوخیز لڑکے کی عکاسی کرتی ہے۔ تصویر کے اس رخ میں بھی آفاقی صاحب کی بالغ نظری اور دور اندیشی پوشیدہ ہے۔ دوسرے لفظوں میں وہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اہل دل و نظر کے لئے اس ہیر وارث شاہ کا مطلب وہ ہے جو نارفانہ رنگ کا حامل ہے جب کہ دنیا داروں کے لئے یہی ہیر محض مجازی رنگ کی آئینہ دار ہے۔ مہر دل اس میں قدر صاحب نے جس زرف نگاہی اور عیدہ ریزی سے ہیر وارث شاہ کی تشریح و تطبیق کی ہے۔ وہ انہی کا حصہ ہے۔

حضرت قدر آفاقی مدظلہ العالی صاحب ازس بیشتر پنج رنگ اور پنجابی افسانہ تے ڈرامہ ایسی ضخیم اور وسیع تنقیدی کتاب لکھ کر اہل علم و ادب سے خراج کشیں حاصل کر چکے ہیں۔ حال ہی میں انہوں نے پنجابی شریں ۹۲۰ صفحات پر مشتمل "سند تیرین سیرت نبوی" نامی مدنی نامی، صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منسوخ نام پر لکھنے والی کتاب "سند تیرین سیرت نبوی" نامی

ابن مہم نفس و علمائے کرام اور بعض صوفیائے غلام سے بھی داد  
پونڈ ہے اور اسکا پایزہ اور بلند پوہ تصنیف کو اللہ تعالیٰ کے  
لفظ و رسم سے حکومت پاکستان کی طرف سے حال ہی میں صدر کی  
ایوارڈ بھی مل گیا ہے جس پر پنجابی زبان اور اہل پنجاب بجا طور  
پر فخر کر سکتے ہیں۔ اوسوف کی رپورٹ پر پیش کش و وارنٹ شاد و ہونا  
بجیت نہر کی بھی جس قدر تعریف کی جائے کم ہے۔

یہیں کہ میں جناب قمر آفاقی مدظلہ العالی صاحب کو یہ کتاب لکھنے  
پر تامل سے بہرہ تو بہت دشمن پیش کرتا ہوں کہ خدائے بزرگ و بزرگ نے  
اسناد اور ہر دور کا ہم آپ سے کیا۔ جس کی مثال پچھلی دو صدیوں میں نہیں  
ہوتی۔ اور یہی کی عارفانہ شرح و تفسیر اور تعبیر و تطبیق کا یہ سہرا عالی جناب  
قمر آفاقی کے ہے اللہ تعالیٰ کی ذات ابرہات کے لفظ و رسم سے ہی  
پندرہ صدی ہے۔

میری پختہ نفس و غائب کے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے حبیب پاک  
حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل آپ کی اس تصنیف  
کو تامل آباد حوام و خواص میں منجمل فرمائے اور ان کو دینی اور دنیاوی  
دولتوں سے مالا مال فرمائے اور ہر قسم کی آفات و بلیات از قسم ظاہری  
و باطنی، ارضی و سماوی سے ہمیشہ اپنی نیاہ میں رکھے اور ان پر لعنا  
و عنایات کی بارشیں ہمیشہ ہوتی رہیں۔ آمین ثم آمین

## دعا گو

حکیم میاں عبد الغفور عرشہ قادری عفی عنہ  
قادریہ شفا خانہ نواں کوٹ، ملتان روڈ - لاہور  
مورخہ ۳۱ دسمبر ۱۹۸۶ء

لا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم  
 الحمد لله رب العالمين  
 انمولد انتم من نسل علي بن ابي طالب  
 محمد بن عبد الله بن عبد المطلب

# گھوڑا پھیرا پونج نچاس سے ہیں

مَنْ يَسْتَدْرِجِي نَسْتَدْرِجِي نَسْتَدْرِجِي نَسْتَدْرِجِي نَسْتَدْرِجِي نَسْتَدْرِجِي  
 عَقْدَةً هَيْتَ نَسْتَدْرِجِي نَسْتَدْرِجِي نَسْتَدْرِجِي نَسْتَدْرِجِي نَسْتَدْرِجِي  
 امّا بعد :-

برہنہ حرف نہ گفتن کمال گویا نی سست  
 حدیثِ خلو تیاں جز بہ رمزہ ایما نیست  
 کہتے ہیں کہ میرزا وارث شاہ پر سب سے پہلا اعتراض میرزا وارث شاہ سے  
 استاد معظم مولوی غلام مرتضیٰ قصورنی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا تھا لیکن وہ وارث شاہ  
 کی زبانی میر کی عارفانہ شہن سُن کر مطمئن ہو گئے۔ پھر میر نے اپنے لڑکھارے  
 نوایا بخش کی آل نے ایمانیز چایا تو شاگردوں سے کہا کہ میرے سر پر پانی  
 کے لوٹے ڈالتے جاؤ تاکہ سکون ملے۔ وہ میر سنتے رہے اور سر پر پانی ڈلوٹے  
 رہے۔ آخر میں فرمایا کہ وارث! تم نے تو مجھے موتیوں کو موت کی پٹیوں پر  
 دیا ہے۔ اندر تیری محنت کو قبول فرما سے اور اسے دوام بخشے۔  
 چنانچہ استاد کی دماغ سے میرزا وارث شاہ سوا دو سو سال سے عوام اور خواص  
 کی نظروں میں ایک بلند پُرو وقار اور عظیم مقام رکھتی ہے۔ استاد کے بعد لڑکھارے  
 عوام و خواص نے وارث شاہ اور اس کے شاہکار کی عظمت کو تسلیم کر لیا  
 مگر کہیں کہیں اور کبھی کبھی مخالفانہ آوازیں سنیں اٹھتی رہیں جن کو زیادہ  
 اہمیت نہ دی گئی۔

۹ ستمبر ۱۹۸۱ء کی صبح کو نوائے وقت لاہور کا ادبی ایڈیشن پڑھا۔ جس میں ایک بھڑپور مضمون محترمہ رفعت صاحبہ کا تھا جس کا عنوان تھا "ہیر وارث شاہ" فصاحت و بلاغت کے پردے میں ہندو سوچ اور اکبر کے دین الہی کا پرچار؟ دیگر امتیازی باتیں خوبصورت چوکھٹوں میں اس طرح تحریر کی گئی تھیں۔

۱۔ - ہیر وارث شاہ اور جوگیوں کے ذریعے اسلام کی تضحیک کا سلسلہ ہیر وارث شاہ کا گوشت میں عروج پر پہنچ گیا۔

۲۔ - قصے میں راجھے کو تہہ بال ناتھ پر ہندو ازم مسلک کے حامل جوگی کے روپ میں دکھایا گیا ہے۔

۳۔ - ملکہ ہانس کی مسجد میں بیٹھ کر ہیر لکھنے والے شاعر نے حضرت زکریا۔ حضرت یونس، حضرت سلیمان اور حضرت امیر حمزہ سے متعلق واقعات کو تہرنداوندی کا نام کیوں دیا؟

۴۔ - بہت کم لوگوں نے پنجابی ادب کے شاہکار کا ایک مسلمان کی حیثیت سے مطالعہ کیا ہے۔

۵۔ - گاؤں کے غیرت مند بزرگ کی حیثیت سے کیرو کا کردار تعریف کا مستحق ہونا چاہئے تھا۔

پھر لکھا "ہیر کے قصے کا آغاز وارث شاہ نے رواج زمانہ کے مطابق حمد و نعت سے کیا ہے پھر خلفائے راشدین، پیران پیر اور بابا فرید الدین گنج شکر کی مدحت و تعریف میں بھی کچھ اشعار ہیں۔۔۔۔۔ یہ ایک مسلمان گھرانے کا قصہ ہے۔ مگر جب راجھا (بھائیوں سے جھگڑ کر) گھر سے نکل کھڑا ہوتا ہے اور ایک شب مسجد میں گزارتا ہے اور وہاں ادھی رات کو بانسری بجانا شروع کر دیتا ہے جس کی مدھرتانوں پر مست ہو کر گاؤں کے لوگ مسجد کے گروا کٹھا ہو جاتے ہیں بعد میں مولوی صاحب کا تعارف یوں کرایا جاتا ہے

”وارث شاہ میاں پنڈ جھگڑیاں دی پچھوں نلاں مسیت دا آریا ای  
یعنی وارث شاہ کی نظر میں مسجد کا مولوی جھگڑوں کی گھڑی تھی.....  
مولوی نے کہا: بھئی یہ جگہ پاک ہے یہاں بانسری وانسری نہیں چلے گی۔ یہاں تو نماز  
پڑھی جاتی ہے جس پر راجھے نے مولوی صاحب سے پوچھا: ”وہ سالوں دس  
نماز ہے کاس دی جی..... راجھے کا مولوی سے فکری اختلاف ہو تو مو  
مگر نماز کا تسخیر تو ایک مسلمان کا شیوہ نہیں..... عبادت اور عہد کا  
خداق کون مسلمان اڑا سکتا ہے وہی جس کے ایمان میں فتور ہو“ (یعنی وارث شاہ  
..... مگر حیب ہیر کا نکاح ہوتا ہے تو ہیر اور قاصی کی بحث مباحثہ ہوتا ہے  
اس میں بھی دین مذہب قرآن اور عشق مجازی پر خاصی بحث ہوتی ہے۔  
جب راجھا لکے بال ناتھ پر جا کر جوگی بن جاتا ہے تو اس کا سارا مسلک بندو  
ہوتا ہے پھر تو اس گاؤں کی عورتیں بھی کچھ اسی مذہب سے تعلق رکھنے والی  
لگتی ہیں۔ یہاں ان کی یہ سوچ ابھرتی ہے کہ ہیر کا مذہب کیا تھا؟ عشق و  
محبت کے علاوہ = ؟

..... وارث شاہ کا کہنا ہے کہ میں نے یاروں کے کہنے پر اس قصے کو اپنے  
خصوصیت اشعار میں ڈھالا۔ انہوں نے ملکہ ہانس میں یہ کتاب شہ  
میں لکھی۔ تو احساس ہوتا ہے کہ ان دنوں پردے کا رواج نہ تھا۔ لڑکیوں کو  
بہت آزادی تھی۔ ہیر اور سہتی اپنی ساٹھ سہیلیوں کو لے کر باغوں، میلوں  
ریاؤں پر سیر اور پنک پر جاتی تھیں۔ عورت کو بولنے اور اپنا حق منوانے  
کی بھی آزادی تھی۔ ہیر قاصی کے سامنے خوب کھل کر بولتی ہے..... جب  
راجھا پہلی بار گھر سے نکلتا ہے تو بالکل نوخیز ہوتا ہے۔ جب ہیر ناؤ میں اُسے  
اپنے پتنگ پر سوتا پاتی ہے اور مارنے دوڑتی ہے تو پھر پور جوان ہوتی ہے  
..... راجھا اس ہیر کے گھر بار برس ریوڑ جاتا ہے۔ ان بارہ برسوں میں  
ہیر اور راجھے کے عشق کا سلسلہ جاری رہتا ہے مگر حیب ہیر کی شادی ہوتی

سے تو میر کو اتنا کم سن بتایا گیا ہے کہ ابھی اسے بالغ ہونے تین یا چار ماہ کا عرصہ  
 تھا۔ "پھر جب راجھا جوگ لیتا ہے تو اس کی میسج بھیک رہی ہوتی ہیں۔  
 بار بار یہ کامیہ فاصلہ بہت کھٹکتا ہے۔ شاید بارہ برس محاورا لکھا گیا ہو  
 نہ وہ ایک مدت ہوتی ہے۔۔۔۔۔ راجھا جوگی بناتا ہے تو اس نے کان  
 بندہ اکبر بالے پہن لئے اور سر منڈا دیا۔۔۔۔۔"

میر کے اس قصے میں یہ تضادات بے طرح کھٹکتے ہیں۔ مذہبی حوالے  
 کے لئے اس دور کے مذہبی رجحانات کا مطالعہ ضروری ہے۔۔۔۔۔

اکبر کا دین الہی۔۔۔۔۔ دمودر نے جب یہ قصہ لکھا تو اس میں دونوں  
 مذہبوں کو کیوں بیکجا؟ دین الہی کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اکبر نے جو  
 شروع میں بہت نمازی اور مسلمان تھا، اپنی بتدورانیوں کے زیر اثر کھتا  
 بتدورازم کے زیادہ اثرات قبول کر لئے۔ اس وقت کے چند نام نہاد علما  
 نے اس کے ہر فیصلے پر بھیک کیا۔ اور یوں اکبر نے نیا مذہب "دین الہی"  
 جاری کیا۔۔۔۔۔ برہمنوں کے مشورہ سے بادشاہ سر کے بال تانے پر سے  
 منڈا دیا۔۔۔۔۔ اکبر عسکری قبلی کی طرت پاؤں کر کے سوتا تھا۔۔۔۔۔  
 دمودر نے (اپنی ہیر میں) اکبر کو راجھے کا روپ دیا جو اپنے وقت کے ملکہ  
 سوا کیانیوں سے بھگت کر اپنا مذہب پھوڑ کر نیا مذہب یعنی میر کو اپنانے  
 کی کوشش کرتا ہے۔۔۔۔۔ مگر آخری وقت اسے لگے بھجوا دیا کہ آخری وقت  
 اکبر نے توبہ کر لی تھی۔۔۔۔۔ وارث شاہ نے (بعد میں) دمودر کی ہیر کو نیا  
 رنگ دیا۔۔۔۔۔ اکبر نے آخری وقت میں توبہ کر لی تھی۔ مگر جہاںگیر کے  
 عہد میں بھی اس (دین الہی) کے اثرات باقی رہے۔ (یہ مذہب) جوگیوں  
 میں بڑا قبول ہوا۔۔۔۔۔ وارث شاہ نے دمودر کی ہیر پڑھی۔۔۔۔۔  
 اور اسی قبیلے کے دوسرے جوگیوں سے قصے سنے اور اپنی سوچ کے مطابق  
 انہوں نے بھی یہ لکھا ماری۔ اس کے سنن پر غور ملک نہ کیا۔ بعد ازاں جب

انہیں خود احساس ہوا ہوگا کہ وہ ہندو مت کا لوجی کو بہت آگے لے گئے ہیں اور اس قصے میں اپنے فصاحت اور بلاغت کے زور سے اکبر کے خود سامنے این کا بھٹ زیادہ ہی پرچار ہو گیا ہے تو انہیں خود ہی محسوس ہوا اور انہوں نے سے تصوف کا نام دے دیا۔ وارث شاد نے عیدہ کو شیطان کا نام دیا ہے غور کیا جائے تو یہ نام اس پر سمجھتا نہیں۔ اگر وہ شیطان ہوتا تو مشخصی نائن کی طرح صورت حال پر تردد ڈالتا اور اپنے گھر میں ان کی سیج سنوارتا.....

وارث کے بعد سب آنے والوں نے میر پر پوری گھر صرف اس کی فصاحت و بلاغت کو سامنے رکھ کر کسی نے اس کی تحقیق کی زحمت کو اراہ کی کہ دونوں کو کیوں اکٹھا کیا گیا؟ میر وارث شاہ ہیں ہندو ازم اور اسلام کو کیوں گڈنڈ کیا گیا ہے۔ مجھے تجھی وارث شاد کی قادر العظامی سے انکار نہیں ان کی میر کی خوبصورتی اور تہذیب کا نام اور بانچس پنی جگہ ٹکرا سے پڑھتے ہوئے آنا ضرور احساس ہوتا ہے کہ ان کی میر پر پوری طرح "دین الہی" کی چھاپ ہے..... میر اور راجھے کے کردار کی روانت اب تک چل رہی ہے۔ آج بھی پنجابی نسلوں کی کوئی بیروئن سہیلپیوں کے ساتھ باغوں میں ناچتی لاتی ہے۔ جو کچھ ہمارے جہانوں کا ایک علیحدہ مسالک ان بھی نظر آتے۔ ان کے قصوں کہانیوں میں آج بھی ایک نیا جذبہ ہے۔ ہمارے ان بزرگ عوام بھی تاک جو کیوں ہماروں جہلی پہلوں کے بچوں سے کہہ نہیں سوتے۔ اور وہاں تکیوں میں کبھی تاک رقص کرتے ہیں۔ وہمال اور ہنر مند لڑکیاں۔ ہمارے دیہات میں ابھی تاک اسلام علیکم کہنے کا رواج نہیں ہو سکا۔ انہیں کہاں لوں کہتے ہیں یا ابھی۔

ہمارے معاشرے میں ابھی تاک ہندو ازم میں نہیں ہے کیونکہ ہمارے

دیہات میں ہیر وارث شاہ کو بڑا دخل ہے۔ یہاں بچوں کو ہمیشگی زیور نہیں پڑھایا جاتا بلکہ انہیں ہیر کے بول سنائے جاتے ہیں۔ بلکہ اکثر جگہ تو ہیر سے فال نکالی جاتی ہے۔ اور ہیر بڑی اہم بلکہ قابل احترام سمجھی جاتی ہے۔ یہ سب اس لئے اہم ہے کہ پنجابی علماء نے ہیر نہیں پڑھی اسے صرف عوام نے پڑھا اور اس پر غور نہیں کیا۔ کہ کتاب میں یہ سب چھپ گیا ہے؟ - یہ درست ہے کہ پنجابی ادب کے ۱۰ امن میں ہیر ایک مہینت قیمت سرمایہ ہے مگر ہمیں چاہئے کہ اپنے سرمائے کو جانچ لیں کہ ہمیں ہم کوٹے سکوں کا بوجھ تو اپنے کندھوں پر نہیں اٹھائے پھرتے ہیں؟

یہ تھیں موٹی موٹی باتیں جو محترمہ رفعت صاحبہ نے وارث شاہ کے بارے میں اس کی ہیر کے حوالے سے بیان کیں۔ ان کو پڑھ کر ہر پنجابی تلمذ اٹھا۔ کوئی آپے سے باہر ہو گیا۔ کسی نے اپنی جذباتیت کی شدت کا اظہار کیا۔ اور نوانے وقت میں یہ بحث ستمبر ۱۹۸۸ء سے ۱۹۸۱ء تک چلتی رہی۔ میں نے ہر چند چاہا کہ اس تھیلے سے دور رہوں۔ مگر جب میں ہیر اور وارث شاہ کے حامیوں کے ارشادات پڑھنا تو بڑا دکھ ہوتا۔ کیوں کہ کوئی جذباتیت کا شکار ہو کر بڑی تیزی سے چند قدم چلتا اور پھر اکیدم پڑی سے اتر جاتا۔ رفعت نے جو باتیں لکھیں ہیر کے مخالفین نے انہیں خوب اچھالا۔ جبکہ موافقین کوئی ایسی بات نہ کر سکے جو مدلل ہوتی۔ یہ سب کتاب میں نے مجھے ہیر وارث شاہ کی شرح لکھنے پر آمادہ کیا۔ جب میں نے اس بات کا کھوج لگا لیا کہ ہیر اور راجت ناچار فانی رنگ کشف المحجوب کے کامل ترجمان سے ماخوذ ہے تو میں نے اپنی تحریریں اس وقت کو بھجوائیں مگر وہاں کے ارباب نے جن کا ادبی ایڈیشن پر قبضہ ہوا انہیں چھیننے نہ دیا۔ چہ باوجود اس ہوکوم میں مشرق کے دفتر میں پہنچا

87967



سرور مجاز صاحب سے اپنے ارادے کا ذکر کیا۔ مگر انہوں نے فرمایا۔ کہ  
 میرا بھٹے کی بحث میں الجھنا ہمارے پالیسی کے خلاف ہے۔ آخر میں نے  
 ارادہ کر لیا۔ کہ اپنی تحریروں کو ضائع کرنے کی بجائے انہیں مدون کر کے  
 کتابی شکل میں شائع کر دوں۔ مگر ایسا کرنا بھی میرے بس سے باہر  
 تھا۔ چنانچہ سید اختر حسین اختر صاحب کے تعاون سے میں نے میر  
 کی عارفانہ شرح لہراں میں سال بہ سال چھپوانی شروع کی۔ جیناچپسٹ  
 ۱۹۵۱ء کے عرصے میں شائع ہونے والی نگارشات یکجا کر کے ضروری  
 ترامیم و اصلاحات کے بعد اہل نظر کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔ امید ہے  
 کہ ان کو پڑھ کر اکثر کی تسلی و تشفی ہو جائے گی اور جس کسی کو پھر بھی کوئی  
 اعتراض ہو یا کوئی بات اس کی سمجھ میں نہ آئے تو وہ ناچیز سے بذریعہ خط و  
 کتابت وضاحت حاصل کر سکتا ہے۔

**دلیل اور جذباتیت** | جب بات تقاضی کی روشنی میں کی جا رہی ہو تو وہاں  
 نری جذباتیت کام نہیں آتی ماں کو بیٹے سے  
 جذباتی حد تک محبت ہوتی ہے۔ مگر جب یہ محبت تجزیاتی عمل سے گزرتی  
 ہے تو تقاضی کا سامنا تقاضی سے کرنا پڑتا ہے۔ رفعت صاحبہ نے میر  
 وارث شاہ میں اپنے انداز میں مدلل طور پر کیرے نکالے۔ وارث شاہ پر کچھ  
 ایسا تو وہ بھی میر سے بعض داخلی شہادیں (بزرگم خویش) مہیا کر کے بلکہ میر  
 وارث شاہ کے حامیوں نے جب قلم اٹھایا تو ان کے ہر لفظ سے جذباتیت ٹپک  
 ٹپک پڑتی تھی۔ یہاں اگر میر کے حامیوں اور مخالفین کی طرفوں سے بعض  
 متعلقہ اقتباسات پیش کر دیئے جائیں تو قارئین کو صورت حال کا تو  
 جائزہ لینے میں آسانی ہوگی۔

○ رتبیہ اندر چودھری نے ممن آباد لاہور سے لکھا :- مترجمہ رفعت صاحبہ آپ  
 کے مضمون کے جواب میں) میں آپ تک سلطان باہو تا ایک مہرہ پہنچانا

پا سنا تھا ... عارفان دی مل عارف جانن توں کہہ جانے لفسانی ہوئے۔  
 آپ نے لائمی کی بٹا پیر پیاب کی ثقافت پر بے دردی سے چوٹ مار کر  
 اس میں رخنہ پیدا کیا۔ ناقابل تلافی نقصان کا باعث بنے گا۔ اور نوائے  
 وقت میں اس کے شائع ہونے سے یہ مضمون اور بھی شدید ہو گیا ہے۔  
 آپ تک تو صوفی افسوس کا اظہار کر رہا ہوں لیکن میں اس پر ماتم  
 کر چکا ہوں (نوائے وقت اپنی ایڈیشن مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۸۷ء)۔

○ اسی ایڈیشن میں شاہد حسین صاحب نے رفعت صاحبہ کو جواب دینے  
 کی کوشش کی جس میں بعض اچھی باتیں بھی کہیں لیکن وہ بھی میر کے عارفانہ  
 رنگ کی تشریح اور قصے میں مجازی اور حقیقی رنگ کے تطابقی میں  
 ناکام رہے۔ مثلاً انہوں نے لکھا :- (رفعت کے خیال میں) سید  
 وارث شاہ نے ذکر الہی بوقت نیم شبی کا بھی مذاق اڑایا ہے لیکن نابا  
 انہوں نے کلام کے نصف شب کے ذکر الہی کو سیاق و سباق کے  
 حوالہ سے نہیں جانچا۔ وارث شاہ نے اگر طنز کی ہے تو ان ملاؤں  
 پر تبہوں نے باواز بند ذکر الہی کو روٹیوں کے حصول کا واحد ذریعہ  
 بنایا ہوا تھا ... "رگو یا ذکر بالجہر" موصوف کے نزدیک بڑی معنی  
 شے ہے۔

○ قیوم نامدار نے (نوائے وقت - ۳ ستمبر ۱۹۸۷ء) لکھا :- سید  
 وارث شاہ نے ... ایک غیر معروف اور نظر انداز کی ہوئی زبان  
 کو اس خوبی سے استعمال کیا ہے کہ اسے ایک اتنی مقام حاصل ہو گیا  
 ہے اور اس حقیقت کا ایک زمانہ معترف ہے۔ وارث شاہ نے مثیلی زبان میں  
 تقیہ کو مجاز کا رنگ دے کر اعلیٰ و ارفع مناب میں قلمبند کئے ہیں۔  
 قصہ میر راٹھیا کیا ہے، اس کی وضاحت انہوں نے خود ہی فرمائی ہے۔  
 اور روح قلموت دا ذکر سارا ناں عقل دے میل ملایا اسی



اس سوچ کی حوصلہ افزائی کی گئی تو آئندہ سید وارث شاہ کے ہم مکتب  
 بنائے شاہ صاحب اور دوسرے صوفیائے کرام اور شعراء بھی زیر  
 عتاب آجائیں گے۔ مجھے اعتراف ہے کہ ادبی لحاظ سے اس چارج  
 شیٹ کا جواب دینے کے لئے جیسا وسیع و عمیق مطالعہ اور علم درکار  
 ہے اس سے میں بہرہ مند نہیں ہوں۔ سید وارث شاہ کا مطالعہ  
 نے صرف ہجرات ہیل کی چار پانچ ماہ کی قید کے دوران کیا۔ ہمیشہ  
 ایک دیہاتی پنجابی کے سے

ہم تک براہ راست بھی پہنچے ہیں کچھ پیام  
 ہر شے نہیں سماعتِ جبریل کے لئے

محترمہ کو معلوم ہونا چاہئے کہ وارث شاہ پنجاب کا ورثہ ہی نہیں بلکہ  
 بجا طور پر ان کا نام پنجاب کے وارث ہونے کے ناطے سے ہی وارث  
 شاہ رکھا گیا تھا۔ مگر یہ صرف محترمہ (رفعت صاحبہ) ہی نہیں پہلے  
 بھی ہر شعبے میں پنجاب کے ساتھ زیادتی ہمیشہ پنجابیوں نے ہی کی ہے  
 اور جہاں پنجاب کی فطرت میں یہ داخل ہے کہ وہ خدمتِ دین اور  
 حب الوطنی کی ہر قسم کی تحریک اور آزادی کا مرکز رہا، ان پنجابیوں  
 ہی نے ہر شعبے میں ایک دوسرے کی ٹانگ کھینچنے کی عادت کے زیر  
 اس کی مرکزیت کو توڑنے کی ہمیشہ کوشش کی ہے، اور ہمیشہ ایسے  
 ہوا ہے کہ یہ

دیکھا جو تیر کھاسے کھیس گمان کی طرف  
 اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہو گئی

وارث شاہ اگر پنجابی نہ ہوتے، کسی اور صوبے میں پیدا ہوتے تو یقیناً  
 شاہ مہر الطیف بھٹائی یا سچل سرمست کی طرح اس کے صوبہ کے  
 لوگ ان پر عقیدت کے پھول برساتے رہتے۔ اگر کسی اور ملک میں

پیدا ہوتے تو فوسٹ ڈرامہ لکھ کر جرمنی کے گوٹے یا ہماٹ لکھنے کی پیر  
کی طرح تمام دنیا سے خراجِ تحسین وصول کرتے رہتے۔

مجھے افسوس ہے کہ پنجاب کی ایک بیٹی نے قطع نظر اس کے کہ ان کی  
تفہیم کے کیا اثرات ہوں گے وارث شاہ پر الزامات کی بوچھاڑ کر دی  
ہے۔ یہاں تک کہ مولوی شام مرتضیٰ نقضوری کے شاگرد بلھے شاہ کے  
مکتب اور اپنی تحریر کے ایک ایک لفظ کے مطابق پتے اور پتہ سبز گار  
مسلمان کو دین اسلام سے بے بہرہ۔ اکبر کے دین الہی کا پرچار کرنے والے  
نماز کا مذاق اڑانے والے علماء اور بزرگان دین کو کمیتوں کے پیر کہہ کر ان  
کی (توہین کرنے والا وغیرہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے.....

یہاں (میں) پنجاب کی ایک دوسری بیٹی کے کردار کی توجیہ کئے  
بغیر نہیں رہ سکتا جس نے ہیرا بھیا کی کہانی کو اپنی نظم کے چند اشعار  
سے ایک بہت بڑی المیہ داستان ثابت کر کے وارث شاہ کو  
حقیقی معنوں میں پنجاب کا وارث ثابت کر کے دکھا دیا ہے۔

پنجاب کی اس بیٹی کا نام امرتا پرتم ہے.....  
تجسس امید ہے کہ آئندہ ناواقفیت یا معصومیت کی بنا پر بھی کوئی  
پتہ پائی پنجاب کے ادب، کلچر اور تہذیب کا مذاق اڑانے کی کوشش  
نہ کرے گا۔ کیونکہ اپنی قومی اور علاقائی زبانوں کی تباہی کسی قوم  
کے لئے سب سے بڑی ٹریجڈی ہوتی ہے۔ انسان اپنی دولت  
لے لے دیکھ سکتا ہے مگر مذہب، زبان اور تہذیب کی تباہی اور  
قومی میوزک بے عزتی برداشت نہیں کر سکتا.....

میرے ناقص خیال کے مطابق کیدو، جویک، ہیرا، راجھوا، قاضی  
اور سید کے کھیڑے کا کردار کسی طرح بھی قابل فخر یا قابل تکریم نہیں  
ہے۔ سب کے سب کردار قابل مذمت ہیں.....

میں اپنے فرائض میں کوتاہی کروں گا اگر اخبار نوائے وقت میں  
اس لئے شکر یہ ادا نہ کروں کہ انہوں نے ہیر وارث شاہ کے متعلق  
ایک ادنیٰ فیہر شائع کر کے ایک ایسی جھٹی گرم کردی سے جس کے  
ذریعے تمام میل پوسٹ آپ سوختن نہ لاکر جل جائے گی۔ اور وارث شاہ

تالیس سونے کی طرح نکھر کر پنجابی زبان اور پنجاب کی سرزمین  
کے باعث افتخار بنیں گے۔ (نوائے وقت ۱۴ اکتوبر ۱۹۷۸ء)۔

○ نوائے وقت ۲۸ اکتوبر ۱۹۷۸ء کے ادبی ایڈیشن میں چودہری ظہور الہی  
مرحوم کے جواب میں ریٹائرڈ اینٹیٹینٹ کرنل محمد عبدالمنان صاحب

نے راولپنڈی سے لکھا کہ اگر چودہری نوائے الہی نے ہیر کا مکمل مطالعہ نہیں  
کیا تو رفعت کے مضمون کا جواب کیوں لکھا جس نے اس کا پورا مطالعہ کیا  
ہے..... ہیر وارث شاد کا نعوذ باللہ قصص الانبیاء سے کوئی تعلق  
نہیں ہے۔ کسی مسلمان عاشق کو ٹلہ جوگیاں بال ناخندہ جا کر بودی لگا کر  
کن چرا کر جوگی بننے کی اجازت نہیں ہے۔ وارث اکبر دی گریٹ سے متاثر  
تھے بس عاشق تھے اور شاعر تھے۔ اکبر نے بھی بودی بنوائی کانوں میں مندر کے  
ڈالے۔ ہینٹو پہنا اور جوگیاں کا سا لباس پہن کر پرسن ہوا تو وارث شاد  
نے نہیں بلکہ مجدد الف ثانی سرہندی اور دوسرے بزرگوں نے اس کے  
کان کھینچے، تو اس نے قدرے راہ راست اختیار کی۔.....

... محترمہ رفعت کا مضمون تاریخ اور شریعت کو ہر نظر سے لکھا گیا ہے  
..... پنجاب میں جو بھی رستا ہے پنجابی سے۔ اگر کوئی تنقیدی مضمون  
لکھا گیا تو کون سی دولت لٹ گئی ہے۔ کون سی قوم کے ہیر و زکی بے عزتی  
ہو گئی۔ شاید چودہری صاحب کو معلوم نہیں کہ ناقد کسی بھی لکھنوی کی  
جان ہوتا ہے۔ اب ظہور الہی کے لئے محترمہ رفعت ناقابل برداشت ہو  
گئی ہیں۔ میں ادارہ نوائے وقت کا شکر گزار ہوں کہ اس ادارے کے

ذریعے ہمیشہ ہمارے علم و دانش میں اضافہ ہوا ہے

○ ختمہ رفعت نے (۱۳ اکتوبر ۱۹۷۸ء) لکھا۔۔ (لوگوں) نے میرے مضمون کی طرح میری بھی صرف سرخیاں پڑھی ہیں ورنہ ایسے بے سرو پا کالم نہ لکھے جاتے۔ میں تو یہ اعتراف کرتی ہوں کہ میں نے کبھی پوری تیر نہیں پڑھی تھی۔ اب پڑھی۔ تو مجھے اس میں فلاں فلاں قباحت نظر آئی ہے۔ تبھی تو مجھے بتا کہ ہمدانی عوامی داستانوں میں یہ تضاد کیوں سے؟۔۔۔ اور آپ ہیں کہ کسی کی رہنمائی کرنے کی جائے یا تو مذاق میں ٹال رہے ہیں یا قطعی خاموشی سے کو ترجیح دے رہے ہیں۔ اور عوامی داستانوں کے مصنفوں کا تحفظ (ذرائع) کر رہے ہیں۔ آخر کیوں؟ کیا آپ کو اسلام سے زیادہ ان کا تحفظ عزیز ہے؟ یہ ٹھیک ہے وہ شانِ نیا نہیں (بلکہ) ڈھانی سو سال پرانا ہے تو کیا ہمیں چاہیے کہ ہم اس کے اس نظریے کو آنکھیں بند کر کے قبول کر لیں یا اُسے حرفِ آخر مان لیں؟ اس میں کمی بیشی نہ کریں؟۔۔۔ مگر ہمیں آنا کہنے کا تو حق ہے کہ اس میں فلاں خرابی ہے۔ اور فلاں جگہ شاعر کا نظریہ غلط ہے۔ یا شاعر نے محض پروپگنڈے کے نور پر سب کچھ لکھا۔۔۔۔۔

وارث شاہ کو آپ لوگ عالم دین بھی مانتے ہیں۔ آپ خود ہی بتائیے کہ کہیں قسم کے عالم دین تھے جو اپنے مذہب سے کبھی لڑتی واقفیت نہیں رکھتے تھے۔۔۔۔۔ فاضل جاوید نے لکھا ہے کہ میں نے وارث شاہ کو مذہبی عدالت میں پیش کیا ہے۔۔۔۔۔ میرا موقف ہے کہ ہندوستان میں صدیوں سے ایک کوشش ہوتی رہی ہے کہ ہندو ازم اور اسلام کو ملا کر ایک مذہب بنایا جائے۔ اسی کوشش میں ہندوؤں نے اپنی بیٹیاں مسلمان بادشاہوں سے بیاہ دیں۔ یہی کوشش بعد میں دین الہی کا نام پائی اور بعد میں دین الہی جب سرکاری مذہب نہ رہا تو اس نے داروں تلیوں اور مزاروں کی چوکھنڈیوں کے آستانوں میں پنا ڈیرہ ڈال لیا۔ کوئی

۳۰  
ملنگ بنا۔ کوئی جوگی بنا۔ کوئی گدی نشین کہلایا۔ اور انہوں نے اپنا ایک الگ  
مذہب رکھا۔ جو اسلام نہ تھا۔ . . . . (نوائے وقت ۱۲ اکتوبر ۱۹۸۰ء)۔

محمد خورشید کاظمی نے (نوائے وقت مورخہ ۲ نومبر ۱۹۸۰ء) لکھا:۔

ہیروارث شاد کا پنجاب کے لوگوں کے دلوں پر جو قبضہ ہے۔ وہ

محتاج بیان نہیں۔ وارث شاہ کے فنکار ہونے میں بھی کلام نہیں اور

اس کی شاعری کے بارے میں بھی دو رائیں نہیں بگر دیکھنا یہ ہے

کہ زیر بحث (مسئلہ) آیا وارث شاہ کی شاعرانہ قدرت ہے یا ان

کا پینٹا ہے؟ . . . . . اگر ورثہ کے نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو ہیروارث

شاہ کے علاوہ اور قصے بھی ہمارا ورثہ ہیں بلکہ ہڑیب اور ٹیکسلا کی تہذیبیں

بھی ہمارا ورثہ ہیں۔ اسی دھرتی پر . . . . . بُت بنتے اور پوجے جاتے رہے

گو تم بُدھ کے بُت شاہِ عادل میں۔ ہمیں اس ورثہ پر کس قدر ناز ہے؟

اس ورثے کو ہم نے سنبھال تو رکھا ہے۔ اس کی نمائش بھی کرتے

ہیں . . . . . یہ سوچنے کی بات ہے کہ اس ورثہ کے دفاع میں تو

آج تک کسی نے قلم نہیں اٹھایا۔ ہندوؤں سے کتنے ہی رواج ہمیں

ورثہ میں ملے۔ ان رسم و رواج کو ہم نے اپنی معاشرت کا حصہ بھی بنا

لیا لیکن مسلمان مصالح ان کے خلاف جہاد کرتے رہے . . . . . اگر

ایک مضمون نگار نے ہیروارث شاہ کے ان عناصر کی نشان دہی کی

ہے جن پر بھگتی تحریک کا اثر ہے تو اس پر سیخ پا ہونے کی بات میری

سمجھ تو نہیں آتی۔ البتہ اگر ان عناصر کا غیر جذباتی تجزیہ کر کے مضمون

نگار کو غلط ثابت کیا جاتا تو ایک بات بھی تھی۔ جذباتی وابستگیوں

کا اظہار کرنے اور جذباتی باتیں کرنے سے تو بات نہیں بنتی خواہ

ایسی بات کہنے والے ڈاکٹر عبد السلام خورشید ہوں خواہ چوہدری

ظہور الہی۔ بطور شاعر آپ وارث شاہ کا کلام پڑھیں سر دھنیں



مگر اس کے پیغام کے بارے میں جو سوال اٹھائے گئے ہیں ان کے بارے میں بھی تو کچھ کہئے۔ سوال یہ ہے کہ وارث شاہ کے کلام میں بگوتوں کی تعلیمات کے اثرات ہیں یا نہیں؟..... رفعت صاحبہ نے بات اسلام کے حوالے سے کی تھی اور ہمیں یہ بحث اسی دائرے میں رکھنی چاہئے تھی، آئیے دیکھیں کہ اسلام کا تصور ادب کے بارے میں کیا ہے؟ حضرت عمرؓ سے کسی نے امرا القیس کی شاعری کے بارے میں پوچھا، تو آپ نے جواب دیا: اشعر اشعرا وقائدہم علی النار۔ یعنی وہ عظیم ترین شاعر ہے لیکن شاعروں کو جہنم کی آگ کی طرف ہانک لے جانے والا شاعر ہے۔ اب ہم اُس دور میں رہ رہے ہیں جس میں ادب برائے ادب کا نظریہ فرسودہ ہو چکا ہے۔ اور ادب برائے زندگی ہی مقبول ہے۔ یہی وہ نظریہ ہے جو اسلام کا تھا..... اگر ایک عظیم فنکار اسلامی معاشرے کے دھماکے کو مسمار کرنے کے لئے کوئی فن پارہ پیش کرے تو اس کے بارے میں کیا رد عمل ہونا چاہئے؟

وارث شاد عظیم شاعر ہے۔ پنجاب کے لوگوں کے دلوں پر اس کی جو حکمرانی ہے اس میں کلام نہیں۔ مگر ان کی تعلیمات اسلام سے متصادم تھیں اس لئے مسلمانوں نے انہیں قبول نہیں کیا۔ میرا ہیر وارث شاد کا مطالعہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس لئے صرف سوال کر رہا ہوں اور جواب چاہتا ہوں کہ آیا ہیر وارث شاہ کے مصنف پر جنگی تحریک کا اثر ہے یا نہیں؟“

○ تو اُنے وقت کے اسی شمارے میں قیوم نامہ دار نے لکھا:۔۔۔ قصہ ہیر راجھا کوئی اخلاقیات کی کتاب نہیں۔ ایک ڈرامہ ہے اور ایک ڈرامے کے لحاظ سے ایک کامل اور مکمل کتاب ہے..... ہیر ہارے بے رحم معاشرے کے جاسد رسم و رواج کے خلاف سراپا

استحاج ہے۔ وہ حقوق نسواں کی محافظ بن کر مردوں کے جبر و استبداد کے خلاف فریاد کرتی ہے۔ جب قاضی نکاح کے بارے میں غلط استدلال کرتا ہے تو ہیر اس کے بچھٹے ادھیڑ کر رکھ دیتی ہے اور قاضی کو لا جواب کر دیتی ہے..... ملکہ ہانس کی مسجد میں بیٹھ کر لکھنے والے شاعر نے حضرت زکریا، حضرت یونس، حضرت سلیمان اور حضرت امیر حمزہ سے متعلق واقعات کو قہر خداوندی کا نام نہیں دیا بلکہ یہ تو ایک طرح کا شکوہ ہے جو ہیر (عورت ذات ہونے کے ناطے) انتہائی ناہوش کے عالم میں کرتی ہے..... ان حالات میں عورت کے ہمنہ سے

ان ناطوں کا ادا ہونا عین فطری ہے۔

○ تو پورے لکھا کہ وارث شاہ ایک پہاڑ ہے اور کچھو اس کا کچھ نہیں  
بگاڑتے انوائے وقت ۱۸ نومبر ۱۹۸۷ء

○ محمد صادق - جہان دارث - بالو ماہو - بندر روڈ، لاہور نے (نولے وقت ۲۵ نومبر ۱۹۸۷ء) لکھا کہ درویشوں کے کلام کی تشریح آسان کام نہیں ہے۔ تخریمہ رفعت کا مضمون پڑھا۔ بات یہ ہے کہ صرف حضرت سید پروارث شاہ ہی کیلئے کیوں نہ یہ بحث آئیں۔ ان بزرگوں کے بارے میں کچھ رائے سامنے آئی تھیں جنہوں نے اسی رنگ میں شاعر کی ہے۔ مثلاً حضرت سلطان باہو کے کچھ اشعار نقل کرتا ہوں۔

نقل نمازاں کم زمانہ، روزہ صرفہ روٹی طو

اُپیاں بانگاں اوہی دیندے نیت جنہاں دی کھوٹی تو

مکتے دے ول سو یو جانڈے گھروں جنہاں نوں تروٹی طو

کیا سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے بھی (آپ کے خیال میں) نماز روزہ، حج اور اذان کا مذاق ہی اڑایا ہے؟..... یہ مذاق جوچ کے ساتھ نہیں بلکہ آپ کے ساتھ ملنے کے لئے کیا ہے۔

حاجی بوک نکتے ول جانڈے اساں جا ماں تخت ہزارے  
 جس ول یار تس ول کعبہ بھانویں پھول کتاباں چارے  
 در اصل بات یہ ہے کہ درویش اور فقیر نماز، روزہ، حج اور اذان کا اتنا  
 اڑانے کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ ہاں ممکن ہے کہ منافقین اسے اپنے ساتھی  
 مذاق تصور کرتے ہوں۔

گوڈے گیتے مل مل دھوویں منوں نہ گئی پلیتی صو  
 اولیاء کرام کی گستاخی سے سستی شہرت حاصل کرنے کے خواب شرمندہ  
 تعبیر (نہ) ہوں گے۔ ہیر وارث شاہ پر تنقید کرنے والے ادھا کلام  
 پیش کر کے اس فقیر کو بدنام کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔  
 جھوٹے بیٹیاں نال نہ جوگ جانے سنگ گلے نہ نال پھواریے نی  
 وارث شاہ میاں رن بھونکنی نوں فقیر یا جڑیاں جا ہارنے نی  
 یہ بات ذہن میں رہنی چاہئے کہ :-

اول حمد خدا پیدا ورد کجے عشق کیتا سو جگ دامول میاں  
 پہاں آپ ہی رب نے عشق کیتا۔ مشوق ہے نبی رسول میاں  
 سے ہیر کا آغاز کرنے والا فقیر (وارث شاہ) جو۔

وارث شاہ میاں بیڑا پرتیرا کلمہ پاک زبان تے آیا ای  
 پر قصے کو ختم کرتا ہے۔ دین الہی کے پرچار کا مرتکب ہرگز نہیں ہو سکتا۔ ایسا  
خیال عشق کی کیفیات سے نابلد اور اولیے کرام کے کسی منکر کے خیال  
میں ہی آ سکتا ہے۔

○ نوائے وقت کی اسی اشاعت میں ادبی ایڈیشن کے انچارج نے لکھا ہے۔  
 "وارث شاہ کی معروف تصنیف ہیر وارث شاہ کی اثرائی کیفیت او  
 کرداروں کے مختلف پہلوؤں پر سب سے پہلے محترمہ رفعت نے روشنی ڈالی  
 ہے۔ (جس کے بعد) اس موضوع پر وارث شاہ کے حق میں اور مخالفت میں

کئی صاحب رائے حضرات نے قلم اٹھایا ہے۔ نوائے وقت کی ادبی اشاعت  
 میں ان تمام آراء کو جگہ دی جا رہی ہے۔ بحث کا مقصد ریت اور صدف سیانی  
 کی تلاش ہے۔ امید ہے کہ اس بحث میں حصہ لینے والے حمل کے ساتھ تحقیق  
 اور تاباں کے جذبے کے ساتھ اپنی نگارشات سپرد قلم کریں گے۔

○ اسی شمارے میں محمد اسلم۔ سرور کالونی۔ گوجرہ۔ نے لکھا کہ محترمہ رفوت کے  
 اعتراضات کا تجھوس جواب نہیں دیا گیا۔ وہ لکھتے ہیں:

(۹ ستمبر ۱۹۸۰ء کے نوائے وقت میں) "محترمہ رفوت صاحبہ نے ہیر  
 وارث کا جو تنقیدی جائزہ لیا ہے اس سے ہیر وارث شاہ کے عقیدت مندوں  
 کے جذبات اس لحاظ سے ضرور مجروح ہوئے ہوں گے کہ ایک کتاب جو  
 پشت اپشت سے عقیدت اور مقدس جذبات کے خوش رنگ پردوں  
 میں مستور چلی آ رہی تھی کسی صاحب نظر کے تنقیدی ناوک کا نشانہ بنی ہے  
 اور کتاب اور صاحب کتاب کے گور تقدر میں کا جو ہالہ قائم ہے اس  
 تنقید سے اسے سخت دھچکا لگا ہے۔۔۔۔۔ جو اعتراضات محترمہ  
 صاحبہ نے اٹھائے ہیں۔ اسلامی تعلیمات اور واقعات کی روشنی میں وہ  
 کافی وزنی معلوم ہوتے ہیں اب ان اعتراضات کے جواب میں خواہ  
 کچھ ہی کہا جائے لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکے گا کہ سید  
 وارث شاہ کی اس تصنیف میں ہندوانہ سوچ اور دین الہی کے پرچار  
 کا رنگ نظر آتا ہے۔ تصوف پر مبنی کچھ لٹریچر بھی کچھ اس قسم  
 کی رطب و یابس کا مجموعہ ہے اور اس تمام لٹریچر کا اگر ترائی تعلیمات  
 و اقدار کی روشنی میں جائزہ لیا جائے تو اس "جن" میں سے بچہ چھوڑا برآمد  
 کرنا تو کہا خود یہ "جن" ہی کا فور ہو جائے لیکن یہاں مشکل یہ پیش آتی ہے  
 کہ جب بھی کوئی صاحب نظر اس قسم کا تنقیدی جائزہ لینے کی کوشش  
 کرتا ہے تو شور مچا دیا جاتا ہے کہ یہ اسلاف کی توہین ہے۔۔۔۔۔"

○ اسی اشاعت میں رفعت صاحبہ نے اپنی آخری قسط میں تحریر کیا :  
 ”مجھے وارث شاہ کی فصاحت و بلاغت اور شاعری کا پورا پورا  
 اعتراف ہے مگر ان کے نظریات سے اختلاف ہو جاتا ہے۔  
 ہیں (ان کے یہ نظریے) بطور طالب علم آپ کے سامنے لائے ہی ہوں  
 ○ ۲۳ دسمبر ۱۹۸۷ء کے نوائے وقت (ادبی ایڈیشن) میں محمد ابراہیم  
 نے لکھا: محترمہ رفعت نے میر وارث شاہ کے جن واقعات کو بد  
 تنقید بنایا ہے۔ ان کے اعتراضات بالکل درست اور حقائق پر  
 مبنی ہیں۔ مخالفت میں ابھی تک کوئی مدلل مضمون شائع نہیں ہوا  
 — ہر معترض نے اپنی ذاتی عقیدت اور جذباتی لگاؤ کے مطابق یہ  
 وارث شاہ کے دفاع میں ان کی تصنیف عالیہ سے کچھ اشعار نقل  
 کرنے کے ساتھ اپنی عقیدت مندرجہ ذیل دینے پر ہی اکتفا کیا ہے۔  
 .... اکثر مضامین نگاروں نے راجھے کو ایک بے وقوف، جاہل  
 اُجڑ اور گنوار امیر زادہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے ....  
 حالانکہ وہ بہت ہوشیار، چالاک اور عقل مند کردار ہے بلکہ اس  
 کو زما جٹ کہتا زیادہ مناسب ہے۔

○ ۱۳ جنوری ۱۹۸۹ء کے نوائے وقت (ادبی ایڈیشن) میں غلام نبی  
 نے لکھا ہے۔

”ادب کے ہر اسلوب اور تحریر کو اگر زبان و مکان کی قیود اور  
 معاشرتی تقاضوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اس کی ایک ایک سطر  
 اور ایک ایک فقرے میں ہم نے اسلام کے رنگ تلاش کرنے کی کوشش  
 کی تو میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ (نصف صدی اور صدی بھر پہلے  
 لوگوں نے صرف سرسید اور علامہ اقبال کو کافر ٹھہرایا تھا) ہم ہر ایک  
 ادیب، شاعر اور لکھاری کو کافر ثابت کر دکھائیں گے.....“

ہیروارث شاہ ہمارے پنجابی ادب کا شاہکار ہے۔ اس کے اشعار کو تنقید کی سان پر چڑھا کر آپ یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ ہندو تہذیب اس کے اشعار سے جھلکتی ہے مگر خدا کے لئے یہ نہ کہئے کہ وہ کسی نئے دین کا پرچارک تھا۔

یہ نفسی ایسا ہلکا سی جھانک ان خیالات کی جو مختلف حضرات نے اپنے مضامین میں لکھے۔ ہر کوئی رفعت صاحبہ کی تنقید کے سامنے بے بس نظر آتا ہے۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ کسی نے بھی ہیروارث شاہ کا صحیح معنوں میں مطالعہ نہیں کیا۔ اگر کیا ہے تو اس کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔ اگر کوشش کی بھی تو اس کو وہ راستہ نہیں ملا جس پر چل کر وہ منزل مقصود تک پہنچ سکا۔ آخر رفعت صاحبہ کی "چڑھ چٹی گئی" اور اس نے دوسری اور تیسری اقساط میں ہیروارث شاہ پر مزید زور دے لئے اور پنج پیروں کے عہن میں اچھی خاصی باتیں کہیں جن کو پڑھ کر ہر کوئی لاجواب ہو گیا یا اس نے ویسے ہی چپ سا دھولی۔ جبکہ رفعت کا مطالبہ تھا کہ میں نے آپ کے سامنے جو سوالات پیش کئے ہیں۔ تبھی ان کے جوابات درکار ہیں۔ عقیدت بھرے جذبات سے فوجی سروکار نہیں۔

بات اس کی درست تھی۔ اور میں اپنی پوزیشن مقدمہ کے آغاز میں واضح کر آیا ہوں۔

**رفعت کا ایک سوال** یہ تھا کہ رانجھا گھر سے نکل کر ایک شب مسجد میں گزارتا ہے اور وہاں ادھی رات کو بانسری بجانا شروع کر دیتا ہے جس کی مدھرتانوں پر مست ہو کر گھاؤں کے لوگ مسجد کے گرد اکٹھا ہو جاتے ہیں۔ پھر مولوی صاحب کو جھگڑوں کی گھڑائی کہہ کر اس کا تعارف کرایا جاتا ہے جس نے رانجھے سے کہا: "بھئی یہ جگہ پاک ہے"

ہے۔ یہاں بانسری و انسری نہیں چلے گی۔ یہاں تو نماز پڑھی جاتی ہے  
جس پر راجھے نے مولوی صاحب سے پوچھا۔  
”سانوں دس نماز ہے کاسدی جی“

میں نے اس سوال کی پھر لوہو و صاحت اسی کتاب کے پنجابی متن میں  
کر دی ہے۔ ..... مگر چونکہ یہ مقدمہ  
اُردو میں ہے اور میر وارث شاہ پر بحث بھی ایک اُردو اخبار میں اُردو زبان  
میں ہی چھپتی رہی۔ اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ میں اس بنیادی  
سوال کا جواب یہاں اُردو میں بھی دوں تاکہ اُردو نوالہ لبقہ پر بھی میر  
وارث شاہ کے بنیادی پہلوؤں کی حقیقت واضح اور اجاگر ہو جائے۔  
وَبِاللّٰهِ التَّوَكُّلِ

## اور مسیت ہے ماں و اشکم بند کے

وارث شاہ نے کتاب کے آخر میں (بقول ناقدین وارث) میر  
کو تصوف کے کھاتے میں ڈالتے وقت مختلف کرداروں کو مختلف  
عارفانہ رنگوں میں ظاہر کیا ہے۔ میں یہاں حضرت کے ان رنگوں میں سے  
صرف ایک رنگ کا تجزیہ مختصر انداز میں یہاں کر دوں گا۔ وارث شاہ  
کا دعویٰ ہے۔

شہوت بھابی تے ٹھیکھ راہیل بانکی جنہاں جنیوں مار کڈھایا ای  
اور مسیت ہے ماں و اشکم بند جس وجہ شب روز لکھایا ای  
یعنی بقول وارث شاہ وہ مسجد جس میں راجھنارات کو شب بسر ہی کے لئے  
ایادہ کوئی سچ مچ کی مسجد نہیں تھی بلکہ آپ اسے نیم مار لکھیں۔ کیونکہ  
میر راجھے کی پوری داستان انسان کی عمل زندگی سے متعلق جدوجہد کی  
داستان ہے۔ راجھے عارفانہ رنگ کو ظاہر کرنے والے وارث شاہ کے اشعار

**وضاحت** | بجا بیاں = شہوت کا سنبھل ہوں (ان کے تنگ کرنے سے)

جب انسانی نطفہ اپنے مرکز سے جدا ہو کر آگے بڑھتا

ہے تو قرآن کی رو سے اس کی کیفیت یہ ہوتی ہے :

فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ۝  
خُلِقَ مِنْ صَّاعٍ رَءِيفٍ ۝  
يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ  
وَالثَّرَائِبِ ۝

پس دیکھ لے آدمی کس شے سے بنا  
: وہ بنا ایک اچھلتے پانی سے - جو  
نکلتا ہے باپ کی پیچھے اُصلب (اور  
ماں کی چھاتیوں سے -

(التَّارِقِ = ۵ تا ۷) (قرآن: ۸۶ - ۵ تا ۷)

اور پھر وہ رحم مادر میں جائز ہی ہو جاتا ہے۔ بقول وارث شاہ یہ رانجھا  
ہے۔ رانجھا کون؟ ایک انسان۔ جو بالآخر اس دنیا میں آزمائش کے  
لئے بھیجا جاتا ہے۔ بقول وارث شاہ سے

واہ لا رہے بھائی بجا بیاں نے رانجھا اٹھ ہزار یوں آیا ای

بھکھ ننگ نول جھاک کے اپندھ کر کے راتیں وج میت سے آیا ای

ہتھہ وٹھیلی پکر کے رات ادھی رانجھے مزہ تاں خوب بنایا ای

زن مرد نہ پنڈ وج رہیا کوئی سبھے گرد میت دے آیا ای

وارث شاہ میاں پنڈ جھکھ میاں دی پھپھوں مائیں میت دا آیا ای

یعنی شہوت کے نتیجے میں بَيْنِ الصُّلْبِ وَالثَّرَائِبِ کی منزل عبور

کر کے جس کو وارث شاہ نے "بھکھ ننگ نول جھاک کے کے الفاظ سے بیان

کیا ہے۔ اچھا انا۔ کے دو معنی ہیں ایک برداشت کرنا۔ دوسرا۔

پورقی پورقی۔ آنکھ چرا کر دیکھنا۔ ننگ۔ مشرم دلانے والی جگہ۔

راتیں = رات کے وقت رانجھا میت میں آیا۔ یعنی نطفہ نے رحم مادر میں

قرار پکڑا۔ یہ انسان کی ابتدائی شکل ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ

ہے۔ "بھرم نے انسان کو نطفہ کی شکل میں ایک مضبوط جگہ (رحم مادر میں) رکھا



پھر نطفہ سے لہو کی چُپکی (علقہ) بنایا، پھر علقہ سے گوشت کی بوٹی کیا پھر بوٹی سے ہڈیاں اور ہڈیوں پر گوشت چڑھایا۔ پھر آخر میں بنا اٹھایا۔

پس اللہ بڑی برکتوں والے بہترین تخلیق کار۔ (قرآن)

اب بقول وارث **ع** ہتھ و نچھلی پاؤں کے رات ادھی رات کھجے نزد ماں خوب بنایا ہی اس معرے میں "ادھی رات" سے ماں حمل کی ادھی یعنی ۴

ماد کی مدت ہے جب نطفہ، مضغہ وغیرہ کی منزل سے گزر کر بچہ کی ابتدائی شکل اختیار کرتا ہے اور اس کے بدن میں بیان پڑ جاتی ہے اور حمل کے آثار و مسروں کو بھی نظر آنے لگتے ہیں۔ ادھی رات کو نچھلی یعنی بانسری بخانے سے رازدے و نفیحات فیہ من روحی کی منزل طے کرنا۔ بچے میں جان پڑنا اور حمل کا ظاہر ہونا۔ جب حمل ظاہر ہو جاتا ہے تو

بقول وارث شاہ:

رن مرد نہ پنڈ و ج رہیا کون سمجھے گرد مسیت لے آیا ہی

یعنی باغ مرد اور عورت میں حمل کی حقیقت سے واقف ہو جاتا ہے۔ یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ وارث شاہ نے بچوں کا ذکر نہیں کیا کہ وہ بھی مسجد کے گرد آکر جمع ہو گئے تھے۔ کیونکہ وہ معصوم تو حمل کی حقیقت سے واقف ہی نہیں ہوتے۔ حالانکہ اگر واقعی و نچھلی بچے اور بچے سُن لیں تو ان کا ایسے تماشہ سے دُور رہنا خلیفہ واقعہ ہوگا۔

یہ حال جب حمل ظاہر ہو جائے تو عورت کے گردارے مطابق لوگ حمل کے جائز یا ناجائز ہونے کے بارے میں رائے قائم کرتے ہیں۔ یہی رائے قائم کرنے "رن اور مرد" مل کر "مسجد" کے گرد جمع ہو گئے تھے۔ بسین جاننا صاحبزادے کا فیصلہ ہر کس و ناکس کا کام نہیں۔ اصولوں کی باتیں وہی فیصلہ کر سکتے ہیں جو اصولوں سے باخبر ہوں۔ لہذا بقول وارث شاہ:

وارث شاہ میاں پنڈ بھائیوں دی پیوں ملان مسیت دا آیا ہی

آخر میں مولوی صاحب تشریف لاتے ہیں۔ اور "رائجھے" سے اس کا اتنا  
پتہ پوچھتے ہیں۔ اس بند میں وارث شاہ ایک بڑی پتے کی بات کہتا ہے  
وارث شاہ نہ ہناب دن یا اس چھیدی بنانویں رکے وچ کافر ہو اونے  
یعنی حمل کو کتنا ہی چسپاؤ وہ ضرور ظاہر ہو کر رہتا ہے۔ اگلے بند میں رائجھا  
کہتا ہے۔۔

اس اہلیت سے پاک واکرو واقفہ اس میں جان دے شرح گوامیاں نوں

بہ تھی تھاں پیت وچ لے ڈریوں شکر ربیاں بے پروامیاں نوں

یعنی رائجھا "مسجد کو پلید جبکہ کہتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی بے یاری کے  
آگے سر تسلیم خم کر لیتا ہے۔۔ ذرا سوچئے کہ اگر سچ کی مسجد ہوتی تو  
اسے پلید کیا کہتا اور پھر شکر کا مظاہرہ چہ معنی داد؟ ہر نماں بھی  
رائجھے کو نہیں ٹوٹتا کہ تو نے مسجد نو پلید جبکہ کیوں کہہ دیا۔

یہ بات تھی غور طلب سے کہ رائجھا مسجد کے اندر ہے جبکہ نماں

اور گاؤں کے مرد، عورتیں سب مسجد کے گرد گھڑے ہیں۔ حالانکہ اگر

یہ سچائی کی مسجد ہوتی تو مولوی صاحب خود یا گاؤں کا کوئی گنیمہ و اندر

جا کر رائجھے کو مسجد کے اندر یا نسری بجانے کی سزا ضرور دیتا، یا کم از

کم اسے پکڑ کر باہر نکالتا اور پھر دھکے دے کر گاؤں سے ہی چلتا کرتا

صاف ظاہر ہے کہ یہ مسجد وہی تھی یعنی رحم مادر — اور لوگ

"رائجھے" کی "والدہ" کے گرد گھڑے تھے جو یہ معلوم کرنا چاہتے تھے کہ آیا

رائجھے کا "مسجد" میں داخل ہو جاتا کسی غلط کاری کا نتیجہ تو نہیں؟

مولوی صاحب نے جب رائجھے کو بٹکے انداز میں جھاڑ پاتے ہوئے

اس کا آنا پتا پوچھا تو "رائجھا" بھی بڑی گستاخی سے جواب دیتا ہے

جیسے کہہ رہا ہو کہ تم کون سے حاجی صاحب ہو۔ تم بھی تو یہی منزل طے

کر کے دنیا میں براجمان ہوئے جو مجھے درپوش ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رائجھے

کی سنت مست باتیں سن کر مولوی صاحب مٹھنڈے پڑجاتے ہیں اور دترانے ہیں  
گھر بدمعے مسجدوں ہندوئیں میں ایتھے غیر شرع نہیں واڑیٹے اوئے  
گنااتے فقیر بلپیت ہودے نال دڑیاں بندھ کے مارے اوئے  
تاوک ہودے صلوة دا چٹے رکھے لہاں والیاں گپڑ کچھاڑے اوئے  
نیواں کپڑا ہودے کے تاں پاڑ ٹٹے یاں ہون دزانے ساڑھے اوئے  
جزافہ دے عمل دا نہیں واقف اوہنوں چاد سولی آئے ہاڑھھے اوئے  
وارث تہا خدادے دشمنان نوں دُوروں کتیاں وانگ دکاٹے اوئے

ان تین شعوں میں مولوی صاحب نے جو مسائل بیان کئے ہیں کیا یہ تمام شرع  
شریف کی رو سے درست ہیں، ظاہر ہے کہ نہیں کیونکہ اگر کوئی شرع پر پوری  
عین عمل نہ بھی کرتا ہو تو بھی اُسے مسجد میں آنے سے نہیں روکا جاتا ایسا  
جاسکتا، کتا تو واقعی پیدا ہوتا ہے۔ نیکی فقیر پیدا ہونا لازمی نہیں لیکن  
مولوی صاحب دونوں کو دڑے مارنے کی سزا سنار ہے ہیں۔ اور آمیر  
مصرے میں بے نماز شخص کو جو پٹے (گیسو بڑھانے) رکھے اور مچھلیں نہ  
مٹائے اُسے دھنکارنے پٹے مٹھے ہیں۔ اور جو فقہ کے عمل سے واقفیت  
رکھتا ہو اُسے مولیٰ پر چڑھانے کا فتویٰ دے رہے ہیں۔ اور خدا کے  
بٹمنوں سے سنت بیواری کا اظہار کر رہے ہیں۔

کوئی نادان ناقد بہہ گتا ہے کہ وارث شاہ نہ شی علوم سے بھی ہے  
بہرہ کھا، بھی تو اس نے مولوی کی زبان سے ایسے فتوے صادر کرائے  
جن کا شرع شریف سے کوئی علق نہیں، کوئی دوسرا جو وارث شاہ کا <sup>ہا</sup>انہ  
دھند طور پر حامی بنسا ہو وہ اس کی کچھ اور تعبیر کر سکتا ہے لیکن دوستو  
بات ایسے نہیں بنتی۔

اصل بات یہ ہے کہ مولوی صاحب عقدة الفطرن کی <sup>مست</sup>  
**اصل بات** اجاگر کر رہے ہیں، یعنی وہ عمل جس کے ذریعے ماں کا

تکلم کسی کے لئے "میسیت" کا درجہ حاصل کرتا ہے (یعنی صحبت) (دہ شرعی لحاظ سے درست ہونا چاہئے۔ کتا = وہ ہوس پرست جو موقع مل جائے تو زنا جیسی لعنت سے باز نہ آئے۔ اور پھر وہ در در پھر کر اپنا شکار ڈھونڈتا ہے۔ یہی حال فقیر کا ہے کہ وہ کھڑے کھانا کھانے کو معیوب سمجھتا ہے اور در در کا بھکاری بن کر گزراوقات کو تزییح دیتا ہے۔ ان دونوں کے زانی قرار دے کر) پلید کہہ کر ماباں جو سزا سناتا ہے یعنی باندھ کر ڈرے مارا تو یہ سزا تو عام حالات میں ایک گتے کو دی جاسکتی ہے اور نہ ہی فقیر کو۔ بلکہ یہ سزا تو ایک زانی کے لئے ہے پھر مارک لصلوٰۃ کو پٹے رکھنے کی اجازت بھی مولوی صاحب نہیں دیتے۔ حالانکہ یہ بات بھی عام حالات میں معیوب نہیں۔ لیکن وارث شاد پٹے رکھنے سے مراد "صحبت کا عمل" یعنی میں اور صلوٰۃ سے مراد نکاح — یعنی اگر کوئی شخص بغیر نکاح کئے کسی عورت سے صحبت کا ارتکاب کرے تو یہ درست نہیں۔ پانچویں حصے میں فقہ سے ناواقف شخص کو سولی پر چڑھا ابنا ہر کتنا ظالم ہے۔ لیکن یہاں بھی وارث شاد کی مراد اُس شخص سے ہے جو شادی شدہ ہو کر بھی زنا کا مرتکب ہو۔ اور ایسے شخص کی سزا سنگسار (جسے مولوی صاحب نے سولی کہا) ہے۔

سانوں دس نماز ہے کاس دی جی | یہ باتیں سن کر راجھا  
مولوی صاحب سے

کتاب ہے کہ یار مولوی! تو دیکھ کہ میں ابھی رحم مادر میں ہوں۔ اور تو ہے کہ بڑے بڑے ڈراؤنے مسائل بکر کے اُس دنیا سے متنفر کرنا چاہتا ہے جس میں مجھے ابھی قدم رکھنا ہے۔ تو کیسی نماز کی بات کرتا ہے۔ کہاں میں لہو کی پھینکی اور گوست کا لوتھڑا اور کہاں تیرے (مذکورہ بالا) یہ مسائل اور سزا ہیں! ارے بھی تو میرے ساتھ کس نماز کی بات کرتا ہے۔ میرا بھی

نماز سے کیا تعلق؟ اس نماز کی صفات کیا ہیں؟ وغیرہ۔  
 قارئین کرام! یہ وہ مصرعہ ہے جس پر وارث شاہ کے مخالفین نے  
 آسمان سر پہ اٹھا رکھا ہے۔ اور وہ اسے نماز کی توہین قرار دے رہے  
 ہیں۔ حالانکہ بات کچھ بھی نہیں۔ اگر یہ کوئی غیر معمولی بات ہوتی تو خود  
 صاحب "نماز" کے بارے میں رائے کی باتیں سن کر وہ جواب نہ دینے  
 جواہنوں نے دیا بلکہ وہ اس کا سر پھوڑنے کو دوڑتے لیکن مولوی  
 صاحب نے کیا کہا :-

اساں فقہ اصول نوں صحیح کیسا غیر شرع مردود نوں مارنا ای  
 اساں دسے کم عبادتاں دے پل صراط توں پار اٹارنا ای  
 فرض، سنتاں، واجباں، نقل، و تراں نال جائزاں سچ بتارنا ای  
 وارث شاہ جماعت دے تارکان نوں تازیایاں، ڈریاں مارنا ای  
 یعنی ان کے پیش نظر عقدہ الزکاحِ اولیٰ نماز ہے۔ اور نکاح کے بارے میں  
 جو اصول شرع شریف میں مقرر ہیں مولوی صاحب ان کی بات کرتے ہیں۔  
 اہم مقطع میں بات بالکل واضح کر دیتے ہیں یعنی جماعت کے تارکان کو تازیانوں  
 اور ڈرتوں سے مزادی جلنے لگی۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا شرع شریف نماز باجماعت کے ناسک  
 کے لئے واقعی یہی سزا مقرر ہے۔ ظاہر ہے کہ نہیں۔ تو تیرہیاں حقیقت کیا  
 ہے؟ تو قارئین! یہاں نماز باجماعت سے مراد یہ ہے کہ نکاح لوگوں کے  
 سامنے بارات کے ذریعے ہونا چاہئے۔ اور نہیں تو کم از کم دو گواہ نہور ہونے  
 چاہئیں کیونکہ دو آدمی بھی نماز باجماعت پڑھ سکتے ہیں۔

پس یہ تھا اس بنا کا مطلب۔ اب راجحواً کلاؤں پر نوٹ کرتا ہے  
 کہ نصاب کا تو یہ حال ہے۔ مگر کبھی اپنے اندر کبھی بھانک کر دیکھا ہے  
 گویا اس کا مطلب تھا :-

بقول حافظ شیرازی سے

واعظان کس جلوہ بر خراب و نیرنی کنند  
چوں بخلوت می روند آن کار ز گیری کنند  
اب آخری بند کی وضاحت کر کے میں اپنی بات ختم کرتا ہوں۔  
راٹھجے کی بات سن کر مُلاں نے کہا :

مُلاں اکھیا او نامعقول جٹا فرض کج رات گزار جا نہیں  
فجر ہندی توں اگوں ای اٹھ ایتھوں میر کج کے مسجدوں نکل جائیں  
گھر بد سے نال نہ نیچھ جھیرے از غیب دیاں تھجاں پھیر ناہیں

یعنی مولوی صاحب نے کہا کہ بھئی آپ زیادہ باتیں نہ کریں۔ شب بھری  
کے لئے آئے ہو تو چلو رات گزارو اور فجر سے پہلے پہلے (مُتہ اندھیرے)  
مسجد سے (سرتھپا کر) نکل جانا سہم۔ یعنی وہی مُلاں جو جماعت کے  
نارکان کو تازیانوں اور ڈروں سے مزادینے کا مدعی تھا۔ راٹھجے کو نماز فجر  
سے پہلے پہلے سب سے نکل بھاگنے کا کہہ رہا ہے۔ آخر کیوں؟  
اس لئے کہ حمل قرار پانے کا عمل بھی چھپ کر کیا جاتا ہے۔ آدھی رات کی  
مُرنی سے کسی کو فرار نہیں اس لئے کہ حمل ظاہر ہونے کی شرمندگی (اگر یہ اتھی  
کوئی شرمندگی والی بات ہے تو) ہر ایک کو اٹھانا پڑتی ہے۔ اور پھر وضع حمل  
بھی چھپا کر انجام دیا جاتا ہے۔ اسی لئے مولوی صاحب فجر سے پہلے منہ  
اندھیرے آئے مسجد سے نکل جانے کا کہہ کر اپنی راہ لیتے ہیں۔

قاریبن کسرام! یہ ہے وہ بنیاد جس پر وارث شاہ نے اپنی عازنانہ  
کہانی کی ساری عمارت کھڑی کی ہے۔ اگر یہ بنیاد ہی مہیا نہ ہو تو ساری  
عمارت دھڑام سے نیچے آ رہے گی۔ مگر افسوس کہ میر وارث شاہ کے  
قارئین آج تک اس بنیاد کو دریافت نہ کر سکے تھے، اگر پہلے وقتوں میں کسی نے  
یہ دریافت کی ہوتی تو گویا وہ یہ راز اپنے سینے میں لے کر سدھار گیا۔ یہی

وجہ ہے کہ ہر شخص جو کبھی میر کا مطالعہ کرتا ہے۔ وہ وارث شاہ کے "عارفانہ اشاریہ" پر غور و خوض کرنے کی بجائے اس قصے کے عام پہلو کو سامنے رکھ کر سوچنے لگتا ہے۔ اور جب زمین اس کا ساتھ نہیں دیتا اور وہ حالات و واقعات کی تطبیق نہیں کر پاتا تو طرح طرح کے اعتراضات شروع کر دیتا ہے۔ اُسے اپنے اعتراضات بڑے وزنی بھی لگتے ہیں۔ کیونکہ اُونٹ پیار سے ادھر ادھر کی سمجھتا ہے کہ مچ جیسی بلند و بالا شے زمین سے ابھی پیدا نہیں لی گئی۔

قارئین! میں نے نوائے وقت میں وارث شاہ کے شاہکار پرچہ کے والی بحث کے چیدہ چیدہ اقتباسات کھلے دل سے آپ کے سامنے پیش کئے آپ نے دیکھا کہ وارث شاہ کے مخالفین بظاہر درست ہیں اگرچہ انہیں کہا جاسکتا ہے کہ

سخن شناس نہ دہرا خطا اینجا است

لیکن وارث شاہ کے اکثر حمایتی تو بڑے جدباتی ہیں۔ عقیدت کے بندھن میں جکڑے ہوئے ان میں بہت کم ایسے ہیں جو ڈھنگ کی بات کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ چنانچہ کسی نہ کسی وجہ سے بات کرتے کرتے وہ لڑکتے لگتے ہیں اور مخالفین کو تالیاں بجانے کا موقع مل جاتا ہے۔

قرآن کریم کی رو سے میرا ایمان ہے کہ **وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ**۔ یعنی کوئی بھی اللہ تعالیٰ کے علم میں سے (تھوڑا بہت بھی) اپنے احاطہ آراک میں نہیں لاسکتا جب تک کہ ذات باری نہ چاہے۔ اور وہ بھی اتنا — جتنا وہ چاہے —

لہذا اگر میں میر وارث شاہ کی عارفانہ تشریح کرنے میں کامیاب ہوا ہوں تو یہ میرا کوئی کمال نہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے کہ اُس نے مجھے اپنی خصوصی رحمت سے میر کے عارفانہ رنگ کو سمجھنے کی توفیق دی۔

اس سعادت بزور بازو نیست

تا نہ بخشہ خدائے بخشندہ

آخر میں وارث شاہ کے اس شاہکار کی مزید کچھ وضاحت کر دوں کہ یہ شاہکار اس تصویر کی مانند ہے جسے سیدھی حالت میں دیکھیں تو آپ کو ایک خوبصورت اور چمکدار نوجوان کی شکل نظر آئے گی۔ آپ اس کے خد و خال دیکھ کر حیران رہ جائیں گے۔ لیکن جب اس تصویر کو الٹی کر کے دیکھیں گے تو ایک بزرگ کی تصویر لگے گی جو بڑا بادشاہ متین اور سنجیدہ ہے اور عقل و دانش اور عرفان کا خزانہ ہے۔

اب غور طلب بات یہ ہے کہ سیدھی تصویر میں بھی وہی لکیریں ہیں جو اُسے ایک پھیل چھبیل اور بانکا بھرو ظاہر کرتی ہیں۔ اور الٹی تصویر میں بھی وہی لکیریں ہیں جو اُسے ایک بزرگ شخصیت ظاہر کر رہی ہیں۔

پس اسی طرح وارث شاہ کی میر کے اشعار کا بغیر سوچے سمجھے سیدھا مطلب لیا جائے تو دنیاوی سوچ برآمد ہوگی اور اگر ان شعروں کو عارفانہ اشاریہ کی کسوٹی پر پرکھا جائے تو وارث شاہ ایک عارفِ کامل کے طور پر سامنے آئے گا جبکہ مجازی رنگ کے اعتبار سے بھی یہ ایک دل کش تصویر نظر آئے گی۔

امید ہے کہ قارئین میرا مطلب سمجھ گئے ہوں گے اور ناقدین بھی پیر پیر پر اعتراض کرنے کی بجائے گہرائی میں جا کر گوہر مفقود حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔

فیض الاسلام

قدر آقائی عفی عنہ

۱۱۔ ایس۔ دستان روڈ۔ لاہور ۲۵

۲۶۔ مئی ۱۹۸۷ء





بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## وارث شاہ والوں کا بھیت اند

اہ قصہ حمد باری تعالیٰ تے نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
توں شروع ہوندا اے۔ خلفائے راشدین، پیران پیر حضرت غوث اعظم مرتے  
بادا قرینہ شکر دی تعریف توں بعد، راجھے دے پیو موجود چوہدری دی  
شان، راجھے دے مہرا توں دی راجھے نال کھنڈک تے غیر موجودی  
ونہات واذکر اے۔ جس توں بعد مہرا توں دی دشمنی اگھڑکے سامنے  
آجاندی اے۔ تخت ہزارے دی تعریف توں ظاہر ہندا اے کہ اہ  
بہشت یا "عدم" اے جتھے انساناں دیاں روجاں، وجود وچ آدن توں  
پہلاں موجاں مان دیاں میں۔

ایس توں پہلاں جو تکریر اے اہ قصے دے مجازی رنگ دا رنگ  
اے تے ایس توں بعد زمین دی ونڈ تے جابیاں دے طعنے حقیقی تے  
مجازی رنگ دے دوہرے جیہکارے میں۔

**تخت ہزارہ** | تخت ہزارے دا بیان عارفانہ گل بات دا اہ صلا رنگ  
اے۔ تخت ہزارہ نمک عدم دی علامت اے جتھوں

انسان آؤندا اے من توں بعد جاندا اے۔ سب مخلوقاں وچوں انسان  
جیہی مخلوق اے جہڑی اثر تے ترین رشتی جاندی اے۔ گویا اہ :-

ع وارث شاہ ہزارے دے باغ وچوں اسان مھل گلاب دا توڑیا ہی

والی سوغات اے۔ اہ دنیا اہ منگو، اہ مھل تے بیلے انسان واسطے عالم اسباب  
تے آخرت دی کھیتی اے جتھے انسان اپنی روحانیت نے نورانیت توں  
چمکا کے تے پاکیزہ کر کے اوڑک "تخت ہزارے" توں واپس چلا جائے گا

— حیویں :- ض

منگو چھڈ کے تھل وچ میاں وارث آساں تخت ہزارے نوں جاوٹاں ایس  
انسان دنیا وچ تاں صرف عمل کر کے اپنی آخرت سوارن ائی آؤندا اے ۔  
تے اورگ ایس نے "تخت ہزارے" ہانا ائی جانا ایس ۔ کیوں جے اہ دنیا تھوڑے  
دناں دا کھیل اے :- ض

وارث شاہ نہ سوپ اُدھال جی نہیں مابیاں دے گھر سنگھنی ایس  
راجھے دا بھابیاں مال لڑ کے گھروں نکل ترنا ۔ گویا عدم نوں وچور وول سفر  
اے ۔ بھابیاں "شہوت" دتی غلامت نیس ۔ تے انسان ایس دنیا وچ شہوت  
دے نتیجے وچ ای جنم لیندا اے ۔ اہ بہن وارث شاہ نے ایس کھچیا اے :-  
بھابی تے راجھا :- "کیہا بھیر" مچا پو ای کجیا ڈے متھا ڈا مہو ای توکناں وانک کہا  
جا سہرا کم تو انا میں جو جا سیا جو بنان چیرہ ہیا  
راجھے کا عقمہ سر دھون ماری اڈجھاں پری ان نوں جو پیا نہیا  
تیں دس رکھو میں چھڈ چلے لاہ بنات بھنگر اگل ہیا  
تہ پگڑ کے جتیاں مار بکل راجھا ہو گیا وارث شاہ جیہا  
اہ سفر گویا عدم نوں وچور وول سے :- منوہ شہوت راجھے وارث شاہ ایس  
حالت نوں ایس بیان کر دا اے :-

لوع چھڈ قلبوت جیوں وداع ہندا لوں ادریش سدھاریاں  
ان پانی نزارے دا تم کر کے قصہ جھنگ سیان دا دسا پیا ای

اے انسان اتے اک اجیبا ویلا وی آیا کہ اہ قابل تے نہیں سی ۔

(قرآن . دوسر : ۱)

کہ ض دنیا جاں اتوں جیوں جھنگ پک ۔۔۔ (وارث شاہ)

کیتا رزق نے آن اُد اس را بجھا چلو چل ہی جو پکاریا ای  
 کچھے و نچھلی مار کے رواں ہويا وارث وطن تے یں وسایا ای  
 بھائیوں نے را بجھے نوں دیں نہ پھڈان بارے کیتی تاں اوس اگل آکھیا :-  
 را بجھے اکھیا اکھیا "رزق میرا نیکھو جیو تیس کیہ منڈے او

۱۔ اپنی قسمت دارزق ایس دنیا وچ ہر کسے نوں ضرور کھانا پیندا اے۔ ایس  
 کر کے انسان عدم نوں وچور دنج آون تے مجبور ہندا اے۔ کوئی اپنی مرضی ناں  
 نہیں آوندا اے۔ رزق توں مراد نرا روٹی لگر ای نہیں باکہ ساری ضروریات  
 زندگی جھڑیاں کسے توں اللہ تعالیٰ عطا کر دا اے۔ رزق دے نرے وچ  
 آونداں نیں۔ رزق دے معنی "رب دیاں عطاواں" نیں۔ بیویں دُعا :-

"وَارزُقْنَا شِفَاغَةً یَوْمَ الْقِیَامَةِ" وچ رزق دے معنی عطا  
 کر "ای تیس یعنی یا اللہ سانوں قیامت والے دن رسول اکرم دی  
 شفا عت عطا کریں :-

۲۔ بولن دی قوت۔ وسیع معنیوں وچ و نچھلی توں مراد رزق والا  
 توش اے۔ جہڑا اللہ تعالیٰ ولوں ہر انسان نوں دان کیتا جاندا اے۔ تے  
 تے نفس ناظر۔ "میلانا روڈم اہنوں" تے "نال تشبیہ دیندے نیں۔ وچ  
 بشتواز تے "چوں حکایت می کند  
 وز جدائی یا شکاست می کند

۳۔ انسان دا (بابا آدم دا) اصلی وطن تے دیس بہشت سی۔ جتھے  
 اہ تے اماں حوآ رہدے ہندے سن۔ جہنوں وارث شاہ "تخت ہزارے"  
 دے تمبلی رنگ وچ بیان کر دا اے۔ ہر رزق اوتھوں ای ایس دنیا وچ  
 آوندا اے تے عملاں دی پیاری بھر کے اوتھے ای جیانا کر جاندی اے۔

وڈ لیا جے باپ دالک سارا تئیں ساک انہ مسین انہ انگ دے او  
 وس لگے جے تاں منصور وانگوں سینوں چا سول اٹے ٹنگ دے او  
 وچوں خوشی ہو اسان دے نکلنے تے ہونہوں آکھ دے گل پرنگدے او  
 بھابیاں نے رنجھے نوں روکن دی کو کشس کیتی تاں وی زرق والا مسئلہ سامنے آیا ۔  
 ع بھابی زرق اداس جاں ہو چلیا اُسی کا سنوں گھیر کے ٹھگدیاں ہو  
 تے انھر رانجھا "ہزار یوں" نکل کے رات ویلے اک "مسیتے" ڈیرا لہیندا اے  
 اہ مسیت عام مسیت نہیں بلکہ وارث شاہ موصی ماں دی سکھ اے جس  
 وچ انسان مڈھلی منزل پوری کردا اے ۔

### اوه مسیت ہے ماں و اشکم بندے

رانجھا تخت ہزار یوں نکل کے راتیں اک مسجد وچ آوند اے۔ اڈھی رات ہندی  
 اے۔ تے مل ویا ندا اے۔ پندرے لوک مسیت دے دوائے آکھے ہو جاندا ہے نہیں  
 نمبر مولوی صاحب ومی آوندے نیں۔ مکالمہ ہندا اے۔ اخیر مولوی صاحب رانجھے نوں  
 رات گھار کے تڑکے سار نکلن لئی کہہ کے تڑباندا ہے نیں۔ وارث شاہ نے ایس مسیت  
 نوں ماں و اشکم آکھ کے ہیر دے نارفانہ رنگ ول انج اشار دیکتا اے ۔

اوه مسیت ہے ماں و اشکم بندے جس وچ شب و روز لنگھایا ای  
 شہوت بھابی تے بھکھ راہیل بانڈی جہناں جنتوں ما کہہ ٹھایا ای  
 جہڑا بولدہ انا طقہ و بھلی دا جس ہوشس دارا اے۔ سنایا ای

کچھ لوک آہندے نیں کہ سیر نرا مجازی رنگ و اشار کار ای سی بیروارث شاہ  
 نے جالاکی تہل مستاد صاحب دی ماراٹنگی توں ڈردیاں کتاب دے اثر وچ کچھ شعر





۳۲  
 ایسا کہ یا یہاں لکھنا ان لگے پیندا اسے۔ تے فیرا اہل اسے مولوی جی مشرع  
 گواہیاں توں ایسے بیانے آں۔ ابنتہ سالوں بہ۔

اس پلٹیت تے پاک داکرہ واقف ایسے جان دے شرع گواہیاں توں  
 بہتری تھاں پلٹیت وج لے وڑیوں بشکر ربدیاں بے پروا ہیاں توں

بُن ذرا سوچو کہ رانجھا مسجد توں پلٹیت تھاں کیوں آہند اسے۔ جے  
 اودا کہ سبھی مچی دتی مسجد سی تے اوہنوں پلٹیت تھاں آکھنا بے وقوفی ذوق  
 اسے۔ تے فیرا بجھے دا پلٹیت وج رد کے مسہر شکر کرنا تے ربدتی بے پروا ہاں اسے  
 نہوں جانا۔ وی نور طلب اسے۔

جواب وج مولوی صاحب وچوں بڑی رمزناں (تے آتوں انج لکدا اسے جوہیں  
 مولوی صاحب نے آہند نہیں) رانجھے توں ای نہیں سارے اکٹھے ہوئے لوکاں  
 توں بھومانہ نہیں تے آہند نہیں۔

کھر ربدے مسجد ان بنیاں میں ایستھے غیر شرع تاجاں وارثیت اودے  
 گنا تے فقیر پلٹیت ہوئے نال دڑیاں بھوکے مارے اودے  
 تارک تو صلوا ڈوا پٹے رکھے ہاں والیاں پکڑ پھپھارے اودے  
 بہتر افقہ دے عمس دانہیں واقف اوہنوں چاہنوں آتے چارٹ اودے  
 وارث شاہ تدارت دشمنان توں دوروں کتیاں دانہیں دے اودے

نویا مولوی صاحب نے اعتراض نہیں کینا کہ توں "مہ بدست" توں باریہ کپور  
 آکھیا۔ نہ اوہناں آپ "مسجد توں پاک آکھیا۔" بلکہ کل کول مول جھی  
 آکھی۔ "کھر ربدے مسجد ان بنیاں میں جوہیں کوئی آکھے

دل کہیہ دل کھرے ربدیاں

ازہن اداں کہیہ یک دل بہتر است

ع



کیا مولوی صاحب راجھے نال متفق نہیں کہ واقعی توں پامیت تہ وقت ایں  
 چھ میں تہگہ دے آداب ضرور دسدے نیس۔ بہتے آداب مولوی جو رس  
 ات اور کسے عام مسیت بارے نیس سو سکدے مثلاً اور کسدے نیس۔  
 اہ مسیتے غیر شرع نوں اون دن اجازت نیس کیوں جے ایہ رہا تہ کے۔  
 کتاتے فقیر پیت ہندے میں جے اور مسیتے آون تے او منال نوں ہنڈ  
 کے ڈریاں نال سزا دتی ہاندی اے۔

پتے رکھنا بھانویں منع نہیں پر جے کوئی "بے کماز" پتے رکھے تے او ہنوں  
 پکڑ کے "میسٹوں" پر مٹاں کچھ پڑتا ہندا اے۔  
 ہندا (میسٹ بارے) فقہ دے عمل دا واقف نہیں او ہنوں سوں تے  
 تہب دا جاندا اے۔

دے تے ہندوں ایہ کہ تہ بڑے۔ تہی توں دے دشمن ہون۔ ہنساں نوں ڈور  
 درکار ہندی دا اے تے مسیت دے بیڑے نہیں دھنساں دا۔  
 ہن ڈرا سوچو کہ مولوی صاحب نے تہ بیل سداواں دا ذکر کیاے  
 اک عام مسیت وق ورن والے واسطے اور سداواں شہ غی کی نال مسیت  
 نیس ہا۔

یہ تہی  
 جے کوئی شہ لیت دا عامل ہندا اے تے او ہنوں سہلا مسیتے درل دی تہ  
 تہی ہندی ہا۔

۲۔ "تہا مسیت جاہ"۔ یہ فقہ تے کہہ ایلا ہندو کے او منال نوں "تہ"۔  
 مارے جاندا کے نیس۔ ہا تہاے فقہ تے "تہ" مسلمان ہن ہا سکدا  
 اے کہہ او ہنوں مسیتوں ڈور ہندا ہندا اے ہا۔

۳۔ پتے رکھنا اسلام وق جائز اے۔ تہا غیہ وق ایک بڑے شہ کچھ سو اور  
 ہنوں نیس۔ ہن کہہ ہا مسیت تہا ایت کرک او منال نوں نوں ہنوں

— نیاں زلفاں والے خواجہ — آکھیا جانداسی — پر مولوی صاحب فرماندے میں کہ جہڑا بے نماز "پت رکھے" یا جہڑا پچھتاں دومانے اونوں اسیں مسیت دے نیرے نہیں لکن دیندے — کوئی پٹیاں وال مسیتے کچھوں مسیتے وڑے تے کہہ اوہنوں کھینچی کرا دیاں گے ؟  
 ۳۔ جہڑا فقہ دے عمل دا جانو نہیں، اوہنوں کھجیا اسیں سون پارتھ دینے آں ؟

۴۔ تے رہے دشمنان نوں بلی قانون نہ منس وایاں نوں (دوروں کتیاں وانگ درکار چھڈنے آں یعنی مسیت دے نیرے بالکل نہیں لکن دیندے؟

ایہہ کلاں پڑھ کے یاتے بندد ایہہ مجھے کہ مولوی صاحب نعوذ باللہ بیوقوف سن تے یا فیر ایہہ منتا پوکے گا کہ رانجھاتے مولوی صاحب جہڑی مسیت دی گل پئے کر دے نہیں اوہ عام مسیت نہیں سی بلکہ اوہی مسیت سی جہدا ذکر و ارث شاہ نے سماں د اشکم کہہ کے کیتا اے۔ ایجھے ذرا ایہدی وضاحت ہو بائے تاں جے گل صاف ہو کے وارث تہا دے سروں منالہہ جائے۔

## وضاحت

بیمالی (شہوت) دے "طعنیاں" مجبور کیتا بلکہ (نواہش) تے شرم انک موالے راہوں سفر کردا "يَخْرُجُ مِنَ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَائِبِ" دیاں منزلان طے کر کے "رانجھا" رات دے ہنیرے فوج ہون مسیتے وڑے کے بہ گیتے تے نوں کوئی خبر نہ ہونی — آر مسیتے کھینچاتے "ناں" نوں پتہ لگا — اوہنے گھر والے (تے دوجیاں گھر وایاں نوں) دسیا — پتہ پتہ چپ رہے کیوں جے ایہہ گل ایسے ایڈن اہم نہیں سی

پر بدول ایس حالت وچ اچھی رات نکل گئی۔ تینوں وارث سادہ نے رات  
اندھن ہتھیر و کھین پکڑ کے رات اچھی آکھیا اسے تے نہ تے۔ وچ بان پے  
گئی۔ یعنی اونہے "و انفذت فیہ من ریحی ذی منزل طے ریحی تے ہتھیر  
باری ساری نوں پتہ لیں ایہ پیا کہ کیمہ گل بات اسے۔ وارث شاہ نے جہز ہوڈا  
لے "میت دے ہر ذ جمع بندیاں دسیا اسے۔ ایس د مطلب۔ ایہ۔ ی  
اسے کہ "میت کونئی عام مسیت نہیں سی۔ لوگ، لہر جمع کیوں ہونے؟  
ایس لئی کہ سر لئی جانا چاہتا ہی رآیا "راکھ" "را" "میت" "ورثا غیر مشرعی  
ذریعے نتیجے تے نہیں۔

ایس لئی کہ اوہ اوہناں گلاں "وہ لئی دی  
سُر" دے جاتاؤ ای نہیں۔

### بچے کیوں نہ جاگ پئے؟

مرد نہ پتہ وچ رہیا کوئی۔ دی مرد سدھی اسے کہ سیانے لوگ سارے  
جا پئے۔ ن لہیں پتہ دے لوگ "شرعی مسامیاں" دے اپنے ہتھ  
"ایس کر۔ چمپہ ہوتے مولوی صاحب دا انتہا رے۔ مولوی صاحب آئے  
تے اوہ ویا لویاں راگ، مسیت رے ہتھارے راگ نوں پچھدے  
سدے رہے۔ تے جڑے مسلے اوہناں "مسجد" بارے لہیں۔ اوہنا  
دی وضاحت انج اسے۔

"راکھ" بچہ پائی ہتی دا حکم سارے دتہ۔ ایہ "ایسا" تھاں ہتے  
رہی تھاں۔ شکر۔ اوہی ذائقہ دا۔

مولوی ہوران آکھیا: مسیتاں رہد گندہ ہن۔ ہتھ "غیر شرعی" ہن  
زل آن دی اجازت نہیں۔ گتا (زنا)۔ وڈا ہتھارے یا فقیر شمس  
پرست اپیت ہون۔ ہتھ وک "میت" دے ہتھارے ہتھ پھڑے  
ہان۔ اوہناں دی واکرے سے زانیہ۔ شرعی شریعت وچ وکے ای  
مقررے ہمارے (نکاح و آراک) جے "ہتھ" "ہتھ" ہتھارے رکھنے

ناجائز نہیں یعنی نکاح نواہی ہے "جنت" و "ترکب ہووے تے اوہنوں اجازت  
 نہیں" بڑا شرعی احکام ہے جہاں دا ہووے تے اپنی "صحی" کرے یعنی تاروی تاروی  
 شخص زادا ترکب ہووے تے اوہی "سوا" "سولی" (سنسکار کرنا) مقرر اے۔  
 راجھا "تارک ال لوک" داسا "کچھ لوک"۔

سائوں دس نمازے کاس دی جی | کچھ لوک سمجھدے نیں ارکان اسلام  
 دی توہین ہوگئی۔ اوہناں بھانے

مولوی صاحب وی اُچھڑتے معاذ اللہ بیوقوف سن نے راجھا وی۔ تے پنڈ  
 دے سارے لوک وی۔ مالا نکہ نہ تے مولوی صاحب "ملائی" سن بلکہ میرے  
 نزدیک، اوہ اک عالم باعمل تے عارفِ کامل سن۔ نہ "راجھا" بے وقوف سی تے  
 نہ ہی پنڈ دے لوک پاگل سن۔ ایہ سارے اپنی اپنی تھان بڑے سیانے تے سکھڑا  
 رسالہ بول نماز وارشہ شاد دے نزدیک زمانے دی لکھت اے۔ اوس دوج  
 رکعتاں دی گنتی باقی ہے۔ پڑھو پی وغیرہ تے تارک ال لوک سمجھدے نیں۔  
 دنا نماز دی وضاحت، اوہناں رکعتاں۔ تے اوس بارے دوجے مسائل راز  
 نماز دوج کچھے نیں۔ ایہ وی کچھیا کہ ایہ کہناں دے متھے ماری جاندی اے  
 وغیرہ وغیرہ۔ شریعت دا تہ اے کہ جہدے لوک نماز چنگی طراں دھیان  
 نہیں پڑھدے۔ اوہناں دی نماز اوہناں دے موند تے ماری جادے گی۔  
 — اجییاں رازدا گلاں، راجھے کچھیاں تے بظاہر مولوی صاحب نے عام  
 نماز داسلہ دی دیا۔ پر زیادہ تر اوہ مرادی نماز یعنی "عقدہ نکاح" نوں  
 مانے رکھدے وضاہ ان کرن گاہاں۔ نیں۔

اساں فقہ اصول نوں من کیتاں رازت مردونوں مارنا ای  
 اساں دتھنے کم عبادتاں دے پل سراط کون پار اتارنا ای  
 فرض سنناں واجبیاں نفل و تران تال جائواں سچ ستارنا ای  
 وارث شاد جماعت دے تارکماں نوں تازیانیاں وریاں مارنا او

مقطعے وچ ساری گل صاف کر دتی گئی اے۔ یعنی شادی خانہ آبادی دہلی لوکا  
 دے سامنے وچ گج کے (نماز باجماعت وانگوں) ہووے۔ جے امام معنییاں وچ ایہ  
 گل پرک تے جماعت دے تارکان نوں تازا اینیاں دی سزا انصاف توں دُور اے۔  
 مطلب ایہ پئی شادی توں بغیر (پٹے رکھنا) جہڑا کم حرام اے۔ شادی توں بعد (پٹے  
 رکھنا) حلال اے۔ جس ویسے مولوی صاحب نے یقین ناں جان لیا کہ رانجھے دا  
 "مسیّت" وچ قیام ہاڑا اے۔ تے اوہ رانجھے کو اکھدے نیس :-

مکاناں آکھیا او نا معقول جتا فرض گج کے رات گزار جائیس  
 فجر سُندی توں اگوں ای اکھد ایتھوں ہر گج کے مسجدوں نکل جائیس

"رانجھا" مسیّتے وریاتاں وی رات دے سنیرت وچ — نکلن داکم ہو  
 رہیا اے تے اوہ وی فجر ہون توں پہلاں پہلاں (تروکے سار مُوہ نہیے) —  
 امام مسیّت مندر — تے مولوی صاحب فجر دی تازا پٹے توں بغیر کہہ  
 نوں جان لی کیویں۔ سکدے سن — ؟ اصل گل اوہ ای سی — کہ وضع تھل داکم  
 وی سنیرے وچ انجام پاندا اے۔ ہٹے مولوی صاحب جماعت دے تارکان  
 نوں دُریاں ناں مارن دا اکھدے پئے سن۔ تے اوہ وی اک مسافرنوں —  
 تے ہن اک دور و مسافرنوں جماعت ترک کرن دی گل اک بات — تے  
 ذرا مسیّت نہیں پڑھن دے رہے — سگوں آہنہ — نیس کہ فجر توں پہلاں چھپ  
 چھپا کے نکل جائیس جوویں اوہ مسافر نہیں کوئی چوری — ؟ جے ایہ گل بات امام  
 مسیّت بارے سُندی تے مولوی صاحب ناں رانجھے نوں جو بھڈ دیاں دیکھدے پنڈ  
 داکوئی جون تے غیرت کھاندا کہ اک مسافر اوسناں دے امام مسجد دی "درگت"  
 بنا رہیا اے۔ جے ایہ کہئے کہ لوک مولوی صاحب دیاں "بریاں" توں واقف سن  
 نیں کر کے چپ رہتے تے سوال ایہ دے کہ اک بُرے مولوی توں اورں امام  
 کیوں بنایا ہویا سی۔ جے آکھئے کہ لوک وی بہڑا چٹے سن تے فی سوال ایہ دے کہ

بھلا! بھیڑے لوکی کسے بدکار مولوی نون اپنا اما بنا لیندے نیس۔ پنڈاں دے غیرت مند لوک کتے وی بھیڑے ہون۔ دین دے معاملے دج اوہ کسے غلط بندے نون ایسا مار نہیں بناندے۔ فیروز مولوی صاحب تے رانجھے اڈے مکا میاں دے دوران پنڈاں اک بند دوی نیس بولیا۔ کیوں۔؟۔ اسی کر کے کہ ایٹھے بولن دی جا کوئی نیس سی کہ سارے ادسے راہوں شگہہ کے اُتے ہوئے سن۔ مولوی صاحب دی اپنا فرض ادا کر رہے سن۔ حلال حرام دی تمیز کھانا اوبھناں دا فرض سی جانتے تے ناجائز دانٹارا اوبھناں کرنا سی۔ سو جدوں گل نتر گئی۔ مولوی صاحب لوکاں توں پچھیسوں بغیر ای۔ (حالانکہ اوس مے پنڈ دے مولوی صاحب دا درجہ عام طور تے اک "کمی" دا درجہ بند اسی۔ کیوں۔؟۔ سارے زمیندار مولوی صاحب نون وی ہر فصل تے "سیپ" دے دانے دیندے ہوندے سن۔ اچ گل دی بعض پنڈاں دج ایویں اے) رانجھے نون نصیحت کر کے نکل جاندے نیس۔ اسی توں ثابت ہویا کہ مولوی صاحب "سیپی" نیس سن۔ اوہ۔ اٹھ والے مولوی سن۔ اوہ لوکاں توں بے پروا سن۔ جھی گل آگن۔ بٹن چھان کیتی تے سچ نہار کے اگمانہ ہوئے۔ جے کوئی آکھے کہ مولوی ہوراں پنڈ والیاں توں ڈر دیاں رانجھے نون ٹونہ منیرے کھسکن لسی آکھیاں کہ سوئے نون بے عزتی نہ ہودے۔ اتے ایہہ غلط ات۔ کیوں جے دن مرد سچھے "میت" دے گبرہ دج ہو چکے سن۔ اوبھناں دے سامنے جھڑی "بے عزتی" ہونی سی اوہ ہو چکی سی۔ سوئے نون ہوراں دوں دوہہ کہہ ہونا سی۔؟۔ اسی توں ثابت ہویا کہ مولوی صاحب دے حق تارن نال ہون دی وی تسلی ہو گئی تے اوہ چپ کر کے "نران" توں چلے گئے تے رانجھاں فیر توں پھلاں اویں "کچی" کے نکل جانداں۔

بقول دارلشفاذہ  
 "چڑی چوکاری نال جاں گڑے پانڈری پیاں، جو دھے دے وچ مدھانیاں نیس"

راجھے وامسبتوں کو راج  
ادھی راتے مولوی صاحب نے راجھے  
نہوں نچروں پہاں پہلاں مسبتوں نکلن  
لسی آکھیاں۔ جدوں صبح صادق ہوئی تاں راجھے نے مسبتوں چوٹ دئی  
یعنی جدوں حمل دی مدت پگ نئی تاں راجھے نوں "مسبتوں" نکلنا پیا۔  
وارث شاہ موجب :-

چڑی جو کہی نال ہاں ٹرے یا ہندی بیاں ددھ لے وچ مدھانیاں میں  
ہوئی صبح صادق جدوں آن روشن تدوں لاسیاں آن جھپانیاں نہیں  
راجھے کوچ کیتا آیا ہندی اتے ساتھ لڈیا پار مہانیاں نہیں  
وارث شاہ بیاں لڈن ہڈا کہیں کیتا شہد را لڈیا بانیاں نہیں  
اہناں چونہ مصرعیاں وچوں پہلے دو مصرعے سادے لقارال لئی ہڑی  
اہمیت رکھ دے نہیں۔ جہناں موجب وارث شاہ نے اہناں وچ  
صبح دانظارا کرارتا اے۔ واقعی ایٹھے صبح صادق دا سین چٹاں  
پیش کیتا اے تے نال ای لڈن تے ندی دا ذکر اے۔ لفظ "کہیں"  
دے معنی میں "ثواب سمجھ کے کسے نیک کم نوں انجام نہ دین والا۔"  
بلکہ ہرنیک یا بد کم دی مزدوری کھنن والا یعنی لے کروت :-  
(پس = ثواب :- پس = اہدی ضد :- جو پس = راد کراہ۔ پتا۔ کہینا  
کہیں = ایٹھے منفی معنیاں وال اسم فاعل سے جیا)

ادھی راتے مولوی صاحب نے کون لک بنجیا۔ یعنی  
راجھے دی پیدائش دا وقت آیا تاں اوس کیفیت نوں وارث  
نے تاں دے نمثیلی انداز وچ بیان کیا اے۔ یعنی ماں دے پیٹ توں باہر  
آن دا مرحلہ۔ ندی، نمثیلی روپ دھار کے سامنے آیا اے۔

راجھے دی پیدائش | حمد سے بچے کول جو نہیں سنا۔ نہ پیدائش  
دھیلا۔ نہ کپڑا سنا۔ کولی ہو۔ شے پیدائش

ویلے اہ ننگ دھڑنگ تے روجیاں دا محتاج بند اے۔ ایہو حال رانجھے  
 اے۔ اہ پیدائش ہی منزل طے کر کے دنیا وچ آنا چاہندا اے۔

رانجھے آکھیا لڈن ملاح نوں۔  
 رانجھے آکھیا پارنگھا آبا مینوں چاہڑے رب دے واسطے تے  
 لڈن آکھیا۔

ایس رب کیہ جان دے ڈھیکیا اونے بیڑا ٹھہلدے لڈن دے واسطے تے  
 رانجھا بولیا۔

مستور جوڑ کے منشاں کرے رانجھا، ترے کراں میں جھنڈی دے واسطے تے  
 تئیں چاہڑ لٹو مینوں وچ بیڑی چنچو دھکساں رب دے واسطے تے  
 وارث شاہ رُس آیا نال بھائیاں منڈت کراں "سبب" دے واسطے تے  
 یعنی رانجھا کہندا اے کہ میں "اہ" ندی جلدی پار کرن خاطر ترے منشاں  
 پیا کرناواں۔ تئیں مینوں بیڑی تے چاہڑھ لٹو میں چنچو دھککاں گا۔ (در روزہ  
 ول اشارہ اے) اخیر آکھیا کہ بھائیاں نال رُس کے آیا ماں تے میرا واہ ہن  
 سبب (عالم اسباب) نال اے۔ ایس لٹی ترے کرناواں۔ پر لڈن  
 نہیں مٹی دا۔ بقول وارث شاہ آخر "رانجھا" دریا دے کندھے تے اک  
 پاسے جانے بہہ گیا۔ تے اپنا وکھڑا راگ چھوہ دتا۔

گاوے سد فراق دے نال رووے اتے وٹھلی شیدنا بیٹھا  
 جو کوئی آدمی، ترمیت مرد ہسی پن چھڈ کے اوس ول جا بیٹھا  
 زماں لڈن جھیل دیاں بھرن نہیں پیردیاں دے وچ ٹکا بیٹھا  
 غصہ کھا کے لٹے جھیل جھیلیاں اتے دواں نوں ہاک نیا بیٹھا  
 پنڈا یا ہوڑیں، جٹ لیجاگ زماں کہیا شغل ہے اتن چکا بیٹھا  
 وارث شاہ اس جو ہے نیں مرد رتاں تہیں جان دے کوئی بلا بیٹھا  
 ادوی اک کیفیت اے جدوں بچے نوں تک کے آس پاس دے لوک تے



رشتے دار قدرتی طور سے ہمدردی کے اگانہ و دھدے نہیں تے اپنی محبت  
 دا اظہار کردے نیں جتنی کہ اہناں دی حالت اوہ جو جاندی اے :-  
 سیں و نجیس جہناں دا انت ناپیں ڈب مریں تا ٹھل نہ سبناں او  
 چاہڑ موڈھیاں تے تینوں اسیں مھلاں اکوئی پاک دی ڈھل نہ سبناں او  
 ساڈا عقل شعور تیں گھس بتا، رسیا کھو کھڑا بل نہ سبناں او  
 صاڈیاں اکھیاں دے وچ و انگ دھیری ڈیرد گت بوہ ہل سبناں او  
 وارث شاہ میاں تیرے چوکنے ہاں ساڈا کالجہ سل نہ سبناں او

## رانجھا دنیا وچ آوندالے | بقول سید وارث شاہ :

دو نہاں باہاں توں پکڑ رنجھیرے نوں نرآن بیری وچ چاہڑیا نہیں  
 تقصیر معاف کر آدمی دی نرآن بہشت وچ واڑیا میں  
 گویا خواب دے وچ عزرائیل ڈھٹا اہنوں پیر نرآن تے چاہڑیا میں  
 وارث شاہ نوں ترکت نہوا کے تے ندھی ہیر دے پتنگ تے چاہڑیا میں  
 یعنی رانجھا "نابی" والا مرحلہ طے کر کے ایس دنیا وچ آیا ناں گویا آدمی دنیا  
 غلطی معاف کر کے اہنوں نرآن بہشت وچ رہن دا اجازت نامہ مل گیا۔  
**تقصیر معاف کر آدمی دی** | کہندے نیں کہ جدوں باب آدم تے ماں حوا  
 نے عزرائیل ایشطان دے کہہ ناں غلطی  
 کھا دی تاں رب نے اہناں نوں زمین تے سُنیا۔ آدم علیہ السلام ننگا دے  
 پہاڑ تے ڈنگے تے ماں حوا سعودی عرب وچ جدہ دے مقام تے۔ تے فریسی غلطی  
 دی معافی منگدے تے اک دو جے نوں بھدے تے سو سال تک روزے پھر دے  
 رہے۔ آخر جدوں مافات ہو گئی تے تقصیر دی معاف ہو گئی۔ تے فیر اللہ  
 تعالیٰ نے دو نہاں نوں نرآن بہشت وچ کچھ عرصہ رکھیا۔ تے بعد وچ زمین تے  
 ناسب بنا کے بھیجیا۔

حمد کے بچے لہئی بہشت | جمن توں پہلاں نو مہینے تک بچے دا

مال دے پیٹ وچ رہنا تے سر حراں  
دیاں تلیفناں جرنیاں تمیشلی رنگ وچ کوہ اہ مدت اے جہڑی ما بے آدم  
تے اماں توآ نے بھیکھا کھان بگہ وں چھوڑے وچ گزاری سی۔ تے  
جمن توں بعد ہوس سمھالن تک دی مدت کو یا اہ زمانہ اے جد اہناں  
دی تقصیر معاف کرے اہ مڑ کے بہشت وچ لے جائے گئے۔ بچے واسطے

بہشت۔ اقام مقام اہ معصومیت دا زمانہ ایں جس وچ بچہ نیک بندہ  
توں ہوندا۔ اہ نہیں ہندا۔ اہ نماز روزہ حج زکوٰۃ وغیرہ لہئی مکلف نہیں  
ہندا۔ اہ گناہاں توں پاکیزہ ہندا اے۔ اس پابندی تے معصومیت ہونا  
وراثت شاہ نے "ہیر دا پانک" کہہ کے گل اکا تھہر توہی اے۔

ہیر سلیمی | رانجھا جد دنیا وچ آیا ناں اسنوں ہوا دھوکے ہیر سلیمی  
رے پانک تے چا مڑو تا۔ بقول وراثت شاہ :-

رانجھے چھپیا۔ یارو پانک یہا سنے سچ اٹھئے :-

لوکاں آٹھیا "ہیر سلیمی ہیری" :-

کولن ہیرا | بقول سند وراثت شاہ :-

یا شاہ سیالان دے ترنجناں دی نہ چوچک خان دی ہیر پڑی :-

شاہ پڑی نت لے پناہ ایں توں اہ تھاں اس مشک پٹھری :-

اسیں سہر بھیل تے گھاٹ تہن سبھو حکم ہے اہن سلیمی پڑی :-

یعنی ہر شے دی مالک اہ "ہیر" اے ہیر تہن چوچک تھان دی۔ ڈلی اے :-

ہیری۔ دنیا دا میللا | جد اک بچہ دنیا وچ آندا اے تاں اہ ہدی

معصومیت دے سامنے ایس دنیا وچ کوئی

وقت نہیں ہندا۔ یہی اہ وسد تھار سانی دنیا نزلان توں چلری :-

رہی اے۔ دنیاوی وسوں و انقشہ رانجھے (نومولود بچہ) دے والے نال  
 وارث شاہ نے "بیڑی" دے تمبلی روپ وچ انج کچھیا اے :-  
 بیڑی نہیں او، جنج دی بلیٹھک، جو کوئی آدے سوسد بہاؤندا اے  
 بندھا، وڈا، امیر، فقیر بیٹھے، کون کچھدا اے کیہڑی تھاؤں واسے  
 جویں شمع نے رگن پتنگ دھڑ دھڑ توں نیں مہینہ لنگھ آؤندا اے  
 گویا خضر دابا لکھا آلف لٹھا جٹاں کھٹاں حشیر نییاں لیاؤندا اے  
 ایٹھے جنج والفظ بڑا ام اے، جویں اگو بندے دی نت نت جنج نہیں چڑھ  
 دی۔ انج ای کوئی بندہ روز روز نہیں بلکہ اگواری جھدا اے۔

ندی پارہ کر کے رانجھا بیٹھا ای سی کہ :-  
 لوکاں کچھیا میاں توں کون ہندا ایس، ان کسے نہ آن کھوایا ای  
 تیری صورت بہت ملوک دے ایڈا جفر توں کاسنوں جالیا ای  
 انک ساک توں چھڈ کے نس آیوں بدھی ماں تے باپ نوں گایا ای  
 اولے اکھیاں دے مینوں کیوں کیتا کہناں دوتیاں دا قول پالیا ای  
 یعنی اے انسان! توں بڑا سول ملوک جا پتا، ای توں کسے دشمن دا قول پورا  
 کرن تے ایس دنیا وچ نہیں آیا؟ — رانجھے دسیا کہ :-  
 گھر ما پیاں دے رہیا لاڈلائیں دکھیو سائیں نے کھیڈ دلھایا ای  
 وارث رب دے باہجہ نہ تہنگ کوئی بانا فقر دا اسان وٹایا ای  
 یعنی میں اپنی مرضی نال ایس دنیا وچ نہیں آپا سگوں اللہ نے اپنی مرضی نال

اے ایٹھے ہر طرح دے لوک وسدے نیں۔ کوئی کت توں اہمیت نہیں دیندا  
 کت نیں۔ ندی :- نہیں ٹ = جتھہ، گروہ۔ یعنی جویں شمع آتے پروانے مسلسل ڈگدے  
 رہندے نیں انج ای ایس دنیا وچ نہیاں روحاں ناک نام وچوں آؤندا آؤندا آؤندا  
 تے بچے دی پیدائش آئے خوشی پاروں۔ کوئی نوہندہ تھاکہ ن کران واپا سوان ایس :-

بھیجا اے۔ تے مینوں صرف ربا اُکرا کے کہ عدم وچوں وجود وچ اُکھ فقیر  
 بنا پے گیا اے۔ ارشاد باری تعالیٰ اے۔ اللّٰهُ غَنِيٌّ وَأَنْتُمْ الْفُقَرَاءُ (قرآن)  
 اللہ غنی اے تے تیں فقیروں (اور) یعنی انسان ایس دنیا وچ اُکھ محتاج ہو جاندا  
 اے۔ راجھے نے فقر زامانا وٹان دا جو کہیا تاں اہد اطلب ایہی اے۔ ورتہ عام  
 معنیوں وچ تاں اک مسافر فقیر نہیں ہندا۔ البتہ دس وایاں دا محتاج ضرور  
 ہندا اے۔

پٹری وچ ہیر و اپلنگ | راجھا اگے ودھیاتاں بیری وچ اک پلنگ  
 اُتے بیج وچھی ہوئی سی۔ اہ پلنگ ہیر سیلینی دا

ہی راجھا بیری (نو مولو دسی نوں (نیا) والے (روحانی) پلنگ تے چڑھ کے  
 وچھی اے۔ جہاں لگ پیا۔ جہنوں سن کے لوک خوش ہو گئے (بچے نوں روئیاں  
 یا سدیاں دیکھ کے) اہ بچے وی معصومیت دا زمانہ اے۔ تے ہن روحانیت جہڑی  
 کہ بچے دے نال نال رہندی اے اہد مسواکت ڈرامائی انداز وچ کردی  
 اے۔ جہنوں وارث شاہ نے "ہیر و ایشی روپ ویا اے۔ اہ غصے نال  
 راجھے نوں چہمکاں مار کے جگاندی اے۔

راجھے اہو کے آکھیا واہ سچن

ہیر کس کے تے مہربان ہوئی

معصومیت (روحانیت) بچے دے نال نال ست سال تک گوارھے انداز  
 وچ رہندی اے۔ ہیر گیا رطوس سال تک ذرا منھھی پے جاندی اے۔  
 تے بعدوں بچہ بارہاں سال دا ہندا اے تاں اہنوں نیکی بدی ری پھپھان  
 ہو جاندی اے۔ اہن بچہ جے کر روحانیت ول دھیان کرے تاں اہ  
 اہدے نال رہوے گی۔ ورنہ دھڑ جائے گی کیوں جے ایس عمر وچ انسان  
 اتے نفسانی خواہشاں ری تکمیل دا جذبہ وودھ نچل کے جوان ہونا شروع ہو  
 جاندا اے۔

وارث شاد و اکمال ایہ وے کہ ہیرنوں بھانویں مجازی رنگ ورت پڑیے  
تے بد انویں عارفانہ انداز ورت اوہ دونوں لحاظ نال ٹھیک ٹھاک جا پدی اے  
پر دونہاں پرتاں موجب اسلامی تعلیمات وے سنائی اوہ وے اندر کوئی  
کل نظر نہیں آؤندی جے کسے نوں آؤندی اے۔ تے اوہدی اپنی سمجھ واقصو

اے۔

سخن شناس نہ ای دلبر خطا ایں جا ست

عارفانہ رنگ بارے چنانچہ پاٹ توں پہلاں جیں ہیر وے مجازی رنگ  
نوں سامنے رکھ کے گل کتھہ کراں کا۔

## مجازی رنگ

مجازی لحاظ نال ہیر اک اچھی جوان جہان کڑی واقصہ اے ہمدے  
ماپے عزت آور والے تے خوش سال نیں۔ اوہ لڑکی وے دربارے اوہدی تری  
دا خیال رکھن والے جا پدے نیں۔ چنانچہ ہیر جدوں رانجھے نوں چاکرتی تھی راتھی  
کر کے پیو کول لیاؤندی اے۔ اوس ویلے رانجھے واقصہ کر اندیاں جیں اہم  
بات ول اوہنے اشارہ کیتا اوہ اوہدی اپنی پسند دا اظہار وی اے۔

میری بان بابل جیویں دھول راجہ ہا ہی نہیں داڑھونڈ لیا نییاں میں

نے جدوں ان نال رانجھے بارے گل کیتی اتھے وی اچھی سنت مار گئی۔

مے کریم جائے ساڈے منگواں وے ساڈے سل چیسٹرا گھیرا میں

جو چپکے نہ پنا چچان کرن گروں میر دی سنار ش من لئی۔

تیرا اکھٹا ساں منظور کیتا مجھیں ویرہ سمجھال کے ساریاں میں

یعنی ہیر نے اپنی پسند دا ہون والا خاوند پن کے ویاہ لئی راہ پدھری کرنی شروع

کروئی۔ کیوں جے رانجھا اوس ویلے بڑا نکلا راہی سی۔ رانجھے نے ہیر نوں ٹوہیا

بھی متاں میرے نال ددو ہو باوے۔ ہیر نے یقین دلانا یاں آکھیا۔

بہنوں با بلے دی قسم رانجھیا وے مرے ماں جے تارو تھیں ٹکھ موڑاں  
 تیرے باجوہ عام حرام میمنوں تیرے باجوہ نہ کسے نال انکے جوڑاں  
 خواجہ حضرتے بیڑہ کے قسم کھا ہدی تھیبواں سوڑ جے پریت دی ریت توڑاں  
 کو ہڑی ہو کے نین پران جاوون تیرے باجوہ جے کزت میں ہو ر لوڑاں  
 قرآن موجب حضرت موسے مدین اپڑے تے شیرب ریاں بیڈیاں  
 اپنے جہانوراں نوں پانی پلان کارن اک پاسے کھوتیاں سن تاں جے لوک پانی  
 پالین تے پھیا کھچیا اوہناں دے کم آوے۔ حضرت موسے نے اوہناں ہی  
 مشمل کر دتی۔ اوہ اپنے باپ کول گئیاں۔ اوہنے موسے نوں بلا گھیا۔ تے  
 فیہ ۱۰۰ ہناں دہراں وچ کار مساندہ ہویا کہ جے حضرت موسے آجہ سال بطور  
 حق مہر دیا توڑاں توں پارن تاں دہراں دہیاں وچوں اک نال اوہدا بلان کر تابلے کما۔  
 تے بے دس سال پورے کر لے تاں حضرت موسے دا احسان ہووے گا۔  
 (القصص ۲۶) قرآن موجب حضرت شعیب دی اک بیٹی نے پیونوں آکھیا  
 سی ۔

"بابلا! اہنوں نوکر رکھ لے۔ چنکا نوکر جہڑا رکھنا چاہیدا اے۔ اوہی لے  
 طاقت ورتے امانت دار۔ (القصص ۲۷)  
 چنانچہ جدوں حضرت موسے نے مدت پوری کر دتی۔ تاں آپ نوں اک  
 لڑکی وارشتہ مل گیا جس نوں لے کے آپ مصر وں لے پئے۔

حضرت موسے دا دادا اک پغیمبر نال سی۔ ایس کر کے وعدہ نامانی نہ ہونی۔ پر رانجھیا  
 اک عام مسلمان سی۔ جہدا دادا اک جت مسلمان گھرانے نال سی۔ چنانچہ کیدر دیاں  
 شہرتاں پاروں بارہ سال دی مقررہ مدت پچھوں جدوں چوپکے نے رانجھے نوں  
 چھٹی کرا دتی۔ اوس ویلے بیرو دی ماں نے جہڑے لفظ آکھے۔ اوہناں توں ایہ  
 گل ہو رنکھٹ کے سامنے آؤندی اے۔ کہ رانجھے نال بیرو دا ویاہ کرن دی گل کوئی

کچھ بچی گل نہیں سی بلکہ بڑی بچی بیڑی گل سی ۔

ملکی گل ساوندی چوچکے نوں چاک بہت دیندا جلد دیا میاں  
 باراں برس ہمیں اوسس پاریاں نہیں کیتی نہیں سوچوں چاسیاں  
 "حق کسوہ کے چا جواب دتا تمیں چھڈ کے کھراں نوں جا میاں  
 پیریں لگ کے جا منا اُس نوں آہ فقر دی بڑی ہے جا میاں  
 وارث شو فقیر نے چپ کیتی اوہدی چپ سی دیوگ رڑھا میاں  
 کیدوریاں شرارتاں پاروں چوچک نے رانجھے نوں جواب پہ دتا تے  
 برادری نال سماج کر کے اپنی مرضی نال اودا اولاد سیدے کھیرے نال کرن واسا  
 پکایا ۔ ہیر نے پریاں وی قاضی چوچک ۔ ویر سلطان تے ماں ملکی نال جو سیرے  
 بھندیاں آکھیا سی کہ رانجھا میری پسند اتے ۔ ویاہ امدے نال ای کر اواں گی  
 ۔ پر نا ماں نے اوہدی پیش نہ جان دتی تھی سماج کے وی سیر نے انکار دتا  
 اشد جانے اود لوک جہڑے ہیر نوں اک مندل کرنی کہہ کے اوہدی نکو سیدی  
 کر دے میں نہ چھپے دتے باراں برس والے معاہدے نوں کیوں خلیل بانہے  
 نہیں ۔ تے نالے اود کہڑے منہ نال اک جوان تہان رڑھی نوں اوہدی پسند  
 داناوند چھڈ کے "اپنی مرضی دا" ختم کران دے حق وج نہیں چھمالا نکا چا کر  
 کسین ویلے ہیر نے "وصول راہ" وغیرہ دے کئے ڈھیلے لفظاں نال اپنی پسند  
 دا اظہار پودے سامنے کر دتا سی ۔ پر اک لڑکی دا زوا اک پاسے تے ساڑ پٹہ  
 اک پاسے بوتے موئے قاضی ہوسی وی سیہ دے خلاف نہیں ۔ بعدوں لونی ماد  
 پیش نہیں جاندی تے آکھیا نہیں ۔

قاضی آکھیا ایہہ جسے روز پکا ۔ ہیر تہاں نال : ہاروی اسے

لیا اوپر مہونگان مہونہ پنہا ۔ قصہ کوئی مساد گزار دی اسے

ہیر نال نکان دے نال تے جہا تکم کیت گیا ۔ اوہدی ہتم سارے

پنہ وج ہے گئی ۔ مکھیڑیاں نوں وی علم ہو گیا کہ تیرا تہاں نکان بارے دناسن

نہیں پر چھبوتھی انا پاروں کھیرے ہیر توں لے کے فس تڑے ۔۔۔  
 ہیر کھیریاں نال نہ تڑے موئے پیا پڑ دے وچ بے شور میاں  
 کھیرت ہیر توں گھن کے رواں بھئے جویں مال توں لے وئے پور میاں

اسلامی تعلیمات دی روشنی وچ دیکھتے تاں ایہ قصہ غیر اسلامی  
 برکتہ نہیں۔ شرع شریف وچ نکاح واسطے لڑکی دی رونا مندی اشد ضروری  
 اے بہد لڑکی رونا پانے کسے نکاح توں انکاری ہو رہی ہووے۔ ایسی  
 صورت وچ دھکوزوری دے نکاح "نوں ٹھیک ٹھیک من بینا سمجھول  
 و انصاف اے بہیر" زیادہ شریعت دی روناں ظلم تے ودھیکی سی۔ پر  
 جتنے ظالماں نے ظلم اتے لاک بھیا ہووے او تھے اک بے وس کڑائی  
 دی جرات قابل داد ہون دے ہا وچودا اوہدی شکست دا منظر امیناں  
 دروناک اے کہ ایس قصے توں پڑھن والا ہیرتے رانجھے دا بہد رومی جاندا  
 اے بہر دے قصے راہی وراث شاہ نے اسلامی تعلیم دا پر پار کیتا۔ تے  
 معاشرے وچ عورتاں دے حقوق دی جنگ لڑ دیاں اوہناں دی  
 حفاظت تے سمجھال کیتی۔ وراث شاہ نے عورتاں دے حقوق کی دی  
 پامانی توں روکن لئی ایہ قصہ لکھیا جینے اوہناں دے حقوق دی بحالی  
 وچ مثبت کردار ادا کیتا۔ وراث شاہ نے رسم و رواج وچ کھتے مسلماناں  
 توں پیغام دتا کہ لڑکیاں دا نکاح اوہناں دی مرضی دے خلاف کرنا شرع  
 دے خلاف اے۔ تے ظلم دے خلاف آواز بلند کرنا عین اسلام اے  
 ظلم دے خلاف چالاں چلنا اسلامی روح دے عین مطابق اے۔ ظلم  
 توں روکن لئی کن من دھن دی بازی لا دینا رسم شبیری اے۔ دشمن توں  
 بچن لئی جیس وٹانا نامہ اسلامی تعلیمات دے خلاف نہیں تے اپنے  
 مقصد دا گوہر ہتھوں نہ گوانا۔ اسلام دا اصل تقاضا اے۔ وعدہ اسلام



وج بڑی اہمیت رکھتا ہے جان بابت تے جہانے پر وعدہ خلافی نہ ہو  
 جاتے۔ حضورِ روی زندگی و زندگی وی اہمیت کسے توں چھٹی ہونی نہیں  
 پر چھوٹی انا توں وقار و مسئلہ بنان والے کوڑھے حق تے انسان و انہوں  
 کر چھڈوے نیس۔ ایس ریت توں روکن لئی وارث شاد نے یہ لکھ کے  
 حقیقت ہا پر پیا رکیتا ہے۔ جے علامہ اقبال ور گیاں دے آرمڈ جیسے  
 استاد ہو سکدے نیس تے اود پی ایچ ڈی لئی جرمی جا سکدے نیس  
 تے فیروی اود یہ صرف آپوں پکے مسلمان رہے بلکہ اہ سناں دنیا نے  
 مسلماناں توں جہان کے اگماند و دمایا۔ حقے میں سمجھدا آل کہ رہا  
 اپنے مقصد کارن کسے بلنا تھوڑے مکتب و قیادے تے و تھیں جوگ  
 دی ڈگری لے کے ظلم وے خلاف لک بھڑتے تے ایہ گل اودے  
 اسلام دے قطعاً خلاف نہیں جاتے کیوں جے جدوں را بھیا تیر توں  
 حاصل کرن وج کامیاب ہو گیا آں اودوں

”وہ مندریں جنہاں مناسبتیاں سر سو آئی تیک بھالیوں  
 و الام حله آلیا۔ مکتب ایہ پی مجازی کو انال و فی ایہ قصہ غیر سانی  
 ہرگز نہیں۔“

کشف المحجوب سے حیرت انگیز

میں ذرا بیروں کے بارفانہ تھکے دل بھائی مارو۔ وارث شاد نے

لکھیا ہے۔

ایہ روح قلبوت دا ذکر سارا مال شغل دے میل ملایا  
 وارث شاد موجب تیرے رونا کے را بھیا۔ قلبوت، یعنی جسم  
 پنج پیر۔ پنج خواہس نہ

کید و انتہا۔ شیطان۔ سید اکھیرا۔ عورائیل۔ نیالی۔  
 منکر نکیر۔ بھائی شہوت۔ سہتی۔ موت۔ جوگ۔ صورت۔ مسیت

= ماں دانشکم - بالناظر - پیر استاد - جھنگ - پیکے تے دنیا - ترکہ -  
بد اعمالیاں - وغیرہ .

یہی تحقیق موجب وارث شاد نے اپنے نفسی قصے دے عارفانہ  
رنگ وی بنیاد کشت المحبوب (مصنفہ حضرت آغا نجیب بخش بھوپری) سے  
"کامل تر انسان" آئے رکھی اے۔ ثبوت کارن کامل تر انسان نے تعلقات  
اقتباس دار و تر بہ من و عن رتا جا رہیا اے .

## کامل تر انسان

" واضح رہنا چاہیے کہ محققین کے نزدیک باعتبار ترکیب کامل تر  
انسان تین معنی سے ہے۔ ایک روح - دوسرے نفس اور تیسرے جسم۔۔۔  
اور اس کے ہر ذات و وجود کے لیے ایک صفت ہوتی ہے۔ جو اس کے ساتھ  
قائم ہوتی ہے۔ روح کے لیے عقل - نفس کے لیے خواہش اور جسم کے لیے  
احساس۔

" انسان سارے عالم کا نمونہ ہے اور عالم دونوں جہان کا نام ہے۔  
انسان میں دونوں جہان کی سلامت و "نشانی" ہے۔ اس جہاں کی نشانی پانی مٹی  
ہوا اور آگ ہے۔ اسی سے بلغم، خون، صفرا اور سودا کی ترکیب ہے۔ او  
- اس جہان کی نشانی جنت، دوزخ اور میدان قیامت ہے۔ انسان  
میں بہشت کی لطافت کے قائم مقام روح ہے۔ دوزخ کی آفت کے  
قائم مقام نفس ہے اور عرصات یعنی میدان قیامت کے قائم مقام جسم ہے  
ان دونوں معنی کا جمال قہر و عبرت ہے۔ لہذا جنت - نذا کی رضا کی تاثیر  
اور دوزخ اس کی ناراضگی کا نتیجہ ہے۔ اسی طرح مومن کی روح - معرفت کی  
احت اور اس کا نفس حجاب و ضلالت سے ہے۔ جب تک مومن قیامت  
(فانی بسم) میں دوزخ (نفس) سے نجات حاصل کر کے، جنت (رضائے الہی)

میں نہ پہنچے۔ وہ بیدار الہی کی حقیقت سے بہرہ ور نہیں ہو سکتا اور مراد کے تحقیق میں نہیں پہنچ سکتا۔ اور حقیقتِ قرب و معرفت جو کہ رُوح کی اصل ہے۔ حاسس نہیں کر سکتا۔ لہذا جو شخص رُوحِ دنیا میں خدا کو پہچانتا ہے اور دوسروں سے مُنہ موز کر رہا اور شریعت پر قائم رہتا ہے۔ وہ قیامت میں دوزخ اور پلِ صراط کو نہ دیکھے گا۔

”خلاصہ یہ کہ مومن کی رُوح اُسے جنت کی طرف بلائے والی ہوتی ہے کیونکہ دنیا میں وہ جنت کا نمونہ ہے اور نفس دوزخ کی نمونہ ہے۔ بلائے والا ہوتا ہے کیونکہ وہ دنیا میں دوزخ کا نمونہ ہے۔ اُس مومن و عارف ربانی کے سے عقل۔ تدبیرِ کمال ہے اور جاہل و نادان کے لیے نفس کی خواہش۔ ناقص قائد ہے۔ عارف کی عقل کی تدبیر درست و صواب اور دوسرے جاہل و نادان کی (خواہش کی تدبیر) خطا۔ لہذا اہلِ سبائِ حق پر واجب ہے کہ ہمیشہ نفس کی مخالفت پر جمے رہیں تاکہ اس کی مخالفت پر عقل و رُوح مدد کرتی رہے۔ کیونکہ وہ اسرارِ الہی کا مقام ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔“

ترجمہ منقول از کشف المحجوب ص ۲۶۹ نسخہ سمرقند منہجہ علامہ منشی غلام معین الدین نعیمی طبع اول ۱۹۷۸ء ناشر نوری پب۔ ڈپو بازار داتا گنج بخش لاہور

دارتِ شادہ و اعرفانہ رنگ و اشاریہ۔ تے گشتِ المحجوب دنی آپہ  
رتن عبارت دج جہری، اثلت ملدی اے۔ اوہ میری تحقیق دنی تصدیق  
واسطے بنیادی مواد ہیا کر دی اے۔ دو جے لفظاں و جے قہتہ سیر و ارت شادہ  
دج انسان نون کامل تر انسانہ نبی لئی پریریا کیا اے۔ پرناں ای ایہہ دنی  
دیا کیا اے کہ ایس ماوی دنیا و جے قدم قدم تے نفس دنی خواہش انسان دا  
پچھا کر دی اے۔ ایس کارن نفسانی حجابات اوہنوں قربت تے معرفت  
نون دور رکھدے نیں۔ اللہ پاک و ارشاد اے۔ و اماہن ذات

قَادِرَاتِهِمْ وَتَسْمُو النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ قَاتِ الْمَجَسَّةَ  
 ھنی الماؤی سے تے جہڑے اپنے رب دے مقام توں ڈروے نیں تے  
 نفسانی خواہشاں توں بچدے نیں۔ بخیر اہناں دالمکان جنت اے؟

صغور علیہ السلام دارالرشاد اے۔ میری اُمت واسطے سب  
 توں وودھ خودناک چیز نفس وی پیروی تے ملیاں اُبیڈاں نیں۔

کشف المحجوب مذکور (ص ۱۸۱) وجہ داتا صاحب فرمادے نیں :-  
 اُردو ترجمہ :- جس کے حرکات خواہش کی پیروی میں ہوں  
 اور وہ اس سے راہنی ہو وہ حق تعالیٰ سے دُور ہے اگرچہ تمہارے  
 ساتھ سجد میں ہو۔ اور جس کے حرکات خواہش سے پاک ہوں اور  
 وہ اس کی رنفس کی پیروی سے نفرت کرنے وہ حق تعالیٰ کے نزدیک  
 اقرب ہے اگرچہ ٹیسا میں ہو۔

ایسے سلسلے وجہ داتا صاحب بیان کردے نیں۔ کہ ابراہیم  
 خواجہ اک راہب نوں ملن گئے جہڑا ستر سال توں زہد وچ مشغول  
 سی۔ حالانکہ رہبانیت وی مدت جانی سال توں وودھ نہیں پسندی۔  
 ابراہیم خواجہ جدوں راہب دے گرجے کوں آپڑے۔ تے راہب نے  
 اپنے آپ گرتے دی کھڑکی کھولی تے اکھیا۔۔۔ میںوں پنہاں توں  
 کھڑکی گئے ایٹھے آیاں۔۔۔ میں ایٹھے رہبانیت کارن ستر  
 سال توں نہیں بیٹھا۔ بلکہ میرے نال اک گناہے جہڑا خواہش  
 دے لحاظ نال بڑا باغی تے زور آور اے۔ میں ادھری را کھی پیا کرناوا  
 ناں تے لوک ادھری بُریاں توں بچے رہن۔

ابراہیم خواجہ بھوراں را سب دیاں گناہ سنیاں تے اہل  
 پاک اٹے عزم کیتی۔۔۔ مولا توں بڑا قادر ایں کہ کھلی گراہی وچ پئے  
 ہوئے بندے نوں وی صحیح طریقے تے راہ راست نال نوازداں۔

(حوالہ مذکور ص ۲۸۲)

## وارث شاہ دی بیرون روح و امتیاز

وارث شاہ دے مار فانا رنگ و ج بیر۔ (روح) کہی اے  
 ایسا ویروا جہنگا نہ ہوت۔ گل اگی نہ نہیں چل سکدی۔  
 بیرون کے حسن و بھرہ دی تعریف کر دیاں وارث شاہ نے جہڑے  
 اتارے تینے نیس۔ اوہناں دا ویروا کجھ انج اے  
 جہڑے دیکھنے دئے بکھوان آکھے دڈا وادہ تمنان دے باب دا ہی  
 (۳) چلو ایامہ الفروون کر دنیارت وارث شاہ ایسہ کم ثواب دا ہی  
 (کسے کڑی دا حسن تکنا ثواب دا کم نہیں ہو سکدا)  
 (۴) ہوئی سر ایوان جیوں تل تکین، کھو دی سیمب دلائی سار وچوں  
 (۵) شاہ پری دی بھین پنج پھل رانی گھٹی رہے نہ امیر سزار وچوں  
 (۶) شاہ باغ دی پری کہ اندر رانی کھور نکلی چند دی دھار وچوں  
 (۷) ایویں آؤندی سر کدی قمر لئی ہوں کوچی کھنڈی دار وچوں  
 (۸) لوئے مارو مارا وہ پچھ چھمک پری آدی نئے قمر وان ہون  
 آغل و ج بیوہ کے کرکھاں جیویں و ج شہر ان کمان ہون  
 کشتن الحدیث ب موب :-

- ۱۔ انسان میں بہشت کی لطافت کے نام مقام بہشت ہے
- ۲۔ لذت جنت خدا کی رضا کی تائید اور دوزخ اس کی ناراضگی  
 کا نتیجہ ہے۔
- ۳۔ مومن کی روں معرفت کی راحت ہے۔
- ۴۔ جب تک مومن قیامت (فانی جسم) میں دوزخ  
 نفس سے نجات حاصل کر کے جنت (رضائے الہی)

میں نہ پہنچے وہ دیدارِ الہی کی حقیقت سے بہرہ ور نہیں ہو سکتا اور مراد کے تحقیق میں نہیں پہنچ سکتا۔ اور حقیقتِ قربت و معرفت جو کہ روح کی اصل ہے، حاصل نہیں کر سکتا۔

۷۔ لہذا جو شخص دنیا میں خدا کو پہچانتا ہے اور دوسروں سے منہ موڑ کر رادِ شریعت پر قائم رہتا ہے وہ قیامت میں دوزخ اور پل صراط کو نہ دیکھے گا۔

۶۔ خلاصہ یہ کہ مومن کی روح اسے جنت کی طرف بلانے والی ہوتی ہے کیونکہ دنیا میں وہ جنت کا نمونہ ہے۔  
۷۔ اس مومن و عارف ربانی کے لیے عقل، (جو کہ روح کی صفت ہے) مدبرِ کامل ہے اور جاہل کے لیے نفسِ ناقصِ قائم۔

۸۔ طالبانِ حق پر واجب ہے کہ وہ نفس کی مخالفت پر مجھے رہیں تاکہ اس کی مخالفت پر عقل و روح مدد کرتی رہے کیونکہ وہ (روح) اسرارِ الہی کا مقام ہے۔

تو کن روح بارے وارث شاہ دے خیالاتے اشاریاں دی  
وضاحت کیستی جانہ کی اے۔

مصرع (۱)۔ دیکھتے دے رکھیں ان آہے۔ ایسہ گل و اما صاحب  
نے دیدارِ اقی کر حقیقت دانان سے کے کیستی اے۔  
(دیکھو ص ۴۴ پر)

مصرع (۲)۔ پیوستہ التدرک کی کرو زیارت۔ ایس توں ممانت بھدا  
اے کہ ایسہ ہیر کوئی زمانہ نہیں بلکہ اود روح اے جس دا

وارث شاہ نے دعویٰ کیا ہے (روح) تے جس وا ذکر سورت <sup>قد</sup>  
 وچ انج آیا ہے۔ تَنْزِيلُ الْمَلَاٰئِكَةِ وَالرُّوْحُ قِيْلَتْ  
 بِاِذْنِ رَبِّهِمْ۔ نئے دا صاحب نے روح دی حقیقت تے  
 اس جو دستی اے اود "رناے الہی۔ دیدار الہی تے حقیقتِ قرب  
 و معرفت اے۔ (کشف المحجوب <sup>ع</sup> پر دکھیو)۔

مصرع (۴)۔ گھٹی رے نہ ہیر ہزار وچوں۔۔ سورت قدر۔۔ بیدۃ القدر  
 (روح والی رات) خَيْرُ مِّنْ اَلْفِ مِثْمَنٍ۔۔ یعنی ایسہ  
 رات ہزار مینیاں توں بہتر اے۔

مصرع (۳)۔ ولایتی سار وچوں۔۔ ہیر بارے ایسہ تن لفظ بڑے  
 اہم نہیں۔ اہناں وچوں ولایتی تے سار۔۔ دونوں لفظ زباہ  
 اہمیت رکھ دے نیں۔ ولایت : وساور۔۔ غیر کی  
 کوئی ہو مساکت۔۔ باہروی دنیا۔۔ یا ملک عدم جتھوں کوئی شے  
 (روح) عالم وجود (دنیا) وچ آوندی اے۔

سار = خبر۔ علم۔ پتہ وغیرہ

بیر وارث شاہ دے محقق "سار" دے لفظ نوں رنگ  
 بڑے "منی بہنان تے زور دیندے نیں۔ تے لڑی ہیر دے  
 حسن ٹھوڈی سیب "ال جوڑن دی کوشش کر دے نیں۔  
 اہناں دا مطالب ایہ ہندا اے کہ ولایتی سار دا تعلق سیب  
 نال اے تے سیب ٹھوڈی واسطے بطور تشبیہ آیا اے یعنی ولایتی  
 قسم دا کوئی سیب جس وچ "حیاہ زرخندان ات سوہنا ہنیا  
 ہوندا اے۔ وارث شاہ نے اس سیب نال ٹھوڈی نوں تشبیہ  
 دتی اے۔ لیکن گل انج نہیں بن دی  
 اصل گل انج اے کہ وارث شاہ جس ہیر دی تعریف کر رہیا اے بٹا

بظاہر اوہ اک سیالان وی سو مہنی کر رہی ہے۔ پر اصل وجہ (اوہدے دینے  
 موجب) اوہ رُوح ہے۔ رُوح ایسی دنیاوی شے ہے جسے نہیں ہسکی اوہ تے  
 کسے ہو جہان وی شے ہے۔ وارث شاہ نے ہو جہان واسطے لفظ "ولائتی"  
 ورنیا ہے۔ بظاہر شے ادہ ہندی ہے جہا کوئی ظاہری وجود وی ہووے  
 پر رُوح دا ظاہری وجود تے کوئی نہیں بلکہ اوہدی صرف خبر تے ہے کہ رُوح  
 وی کوئی شے ہندی ہے۔ قرآن موجب :-

وَلَيْسَ لَكَ مِنَ الشُّرُوحِ قَلْبٌ مِّنْ أَمْرِ  
 رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا

اے نبی! - اوہ تہاڈے توں رُوح بارے سوال کر دے نہیں۔ فرما  
 دیو۔ رُوح میرے رب دے امر وچوں (اک امر) اے تے تہاڈوں  
 اوس بارے خبر نہیں دتی گئی پر تمہوڑی جہنی۔

ہن "ولائتی" سار وچوں دا مطلب سوچو۔ یعنی جس ہیر (روح) دی وارث  
 شاہ "طل" پایا کر دا اے اوہدے بارے دو جے جہان دیاں خبراں دین والے سوہنے  
 بنیاں نے خبر دتی ہے۔ یعنی اوس دا تعلق صرف خبرناں اے۔ اوہ  
 کسے نے نفس نفیس ڈکھی تھی نہیں تے داتا صاحب اوس توں ویدار  
 الہی "جنت، رضائے الہی، ابدی قربت تے نیز، پیار وغیرہ" دے نار لے  
 کے ظاہر کر دے نہیں۔

ہیر (روح) دے "ولائتی" سار وچوں "ہوں" بارے وارث شاہ  
 کئی تھاں اشارتے کر دے جا رہے نہیں۔ کدی اوہ خور کہہ کے اوہدا  
 منہج چند (نور) دی دھار قرار دیندے نہیں۔ کدی اوہ "ڈار وچوں نکل

اے اللہ! تُوڑا استجابِ وَالْأَرْضِ تے وَتَفِيحَتْ رِيْدِي مِنْ  
 رُوْحِي، اے نور کر دے مصرعے دا مطلب آپ لکھو۔



تشریح "کوئچ آکھ کے اوہد تعارف کمراندے نیس۔ یعنی عالم ارواح و چوہاں  
 اوہد اعلیٰ آکے رانجھے (جسم) وچ سماگئی آکے۔ یا سماں لگی آکے۔ تے کدی  
 اوہد ہیر نوں "پیری" کہہ کے اوہدی اصلیت ول اشارہ کردے نیس۔  
 تے رانجھے نوں آدمی کہہ کے ایس دنیاوی مخلوق ظاہر کردے نیس (پیری  
 آدمی تے تروان ہوئی) تے آخر وچ اوہد رانجھے تے ہیر نور اک مک  
 ہندیوں دس کے بڑے بیخ انداز وچ "قاب قوسین او آکھنی" دا حوالہ  
 دے کے مقصدیت والی عدم کادیندے نیس۔

روس (ہیر) بارے گل بات بڑی لمبی چوڑی بحث و آقا بنا کہ دی  
 آکے۔ تے مختصراً ایہہ کہواں گے کہ ہیر یعنی روح، کی حیوانی ہون نہیں جی  
 ہیر جاندار وچ ملدی آکے۔ بلکہ روح توں مراد اوہد انسانی روح آکے جس  
 بارے امتدیاک قرآن وچ کہند آکے۔

"وَلَقَدْ خَلَقْنَا فِيهِمْ مِنْ رُوحِي" (یعنی میں اپنی روح اوہدے اندر بھوک  
 ماری)۔ ایہہ روح اک امانت ہے جس بارے قرآن وچ آیا کہ اسان پراناں  
 نوں اپنی امانت پیش کیتی پر اپناں نہ چلی۔ تے انساں نے ایہہ بھار چک لیا۔

### غور طلب معاملہ

اللہ پاک نے لاکھاں قسم دی مخلوق پیدا فرمائی۔ جن، فرشتے، حوریں  
 ہر طرح بے جانور۔۔۔ پر کسے وی مخلوق بارے ایہہ نہیں فرمایا۔ کہ  
 "وَلَقَدْ خَلَقْنَا فِيهِمْ مِنْ رُوحِي"۔ ایہہ شرف صرف انسان  
 نوں عطا کیتا کہ اوس دی پیدائش ویلے (جدوں آدم نوں بنایا تے فیرا  
 اعلان کیتا کہ "وَلَقَدْ خَلَقْنَا فِيهِمْ مِنْ رُوحِي" تے ایہہ شرف ہر انسان  
 نوں عطا فرمایا کہ اوس وچ اللہ پاک واسر (روح) بھوکیا گیا آکے چاہے  
 اوس دا تعلق کسے وی دین یا مذہب نال ہووے۔

# رُوحِ بَدَنِ تے نَفْسِ دَاذِکَرِ بَرْنَا بَاسِ دِی اَنْجِلِ دِیج

تہذیبِ مرقیہ و مرقیہ منکرہ و غیر مرقیہ منکرہ کی کیا ہے کیوں ہے انسان  
 دنیوی پسند و مستند مہارت سے تھے نماز پڑھتے ہی عبادت کے ایسے طریقے  
 بنائے کہ ان کے پاس نہ تھی۔ ان کے بارے میں کہیں نہیں ہے۔ کسی  
 دین مقررہ نہیں ہے۔ ان کو پتہ ہے انسان کا اصل مقصد ہے ہی انسان کی روح سے  
 تعلق ہے۔ ان کے دین میں ہے۔ ان کے شہادتوں سے یہی ہوتے ہیں اور ان  
 سے انسان کی (انسان کا) اس جوئی پھیلنے پر کے ہر کشف محبوب سے  
 جو سے ان میں شہادت کیساتھی۔ تو انی حوالے ماں دنی میں ایس بارے کل کہتے ہر  
 دین۔ لیکن ان کے بارے میں دنی انجیل کے ہر کسی کہ اک بڑی مقدس سے تھی کتاب لے  
 اسے حوالے مال رہتے تھے اور ہر اہمیت تھے بدن ماں اوس دے جو میل دا  
 ویرہ انراں ہا۔

لے ہولانا ہود دنی انجیل کتاب بارے لکھدے نہیں کہ سینٹ پال دے مرتب کہتے  
 مذہب اسے پیر و مکارہ و حد دے گئے۔ ماں ۱۹۶۶ء وچ اوہ ویلا دنی یا بعد پاپے  
 رہم کلا سیس اول نے اک فتوے دے کے ہو رہت ساریاں مذہبی کتاباں لے  
 مال مال برنا باس ای نیل نول وی "گراہ کمن" والی قرار دے دتا۔ تے ایس نسا  
 . اکتے بیسی کول ہو ہود ہونا ہرم سمجھیا باندا سہی۔ اخیر ایہ کتاب انجیل چھین ہوں  
 کہ نام بیسی دتیا ایس توں یا کل بے خبر ہو گئی۔ فیہ اتفاق مال پوپ سکسٹس  
 (۱۵۸۵-۱۶۱۵) دے کتب خانے وچ پوپ دے ایک دوست

"FRAN MARINO" مال دے راہب دنی نظرے ایہ کتاب چڑھی جنہوں اوہ  
 اکی کے لے آیا۔ جہدا ترجمہ اوہنے اپنی مادری زبان اطالوی وچ کیسا۔ ۱۶۰۹ء  
 (اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

۱۱) تاں سیوے آکھیا۔ اک مسافر نے راد چلدیاں اک کھیت دکھیا۔ ہنرا  
 پنج سو روپے وچ وکدا سی۔ اوہدے وچ اک خزانہ سی۔ اوں مسافر نے نزلے  
 بارے جانن توں بعد کھیت خریدن لئی اپنا چولا وچ دتا۔ بھلا ایہہ عکس دیاں  
 اے۔

(لغیہ حاشیہ صفحہ ۸)

وچ ایہہ اظالوی ترجمہ شاہ پر وشارے اک دیاری کر تیر  
 CAMER دے ہتہ آگیا۔ ۱۳۷۱ وچ اوہنے ایہہ کتاب سیوے دے شہزاد  
 یو جین کی خدمت وچ پیش کیسی۔ ۱۳۸۷ء میں شہزادے دی لائبریری میں  
 اپیرل لائبریری وچ رکھ دتی گئی۔ جتنے انجیل بے تاباں دا ایہہ مسورہ ہن تائیں  
 موجود سیاندا اے۔ تقریباً ایسے زمانے وچ اظالوی نے دئی نقل میڈر  
 اٹری تے اسپینی زبان وچ ترجمان کیسی۔ جس توں ڈاکٹر منک بوس، ممبر  
 کونینز کالج آکسفورڈ نے ۱۷۸۴ء وچ انہوں انگریزی وچ ترجمایا پر ایہہ  
 اسپینی تے انگریزی ترجمے غائب کر دتے گئے۔ ۱۹۰۷ء وچ اک علمی کھوتی نے  
 پادری ریگ RAGAN تے اوہدی زبانی نے اظالوی ترجمے توں انگریزی وچ  
 ترجمایا تے آکسفورڈ دے کلیئرڈن پریس توں شائع کیسا۔ نئے ایہہ وی غائب  
 کر دتا گیا۔ ۱۹۰۸ء وچ اک مصری بیسانی عالم خلیل بک نے نگریزی توں اوہدا  
 عربی ترجمہ کیسا۔ ۱۹۷۳ء وچ ریگ والا انگریزی ترجمہ کراچی توں قرآن کونسل آف  
 پاکستان نے شائع کیسا۔ جد کہ اردو ترجمہ اسی ضیائی پوراں کیسا جس توں نئے متعلقہ نگریزی  
 دا پنجابی ترجمہ کیسا اے۔ تفصیل کارن مذکورہ کتاب دا مقدمہ دکھیو۔ مطبوعہ  
 اسلامک بیسیکیشنز لمیٹڈ لاہور۔ بیجا ایڈیشن ۱۹۸۱ء نلے ایس بارے راقم دی کتاب  
 "مکی مدنی ماسی" وچ بھرویں بحث تے گل بات ملے گی۔ جھڑی نا شاہ اشہ  
 چھپ کے تہاڑے کول بازار وچ پہنچ چکی اے۔ (قدر آفاتی)

شاگرداں آکھیا: "جہڑا ایس گل دا یقین نہ کرے اوہ پاگل اے"۔  
 تاں یسوع آکھیا: "تسیں وی یاگل ہو گئے جے اپنی روح جس روح  
 (ربّی) محبت دا خزانہ اے، نوں خریدن واسطے اپنا نفس خدا دے حوالے  
 کر دیو۔ کیوں جے محبت بے مثال خزانہ اے۔ کیوں جے، جنھے خدا مالِ محبت  
 رکھی، رب اوس دا ہو گیا۔ تے جمدار رب ہو گیا۔ اوہدی ہر شے ہو گئی"۔  
 ز انجیل برنا باس باب ۲۶۔

(۲) یسوع نے دسیا: "..... میں تہا نوں سچ آکھناں کہ ساڈے  
 رب نے انسان نوں پیدا کیتی طور تے نہ صرف سچا بنا یا ایسگوں اوہدے  
 دل وچ اک نور وئی داخل کر دتا جہڑا اوس نوں دکھاوے پئی رب دی سیوا  
 ات ضروری اے۔ جیہڑے گناہ نگروں ایہ نور اٹھاوی ہو جائے تاں وی بھجدا  
 نہیں۔ کیوں جے ہر قوم وچ ایہ چاہ ہندی اے کہ اوہ رب دی سیوا کرے۔  
 بھانویں اوہنے ہند نوں گم کر دتا ہووے۔ تے جھوٹے تے جھوٹھے خداواں  
 دی پوجا وچ لگی ہووے۔ ایس کر کے ایہ ضروری اے کہ انسان نوں اللہ دے  
 نبیاں دی تعلیم دتی جائے۔ کیوں جے اوہناں دا "نور" صاف ہندا اے۔ جہڑا،  
 اللہ دی سیوا راہیں، سانوں ساڈے اصلی وطن یعنی بہشت دل جان دا رستہ  
 دکھا سکدا اے۔ بالکل ایسی جویں کسے رہاں اکھاں دکھدیاں ہوں تاں اوہدی  
 رہبری تے مدد ضروری اے"۔ (باب : ۷۸)

(۳) یسوع نے آکھیا: "..... اتے عورت! تسیں سامری لوک اوہدی  
 عبادت کردے او۔ جنھوں تسیں جان دے نہیں۔ پر ایس عبرانی اوہدی  
 عبادت کردے۔ ان جنھوں ایس جان دے آں۔ ایس تینوں سچ آکھناں پئی خدا  
 (روح) تے سچائی اے۔ ایس کر کے روح تے سچائی وچ ای اوہدی عبادت  
 کیتی جانی چاہیڈی اے"۔ (باب : ۸۲)

(۴) یسوع نے آکھیا: "..... بطور مخلوق تسیں ابلیس توں وی

نفرت نہیں کر سکتے، البتہ صرف خدا و دشمن جان کے... تیسری اونوں  
سچ نہ بناؤ جہڑا اوس نال پیار نہیں کر دا جس نال تہانوں پیار اے...  
(کر ایسے پان والے) لوکاں نوں دوست نہ بنا تا کیوں جے ایہہ لوک سچ مچ

روں دے دشمن تے قائل نیں۔ (باب : ۸۵)

(۵) یسوع آکھیا :... جنھنے سچا سچن لہجھ لیا او منے بہشت دیا

نعامتاں وچوں اک نعامت لہجھ لئی بلکہ او ہو بہشت دی کتھی اے : (باب : ۸۶)

(۶) یسوع آکھیا :... یقین کر کہ ایماں دی دولت راہیں رب دے نیک

بندے نجات پاندے میں۔ تے ایہہ یقینی اے کہ ایماں بناں کسے دارب نوں

راستی کرنا ممکن نہیں، ایسے کارن ابلیس، تمار روزہ، خیرت تے زیارتاں نوں

نمکان وچ کوشش نہیں کر دا سگوں اودتاں جے ایماں نوں کج کرن لسی

اکسندا اے۔ کیوں جے اود ایہہ دیکھ کے خوش مند اے کہ بندہ مزدوری

کریے پر اجرت نہ پاوے پر اود پوری کوشش کر دے کہ ایماں نوں ہتھیوں

کدہ دیوے، ایس کر کے ایماں دی سمھال واسطے بڑی کوشش کرنی جاسی

دکھے اے : (باب : ۶۰)

ایہہ یسوع آکھیا :... بہشت وچ : مادا ایہہ بدن اتنا پاک

چھ جانے گا کہ اودے وچ ایس دنیا دیاں باتاں والی اک وفاق نامیت نہ ہے

گی، کیوں جے ایہنوں ہر ربی خواہش توں پاکہ کر دتا جائے گا۔ تے خدا ایہنوں

اوسے حالت وچ (دوبارہ) لے آوے گا۔ جہڑی گناہ توں پیاں (بہشت

وچ) آدم زدے بدن (دی سی : (باب : ۱۴۳)

(۸)۔ ون تے بدن دے ابروی مثال :-

یسوع آکھیا :... دو بندے کو تروچ اک مانک دی بیو کرے

نیں اک صرف کم دیکھدا اے تے دوتے نوں حکم دیندا اے۔ تے اوتہا پہلے

داں ہر حکم من دا اے۔ میں آہناں جہڑا ایہہ انصاف لکدا اے کہ مانک صرف

اور ہنوں مازوری دیوے بھڑا سپرو انزراے تے حکم دیندا اے۔ تے اوہنوں اپنے گھروں کڈد دیوے بھڑا کم کر کے کھپ جاتا اے اگا ایہ انصاف نہیں ہ

"فیر رب دا انصاف ایہ کیوں بھڑ لوکے؟ انسان دی رُوح تے بدن

نفس اٹنے، رب دی خدمت کردے نیں۔ رُوح صرف سپرو انزراے (Supernatural)

کردی تے محکم چھاندی اے۔ کیوں جے روح بد کھاندی نہیں تاں روزہ وی

نہیں رکھدی۔ روح جلدی نہیں۔ سردی تے گرمی محسوس نہیں کردی (جسم

انگلوں) بیماری نہیں جھلندی۔ قتل نہیں سندی۔ کیوں جے روح فنا نہیں ہو سکدی

اور بدنی ڈکھ وی نہیں بھگتدی جہڑے مادہ (اگ، پانی، ہوا) پاروں انسانی بدن

توں جرنے پیندے نیں۔ سو میں آکھتاں۔ بھلا ایہ انصاف اے؟ کہ صرف روح

بہشت وں جاوے تے بدن نہ جاوے، جنھے اُپدی سیوا وی اپنا آپ کھپا یا اے۔

پطرس آکھیا: "استارجی! بدن نے رُوح کو لول جہڑا گناہ کرایا سی اوس وجہ

توں بدن توں بہشت وں نہیں جانا چاہیدا۔"

یسوع نے کہ کیا: بھلا روح توں بغیر بدن کیوں گناہ کر سکدا اے یقین کر

کہ ایہ انہونی کھل اے۔ سو بدن تالوں رب دی رحمت وکھ کر کے توں رُوح توں

اوزن جوگی کہ رہیا ایں" (باب: ۱۷۳)

(۹) یسوع آکھیا: "... بھلا بہشت دے کھلے کون کھاوے گا۔ جے

اوتھے بدن نہ جاوے۔! بھلا۔ رُوح۔؟۔ بالکل نہیں۔ اودتاں جو ہر

اے۔ (باب: ۱۷۲)

(۱۰) یسوع آکھیا:۔ رب صاف کہندا اے کہ میرے بندے میرے

دسترخوان اتے میرے گھر بیٹھن گے تے خوش خوش ضیافتاں اڈان گے (باب: ۱۱)

آخر بہشت: وچ ودھیا شربتیاں دے چار دریا کس واسطے نیں۔ تے نالے بے شام

پھل فروٹ؟ ایہ کھل بالکل پئی اے کہ نہ تاں رب آپ کچھ کھاندا اے۔ نہ

فرشتے، نہ رُوح۔ نہ نفس بلکہ (صرف) جسم۔۔۔ جہڑا کہ ساڈا بدن اے۔ ایس کر کے

بہشت دی و ذیالی بدن واسطے کھا بے نہیں۔ تے روح تے نفس واسطے (غذا) خدا اے نالے فرشتیاں تے مبارک رُوحاں دی گل بات (روح تے نفس دی غذا اے) بہشت دی عظمت ہو چنگی طراں خدا دا (آخری) رسول (محمد) رسول کے دسے گا۔ جہڑا دنیا دی ہر مخلوق توں ہر گل کتھ بارے سمجھ توں و دھ علم رکھدا اے (کیوں جے او سے دی نبیت و روح اللہ نے ہر شے پیدا کیتی سی) (باب ۱۱) (۱۱) ایسوں نے پطرس نوں آکھیا) "۔ تیری رُوح جہڑی ساری زمین نالوں و ڈی اے اک اکھ نال سورج نوں تک لیندی اے جہڑا پوری پوری زمینی نالوں بزار گنا و ڈا اے ..... ایسے طرح بہشت (روح) دی اکھ نال توں اوں خدا نوں جہڑا ساڈا خالق اے اے تے صدوں و دھ و ڈا اے ۔ دیکھیں گا۔

(۱۲) ایسوں نے آکھیا :- "مبارک اے رب دا پاک نام، اے میرے بھراؤ! جتنھے سانوں زمین دی مٹی توں پیدا کیتا نہ کہ بھڑکدی روح (رُک) توں کیوں جے جدوں ایسں گناہ کر دے آں تاں خدا دے سامنے رحمت پانے آں۔ جنہوں ابلیس کدی نہیں پاسکدا۔ کیوں جے اوہ اپنے تکبر و جہوں اعتیان دے قابل نہیں۔ جہڑا کہ بند اے کہ میں ہمیش ہی افضل آں یوں جے میں بھڑکدی روح آں (باب ۱۲) (۱۲)

(۱۳) ایسوں نے آکھیا :- "..... جہڑا برنی لحاظ نال جاگ داتے روحانی پکھوں سونہ اے اوہ پائل اے۔ جے کن روحانی بیماریاں جیہانی بیماریاں توں و دھ کے پکھری اے۔ تے آج ای اہد اعلیٰ وی و دھیرا اہ کھا اے ..... روح دا سونار ب تے اوہدے ڈراؤ نے انصاف توں نبھان لے برابرا اے۔ ایس واسطے جاگدی روح اوہ اے جہڑی ہر شے تے بہتھاں و فی رب انظارہ کردی اے تے پائل و فی تے ہر گل اُتے تے سب بااں توں و دھ کے اوہ آج اہیرے تے ڈاہدے رب دا شکر ادا کردی اے۔ ایہہ جان دیاں ہویاں کہ اوہ

ہر ویلے تے ہمیشہ لئی رب ولوں اوہدا فضل تے رحمت کھت دی لے۔ (باب ۱۰۸)

(۱۲) یسوع آکھیا:۔۔۔۔۔ تئیں روح نوں عدالت دے سورج سامنے  
 جاگ دیاں رکھو۔ جہڑا کہ ساڈا رب اے تے بدن دے جاگن پاروں اپنے آپ نوں  
 مغرور نہ کرو۔ سو ایہہ بالکل سچ اے کہ واد لگدی توں بدنی نیند توں بچنا پاپیدا  
 اے۔ پڑ (اوس توں) اکا ای بچنا تاں انہونی گل اے۔ کیوں جے نفس تے بدن خورا  
 نال تے دماغ کاروبار نال بھارے ہوناندے نیں۔ سو جہڑا گھٹ سوویں اوہ جدوں  
 دودھ کم کار تے بہت کھان توں بچ کے رہوے۔ تاں جیوندے رب دی سونہ  
 جمدے سامنے میری روح کھلوئی اے ہر رات کچھ چرسوں لینا جائز اے۔ پر ایہہ  
 جائز نہیں کہ رب تے اوہدے ڈاڈے خوف نوں ٹیسا دیا جائے کیوں جے ایہہ  
 غفلت، روح دی نیند اے۔ (باب : ۱۰۹)

(۱۵) یسوع آکھیا:۔۔۔۔۔ "تیں چیزاں نال آدمی بن دا اے۔۔۔۔۔ روح نفس  
 تے جسم۔ ہر اک اپنی اپنی تھاں وکھو وکھ۔ ساڈے رب نے روح تے جسم  
 نوں پیدا کیتا۔۔۔۔۔ پرتساں ایہہ نہیں سنیا کہ اوہنے نفس نوں کنج پیدا کیتا۔  
 (باب ۱۰۹)

(۱۶) یسوع آکھیا:۔۔۔۔۔ ساڈی زندگی بارے جتے لوکاں نوں دھوکھا  
 ہندا اے کیوں جے روح تے نفس آپو وج اپنے اگوہکونیں کہ جتے لوک روح  
 تے نفس توں اگوہتے من دے نیں۔ صرف عمل توں وکھ وکھ کر دے نیں۔  
 کہ اصل توں۔ کیوں جے اوہنوں "ذی جس نامی تے" ذی عقل روح کسدے  
 نیں۔ پر میں سچ دستان کہ روح اوہ اے جہڑی سوچ دی اے تے جیوندی لے۔  
 بے عقلو! جان توں بغیر کدی "ذی عقل روح" وی ہو سکدی اے؟ کدی  
 نہیں! پر جان، بغیر نفس توں ضرور مل جائے گی جوہں اک بیہوش بندہ  
 توں اسیں دیکھنے آں کہ نفس اوہنوں چھڈ دیندا اے۔

توں نے کیا:۔۔۔۔۔ استاد جی! جدوں نفس جان توں چھڈ دیندا اے تاں آدمی



روح جان دمی نہیں رہندی :-

یسوع آٹھیا :- " ایہہ ٹھیک نہیں۔ کیوں جے آدمی جان توں اوہوں انجیا جاندا اے جدوں اوہنوں روح چھڈ جاندا اے کیوں جے روح مڑ کے (بدن روح) واپس نہیں آوندی بغیر معجزے توں۔ پر نفس اڈ جاندا اے جدوں کوئی ڈر بھتو ہووے یا روح نوں کوئی وڈا صدمہ جبرنا پوے کیوں جے نفس نوں رب نے موجدان مانن لئی پیدا کیتا اے۔ تے موجدان نال ای اوہ جیوندا اے۔ لیکن بدن خوراک نال جیوندا اے۔ تے روح علم تے محبت نال جیوندا اے۔ فیر ایہہ نفس) روح تو باغی جیوندا اے۔ ایس غصے و جھوں کہ اوہ گناہ کر کے بہشت دیاں موجدان توں وانجیا گیا۔ سو جو کوئی نہیں چاہندا کہ اوہ نفس مادی خوراک نال پیے۔ اوہنوں چاہیدا اے کہ اوہ اپنے نفس نوں روحانی خوشیاں دی خوراک دیوے۔ سمجھئے تیس؟ ۔ یس مسیح اکھنوں کہ خدائے نفس نوں انسان وچ اپید کر کے دوئخ وچ تے جدوں وودھ ٹھنڈے برف خانے وچ ٹٹ گمیا اے۔ کیوں جے وہ اپنی جاچے نڈاسی۔ پر جدوں رب نے اوہنی خوراک کموہ لئی تے اوہنوں طاقت توں مہقول کریتا۔ تاں اوہ منیا کہ نہیں خدا دا نظام آں۔ تے اوہ دے مہتھناں دا بنیا سویا و ال۔ بھلا رسوا لہرا لہتاں وچ نفس سیویں عمل کروا اے۔ تے وچ اوہ اوہناں دے اندر رب بن کے بیٹھا ہندا اے۔ تاہیوں تاں اوہ عقل تے خدا دی شریعت نوں چھڈ کے نفس دے بچھے لب ٹردے نیں۔ ایسے و تہوں اوہ تے ہو جاندا اے نیں تے کول بھلا کم نہیں کر دے :- (باب ۱۴۶)

نیمہ آٹھیا :- ..... جے تیرا کوئی بیلی تینوں اپنی یاد کارن کوئی تحفظ یا نشانی دیوے تے توں اوہنوں وچ وٹ کے اپنے تہن نوں بھلا دیویں تاں توں اپنے دوست دا گنہگار ہو ویں گا۔ - انج ای انسان کردا اے کہ جد اوہ مخلوق نوں دیکھدا اے تاں رب نوں عقل جاندا اے۔ جتھے انسان دی محبت وچ ایس (مخلوق) نوں پیدا کیتا۔ انج انسان نے ناشکری کر کے اپنے رب دا گنہگار کیتا۔

صوتے بندہ انہی اکھیاں نوں نارا اے کہے ریتے تاں اوہ اپنے نفس دا آقا بن جائے گا  
تے نفس اوس شے دی خواہش نہیں کر سکے گا۔ جہڑی اوہ پنوں پیش نہ کیستی جائے۔ تے  
اگہ بدن روح و اتا بعدار ہو جاوے گا۔ کیوں پئی 'جیکن جہاز' بناں ہوا توں نہیں چل  
سکدا۔ انجی بدن بغیر نفس توں تھاد نہیں کر سکدا۔

"..... ہر تکتے بول میں بندہ گناہ کردا اے تے ساڈا رب دُعا پاروں گناہ  
مٹا دیتا اے کیوں جے دُعا (نماز) روح دا وکیل اے۔ دُعا روح دا دارو اے۔  
دُعا دل دی دُعا اے۔ دُعا ایمان دا ہتھیار اے۔ دُعا نفس سی لگام اے۔ دُعا بدن  
لسی لوٹ اے جہڑا اوہ منوں گناہ پاروں سڑن توں بچاتا اے۔ میں دستاں کہ دُعا ساڈی  
جان دے بھتہ پیر نہیں۔ جہناں نال بندہ حشر دھاڑے اپنا بچا کرے گا۔ (انجی ای جویں)  
اوہ ایقے دھرتی آتے اپنی روح نوں گناہ توں باز رکھے گا... (باب : ۱۱۹)

(۱۱۸) ایسوع آکھیا: "رب نے اپنی مخلوقاں لوں اپنی قدرت۔ مہربانی کریم  
انصاف تے بدلیائی کارن و کھو و کھریاں پار چیزاں: امرکب بنایا تے اوس مرکب  
نال اک چھیا کڑی پیر تیار کیستی جو انسان اے۔ اوہ چار چیزاں نہیں۔ "اگ، پانی، مٹی  
تے ہوا۔ تاں جے ہر شے اپنی مخالفت سانویں رکھے۔ تے اوس نے ایہناں  
چونہ شہیاں توں اک جہتا بنایا۔ جہڑا انسان دا بدن اے۔ جہڑا گوشت ہڈیاں۔  
مغز تے کھن دا بنیا ہویا اے۔ نالے ایس وچ رگاں، پچھے تے اندر لے حصے  
(دل، جگر وغیرہ) بنائے نہیں۔ تے جس (بدن) وچ رب نے زندگی کارن  
دو ہتھان وانگ روح تے نفس رکھے۔ نفس نوں رسن واسطے بدن دا ہر حصہ دتا۔  
جس وچ اوہ تیل وانگوں رچ گیا۔ تے روح توں کھلیا رن لئی دل دتا جتنھے  
اوہ نفس نال زل کے پوری جان آتے حکمرانی کرے۔ انجی انسان نوں بنا کے  
اوہ دے اندر اک تورا کھیا۔ یعنی عقل۔ جو بدن، نفس تے روح توں رلا کے  
رب دی بندگی لئی اک مہاک کردیے۔ یہ بدوں اوہنے ایہہ "عمل" بہشت  
وچ رکھیا۔ تے ابلیس دی شرارت و تبوں عقل نے نفس راہیں دھوکھا کھاپدا

تاں بدن نے اپنا سکہ چپین گوا دتا۔ تے نفس توں اوہ خوشی کھس گئی جس وچ  
 اور جیوندا اے تے روح اپنا حس گوا بیٹھی + (باب : ۱۲۳)

(۱۹) یسوع آکھیا: ..... دسو، بھراجی ایہ ساڈا وطن اے ؟  
 — اکا نہیںوں — کیوں جے پہلا انسان ایس دنیا وچ "دیس نکلا دے کے"  
 سُتیا گیا سی۔ تے ایتھے اوہ اپنے کیتے دی سزا بھگتدا اے۔ جیسا کوئی اہسیا  
 "دیسوں کڈھیا" وی ملدا اے جہڑا اپنے رُجے بچے دیس نوں مد کے جانانا نہ  
 چاہوے۔ جد کہ بیگانے دیس وچ اور عزیزا وی ہووے یقیناً عقل ایس بات  
 نول رد کر دی اے۔ پر تجربہ ایو ثابت کر دیا اے، کیوں جے دنیا دے پاموان موت  
 دل دھیان نہیں دیون گے۔ سگوں جو کوئی ایہناں کول موت داناں وی لوے  
 تاں اوہدی گل نہیں سُتن گے" (باب : ۱۳۹)

(۲۰) یسوع آکھیا: ..... جہڑے رب نوں بھنا چا سندے نیں۔  
 اوہ اپنے گھر دے بُوے تے کھڑکیاں کس کے بند کر لیں، کیوں جے آقا نہیں  
 چاہندا کہ اوہ گھروں باہر بھجے جتھے اوہ دے نال محبت نہیں آیتی جاندی — سو  
 اپنے حواس دی تے اپنے دل دی راہی رکھو کیوں جے خدا ایس دنیا وچ جتھے  
 اوہ دے نال دشمنی کیتی ماندی اے۔ سڑے (خسیاں) توں باہر نہیں لہجیدا۔  
 جہڑے نیکی کھٹنا چاہیں اوہ اپنے آپ (روح) دا دھیان رکھن۔ کیوں جے ساڈا  
 دنیا کھٹ کے وی اپنی رُوح (ایمان) توں تھنھل ہوسا اگمانے دا سودا لے"  
 (باب : ۱۳۵)

(۲۱) یسوع آکھیا: "رب نے بندے نوں صرف پیدا ہی نہیں کیتا۔  
 بیکن میں دسیا، سگوں کامل پیدا کیتا۔ اتنے ایہنوں پوری دنیا ان کو چھپائی  
 بشتوں نکلن نگروں اوہنے اپنی راہی کارن دوزخ شے نال لیتے۔ اہ تے کول  
 اپنے نبی (تے رسول) بیجے۔ ایہنوں شریعت ای راہ (دئی)۔ ایمان بھسا ہر پل  
 ایہنوں ابلیس توں چاند اے تے نالے بشت عطا کرن والا اے سگوں رب اپنے

آپنوں ہوی انسان نوں دان کرنا چاہندا اے۔ سوچو ایہ کتنا وڈا قرضہ اے۔  
انسان دے سرتے اے (باب ۱۸۲)

(۲۲) یسوع آکھیا: بہڑے میرے اُتے ایمان لیان گے اوہ ہمیش دی موت  
بالکل نہیں مرن گے کیوں جے اوہ میرے کلام دی برکت نال اپنے اندر رب نوں تک  
لیس گے۔ ایس کر کے اپنی نجات کارن کم کر دے جان گے تہہ موت ایس توں ہوا کیہ  
اے کہ اک عمل جہڑا فطرت خدا دے حکم نال انجام دیندی اے۔۔۔۔۔ ساڈی  
روح جو یس دا وڈی فریاد اے چڑیا ر دے جال توں آزاد کیتی چڑی وانگوں  
اے تہہ جد آدمی خدا دی رکھوالی وچ رہندا اے۔ تے ساڈی جان اوس ڈوری  
وانگ اے جس نال فطرت انسان دے بدن نوں، تے نفس نال روح نوں  
بندھے رکھدی اے۔ سو جیوں رب چاہندا اے اوہ فطرت نوں کھولن دا اذن

کر دے تان جان نت جاندی اے۔ تے روح فرشتیاں دے ہتھ وچ جا پہنچ  
دی اے جہڑے رب نے روحاں کدھن ای مقرر کیتے ہوئے نیں (باب ۱۹۵)  
(۲۳) یسوع آکھیا:۔۔۔۔۔ جیکن ہر انسان اپنا مال رب دے ناں تے

دیون دا پابند اے انج ای اپنا علم وی رب دی راد وچ خرچن دا پابند اے۔  
سکوں بست پابند۔ کیوں جے کلام (تعلیم) وچ کسے دی روح نوں توبہ لئی  
امبارن دی طاقت نہندی اے جد کہ مال مردے نوں جو نہیں سکدا۔ سو قاتل  
وہ اے جہڑا کسے غریب دی مدد کرن جو گناہندیاں وی اوہدی مدد نہ کرے  
تے غریب جیساں مہرباں۔ پھر ایس توں وی وڈا تے بھارا قاتل اوہ اے جہڑا  
رب دی تعلیم راہیں اک گنہگار نوں توبہ ول پلٹا سکدا ہووے پر نہ پلٹا وے بلکہ  
جو یں رب فریاد اے گنگے گنگے وانگ کھلوتا رہوے۔ اجھے لوکاں دے خلاف  
رب فریاد اے: "اے بے وفابندے۔ جس گنہگار دی روح ایس کر کے مر  
گئی کہ توں اوہنتوں میرا کلام چھپایا۔ اوہدی چھچھہ میں تیرے توں کراں  
کا۔ (باب ۱۹۶)

(۲۴) "روزہ داری تے روحانی سوگھ (بیداری) ک ذوبے نال انج  
 اک تک نیس پئی جے کوئی روحانی بیداری توڑ دیوے تاں اوہدا روزہ ونی تے  
 جاندا اے۔ کیوں جے گناہ کرن ویلے آدمی رُوح دار روزہ توڑ دیندا اے تے رب  
 نوں ٹھیل جاتا اے۔ ایہو ویہ اے کہ روحانی بیداری تے روزہ ساڈے تھی تے  
 سب لوکاں لئی، ہمیش ضروری اے۔۔۔۔۔ پر بدن دار روزہ تے بیداری بیمنیاں  
 لئی، تے ہر زمانے وچ ممکن نیس۔ کیوں جے (کجھ لوک) بیمار تے بدھے ونی مندے  
 نیس۔۔۔۔۔ (سوہر کوئی ہمت تے پت موجب عمل کرے) (باب ۱۱۰)

## ابلیس تے انسان

کیدو نوں وارث شاہ نے شیطان آکھیا اے۔ ایس بارے بھرہ میں گل  
 بات ذرا اگے کدھرے آئے گی۔ ایٹھے ابلیس تے انسان بارے کجھ جانن  
 پاواں گا۔

قرآن موجب صرف دو مخلوقاں (جن تے انسان) نوں رب نے اپنی عبادت  
 واسطے پیدا فرمایا جتاں نوں پہلاں پیدا کیتا۔ اوہناں وچ عزرا زیل اک  
 جیسی بڑا سیانا تے رموی، اوہنے رب دی رمو پائی تے عبادت والی  
 حد کم چھڈی۔ تے اندرو اندری اپنی عبادت دا غور کر وا رہیا۔ رب  
 نے بناں آزمائنیوں اوہنوں کجھ نہ آکھیا۔ سگوں اوہنوں فرشتیاں  
 دا سروا بناوتا۔ اصل وچ اوہدی ایہ سدھر سی کہ بارہا انت والا  
 شرف مینوں ملے۔ فیر جدوں رب نے فرشتیاں نوں، ستیا کہ میں زمین وچ  
 اک خلیفہ بناں لگاواں تے فرشتیاں نے انسان بارے گوہ کرواں کجھ  
 فلم مندی ظاہر کیتی۔ پر ابلیس اُکا نہیں بولیا۔ پر جدوں رب نے آدم  
 دی عظمت نوں سمجھد کرن لئی آکھیا اوہوں اوس رموی نے رمز بچپانی

کہ ایسہ تھے اور بھی دولت جس دی امید میں صدیاں توں لائی بیٹھاں سہاں  
 آدم نوں دان کیتی جبار ہی اے۔ اوس ویلے اوہنے نہ پھڑپاوتاتے اپنی  
 بدترسی ظاہر کردیاں آدم دی عظمت نوں سلام نہ کیتا۔ بلکہ ہمیشہ واسطے  
 اوہداویری بنی دی رب توں مہلت لے لیتی۔ جس نوں قیامت تک  
 نبھائے گا۔ ایس وگد وچ اوہنے مردور بننا قبول کیتا۔

مطلب ایسہ پئی ابلیس تے آدم داویر اوس ربی دات "امانت" یاروچ

وغیرہ پاروں پیا ہويا اے جس نال انسان "اشرف المخلوقات" دارتہہ  
 یا گیا۔ وارث شاہ نے بیرداناں لے کے عارفانہ رنگ وچ جس عملی  
 انکوشش دا پیغام دتا اوہ ہر انسان واسطے بڑی فائدے والی گل اے۔

## کیدو تے ہیرا بھیا

جد ہیر نے راجھے نوں چاک رکھا دتا۔ اوس ویلے کیدو کتھے سی؟  
 وہ بالکل نہیں بولیا۔ ایس گل نوں حدوں گیاراں یا باراں سال ہو گئے  
 ناں کیدو نوں یاد آیا کہ ساوٹے پنڈ وچ "عزت و اجنازہ" نکل رہیا لے  
 سو اوہنے بھنڈی پادتی۔ ایسہ گیاراں باراں سال چپ کر کے شاگھ گئے  
 جیویں ہیر راجھے دیاں بھابھیاں نوں جواب دیندی اے۔

چوچک سیال توں لکھ کے نال چوری ہیر سالی نے کہی بنیت ہے نیس  
 ساڈی خیر تساڈی خیر جیاں جھڑی خطا دے لکھن دی ریت ہے نیس  
 ہو راجھے دی گل جو لکھیا جے ایسہ بات بڑی انانیت ہے نیس  
 رکھیا جاکے مصحف قرآن اس نوں قسم کھا کے وچ مسیت ہے نیس  
 تیس نگر کیوں اسدے اٹھ جیاں اہی اسان سے نال پریت ہے نیس  
 اسان جاتر جنناں وچ بہناں سانوں گنا وناں ایس دا کیت ہے نیس

دنیں چھیر مجھیں ڈرے جھل بیلے ایس منڈڑے دی ایواریت ہے نیس  
راتیں آن اندنوں یاد کردا وارث شاہ دے نال پریت ہے نیس

الّا اللہ دیاں جلیاں یا وندا اے ذکر حجتی لایسوت ہے نیس  
نی میں گھول گھستی اہرے مکھڑے توں پاء دودھ چوری اہری قوت ہے نیس  
سونپ پیراں نول جھل وچ چھیرنی ہاں اہری مدرنوں خضر تے کوٹ ہے نیس  
وارث شاہ بھراں اہرے مار لگی اج تیک ایہہ رسیا اچھوت ہے نیس

نی میں جیونہیاں ایس بن رہاں کیوں گھول گھستی آن رانجھنے یار اتوں  
جھلاں بلیاں وچ ایہہ بھرے بھوندا سرو بچہ ایس گنہگار اتوں  
میرے واسطے کار کما وندا اے میری چند گھوٹی اسدی کار اتوں  
تدوں بھابیاں ساک نہ بن دیاں سو جد سٹیا پاڑ پھاڑ اتوں  
نڈھی آکھس جھگڑ دی نال لوکاں ایس سوہنے بھگڑے یار اتوں  
وارث شاہ سمجھا توں بھابیاں نول ہن مڑے نہ لکھ ہزار اتوں

اُپر دتے چونویں شراں توں ایہہ ثابت اے کہ رانجھا (بچہ) - نومولو  
تے معصوم) ایس دنیا وچ جدا آیا تاں اوہنوں کوئی سمجھ نہیں سی ۔  
اوہدے اُپر نماز قرین سی نہ روزہ ۔ اوہ روحانی دنیا (معصومیت) وچ  
گٹ سی ۔ ہیر اوہنوں بیلے ول ضرور ٹور دیندی سی ۔ پر ایس عرصے وچ  
اوہدے نئی چوڑی دا چھناں تے مکھن دا پیرا کدی وی نہیں سی لے کے  
گئی کیوں جے اے اس نول ہیر (روح) دے وچھوڑے دا خطرہ نہیں  
سی ۔

## شرقی مسئلہ

حنور دی حدیث اے کہ کچھ مہدوں ست سال دا ہو جائے اوہنوں نماز واکم دیوتے مہدوں گیارہ سال دا ہو جائے اوہوں جے نماز نہ پڑھے تاں اوہنوں مار کے نماز پڑھاؤ۔ شرع و امسئلہ اے کہ بچے لسی بارہ سال دی عمر وچ نماز پڑھنی واجب ہو جائندی اے۔ کیوں جے ایہ بلوغت وے مڈھلے دور دی عمر اے تے ایس عمر وچ انسان نیک و بد دی پہچان کر سکدا اے۔ ایس عمر وچ اوہ غلط راہ تے وی چل سکدا اے تے نیک رستہ وی پھڑ سکدا اے۔ فَالْحَمْدُ لَهَا فَجَوْرَهَا وَ تَقْوَاهَا۔ موجب انسان وچ نیکی تے بدی کرن دی طاقت رکھ وتی

کئی اے۔ تے مہدوں ایہناں کتاں دی طاقت پاتا اے تاں اپنے رجحان موجب عمل کروا اے۔ سو رانجھا دی مہدوں گیارہ باراں سال دا ہو گیا تاں نیکی والی جبلت اوہنوں نیکی دا پیغام دین جائندی اے۔ بقول وارث شاہ

بیر چاہتے دوہ کھنڈ مکھنڈ مٹیس رانجھے پے پاس لے دھاوندی اے  
 دھونڈ بھال کے جوہ سبھ جھلن بیا ترت پاس رانجھیٹے جے آوندی اے  
 تیرے واسطے جوہ میں بھال تھکی رو رو کے حال سناوندی اے  
 ہتھیں آپٹیس رانجھے نوں بیر جی پوری مہرے نال کھووندی اے

مہدوں "بیر" نے رانجھے نوں (نیکی دی) پوری کھوان دا جتن کیتا۔  
 تے کیدو (شیطان) دی اپنے شکار وول کھوج کڈھ دا اپڑ گیا  
 ان "فجور رھا" والی طاقت اہرا راہ ڈکدکا اے۔



کیدو ڈھونڈا کھوج نوں پھرے جھوندا باس چوری وی بھلیوں آوندی اے  
وارث شاہ میاں دیکھو سنگ لنگی شیطان وی کلا جگاوندی اے

آن موجب شیطان انسان دا ازلی تے ظاہری دشمن اے۔ کیدو  
نے فریب نال رانجھے توں چوری لے لئی۔ بھیرنوں پتہ لگاتے آکھیا۔  
بھیر آکھیا رانجھ پڑا کیتو ساڈا کم سی نال ویانیاں دے  
ساڈے کھوج نوں تک کے کرے چھلی، دن رات ہے وچ بُریاں لے  
لے مران نوں ایہ وچھوڑ دیندا بھنک گھنندا وچ کڑیاں دے  
بابل انبری تے جانتھہ کرسی جا آکد سی وچ بھلیاں دے

پھیلائے اوہی گل بنی جس واٹر سی۔ شیطان دا زور چل گیا نیکی وان  
بہامت اوس توں وچھوڑ دتی لئی۔ بس صرف بدن وان جہت رہ گئی تہ بھیر نوں کھیڑ  
لے گئے۔ انسان رانجھیا اوہینوں حاصل کرن لئی بڑے پاپ وریدا اے۔ پتہ  
اودھتی پیش نہیں جاندی۔ انیر بھیرنے رانجھے نوں بھیس وٹا کے تے جوگی بن  
کے آون دی ملاح دتی۔

## اہلیس تے کیدو

جس طرح اہلیس رتی، بادت ایسے لئی کروا رہیا کہ کسے طرح مینوں  
"اشرفیت" دا تاج مل جائے۔ یعنی "رب دی رضا" حاصل ہو جائے، ایسے  
طراں کیدو وئی اصل وچ "بھیر"، عاشق سی۔ اودھر جوتک آدم تے توادی  
پیدائش نہیں سی ہوئی، اہلیس عزازیل بن کے بہشتاں وچ رہندا سی  
اومہنوں اسیر سی کہ اک دن "روحانیت" مینوں وان ہو کے رہوے گی  
پر جدوں آدم نوں اومہنوں دیکھیا تے فیر سجدے والا واقعہ پیش آیا۔

تاں اوہنے تاڑ لیا کہ "رب دی رننا۔ والا تو شہ تاں آدم لے گیا۔ اوہ اویں  
 دن توں آدم تے خواہا دشمن ہو گیا۔ تے مکر نال اوہناں نوں بہشتوں  
 کدھابس کیتی۔ ایدھر کیدو اوناں چہ پڑا خوش سی۔ جد تک بیر نے رکھجے  
 نوں چاک نہیں سی رکھایا۔ جدوں چاک رکھیاں کئی سال بیت گئے۔ تے  
 اوہنے پانی سروں چڑھو دا رکھیا۔ تاں فریب نال دونہاں وچ چھٹ پڑاوی  
 آدم تے خواہ زمین اُتے ڈگے تاں وکھرے سوکے تے فیر مدتاں بعد ملاپ ہویا  
 راجھاتے بیر مٹن وچھڑے تے رب جلنے کدوں ملاپ ہو سی۔

### کیدو ہیر دا عاشق

اُپہ لیاں سطران وچ میں کیدو نوں ہیر دا عاشق دسیا اے۔ تے ایہہ  
 گل بڑی بندھری اے۔ وچ تک کسے نے ایہہ جہارت نہیں کیتی۔ ہر کوئی کیدو  
 نوں ہیر دا چاچا ای سمجھدا اے۔ ہیر وی اہنوں چاچا ای کندھی اے جیویں  
 ہیر ڈھان کے آکھیا میاں چاچا چوری دیکھے جیونا لوڑنا ایں  
 پڑوارث شاد نے ایس بارے جہڑے اشارے کیتے نیں ماون صاف  
 دسدے نیں کہ "کیدو" ہیر دا عاشق سی جھانویں اوہنوں ایہہ جہارت نہیں  
 سی ہوئی کہ اوہ زبانی کلامی اپنے عشق دا اظہار کرے۔ پر اندروں اندری  
 اوہنوں چواتی لگی ہوئی سی۔

آگ بجھئی بجھئی نہ جان آگ دہی دہی سمجھ

پڑ چاچا اکھوان پاروں اظہار نہیں سی کر سگدا۔ ایہہ عشق اوہدی  
 بے وقوفی سی۔ اچھے عشق نوں وارث شاہ احمقانہ عشق آکھدا اے تے  
 نلے سینتاں ماردا جا رہیا اے۔

مثلاً (۱) کیدو سیالاں نوں آکھدا اے۔

کیدو آئیکے آکھدا سوہر لو اوئے! میتھوں کون چٹی مت دیسیا او؟

ایتھے یہ "سو بر لو اوئے" دے دو مطلب نہیں۔ اکتنا محاورے موجب جس  
 دا مطلب ایہہ کہ تکیہ کلام سمجھ کے معاف کیتا جا سکدا اے۔ پر کیدو نے  
 محاورے وچ اپنی سدھر چھپیا کے دل خوش کیتا اے۔

(۲) سیالاں اوہدی کل نال چھڈی تاں اوزہ پیتا کراندا ہو یا اکھدا اے  
 جدوں چاک ادھال لے جاگ نڈھی تدوں جھبوسو بازیاں : ریاں نوں  
 وارث شادہ میاں جنہاں لاسیاں نہیں سوئی جانڈے گوٹریاں یاریاں نوں  
 ایتھے کیدو ہیر دا انجام وی دسدا اے کہ چاک امنوں ادھال کے لے  
 جانے گا۔ تے وارث شادہ گل صاف کر دیندا اے کہ جنہاں لاسیاں ہوں  
 اوہناں نوں امی گوہریاں یاریاں بارے علم ہو سکدا اے۔ ڈوجا کوئی کیدو  
 جانے۔؟ ایس توں ایہہ ثابت ہو یا کہ کیدو "یاری لان" دی ریت توں  
 واقف سی اوہنے کدوں یاری وانی ریت سکھسی بہ ہیر وچ کدھرے وی  
 کوئی شہادت نہیں ملدی۔ اود جس ویلے ساڑھے سامنے آوند اے تاں ہیر  
 دا پچا پان بٹ کے آوند اے۔ ایس توں پہیاں وئی اوہدی حیاتی بارے  
 عشق یا یاری والا کدھرے ذکر نہیں ملدا۔ ظاہر اے کہ ایہہ عشق ہیر دے  
 حُسن پاروں اندر گنتی صرف ہیر نال متعلق سی۔ پر مجبوری پاروں اظہار نہیں  
 سی کر سکدا۔ جیویں "عزرا فیل اوس" تشریح داپا ہوان سی۔ بہرا اوڑک آدم  
 دے حصے آیا۔

(۳) جدوں کیدو ہیر نوں بھنڈا پھر رہیا سی۔ اوہدیاں۔ سہیلیاں  
 نے ہیر نوں صلات دی کہ کیدو دی مرمت کریے۔ ہیر نے سہیلیاں نال زل کے  
 کیدو دی چٹکی بھلی مرمت کیتی۔ وارث شادہ آکھدا اے۔  
 (ا) چور ماریدا کھینے چلو سا دھوا وارث شادہ ایہہ تھبڑ سرکار دی اے  
 (ب) پارستھٹاں کڑتیاں چھیاں نوں چک وڈہ کے چیکدا چور وانگوں  
 کڑیاں پھرن پر وار جیویں چند دوالے گرد پانیاں پاندیاں مور وٹالوں

ساہوکار دامال جیوں وچ کونماں دوالے چوکیاں بہنوں لہو و انگوں  
 وارث شاہ انگیاں بھنڈیاں نہیں اہنی پریت اے چند چکورو انگوں  
 اُپر (ل) وچ "چور ماریدا" تے (ب) وچ "پاڑ نستھناں کڑتیاں ہنیاں نوں  
 چک وڈھ کے چکیدا چور و انگوں، تے

(ب) دے آخری مصرعے وچ ہیر تے کڑیاں دے حسن نوں "انگیاں  
 بھنڈیاں نہیں" کہہ کے تے اگے چل کے کیدو دے ناکام عشق دا بھانڈا  
 اُج بھنیا نہیں "اہنی پریت اے چند چکورو انگوں" یعنی کیدو دا  
 عشق چوراں وارث شاہ اے۔ نالے جیویں چند تے چکورو دا عشق ہندا  
 اے کہ اوہ کدی وی واصل وی دولت نہیں پاسکدے۔

(۳) کیدو ڈاٹھی مارکھا کے جد پنچاپیت وچ آکے فریاد کروا اے۔ ایتھے  
 دو مصرعے گوہ گوچرے نیس۔

۱۔ میں تاں بونوں ماریا سچ پچھے شیریں ماریا جیویں فریاد میاں  
 بہ۔ وارث اشقیاں نوں بتاں پھاٹ کھاہدے نہیں اوندا عشق سواد میاں  
 ایتھے "وچ شیریں تے فریاد داناں لے کے کیدو اپنے گھجے عشق دی کھا  
 ول اشارہ کر گیا کہ جس طرح شیریں، خسرو دے تاجو جا چڑھی تے اوہا سچا  
 عاشق فریاد مار کھا لیا۔ اوہے طرح ہیرا گھجے دے ڈھائے چڑھ گئی تے مار مینوں  
 کھانی پئی۔ (ایہہ دکھری گل اے کہ خسرو نے شیریں پاروں فریاد نال ودھیکے  
 کیتی سی تے ایتھے ہیر نے راجھے پاروں گھجے عاشق کیدو نال دھکا کیتا)۔  
 ۲۔ "ب" وچ وارث شاہ نے گل باسکل صاف کر دتی کہ بے وقوف عاشق  
 ڈاٹھی مار کھاہدے بساں مزہ نہیں پاندے۔ یعنی بھلیکھے وچوں نہیں نکل دے۔  
 ۳۔ وارث شاہ جسے وقوف عاشق ول اشارہ دیا اے اوہ صاف کیدو ان  
 دھائے۔ بیون مار اوہ توہ پئی اے۔

(۵) پیچ کڑیاں نوں بلانہ نہیں کہ کڑی و جموں تیسر کیر و نوں کتیا میر

وارث شاد ایتھے وی کیر دے عشق و ل اشارہ کر جاندا اے۔

وارث شاد میاں کھپو کھپو سریاں نوں ال لا فقیر کیوں ساڑیا ہے

گل پتھے وی اوہی اے یعنی وارث شاد انبیاریاں بھنڈیاں نہیں یعنی

کڑیاں دے حسن نے کیر دے ابگ انگ اندر اک بالی ہونے اے جس نال

اوہ سر دے سواہ ہو یا پیا اے۔ تے ظاہری رمز چھلکی ساڑن ول اے۔

(۶) کڑیاں نے پیچاں نوں جہڑا جو ب دتا اوہ وی ایس باس د

ثبوت اے کہ کیر و بیر دے عشق و عہج بے شرمی دی حد تائیں اٹھا ہو کیا

سی۔

منہ اسان کھتے گے کہن سمیے کارے کرن توں ایہ نہ سکدا اے۔

تے اخیر جدوں کیر دے دیکھیا کہ ہیر سینوں تان مل نہیں سکدی اوہ دیکھے

ٹوں وی کیوں ملے۔ ایس رقابتی جذبے نے اوہنوں مجبور کیا کہ دوہنار

نوں وچھوڑتے۔

وارث شاد پتے کھنکھیاں نوں ال لاٹ ہو ری سیکرے نہیں

جدوں آدم نوں اوہ وریانی مل سی جس دی جھاک لا کے ابلیس بیٹھا ہو یا سی

تاں ابلیس رب نال آکر پیا۔ تے قیامت تک سی بی آدم نوں گمراہ کرن سی

مہلت منگی۔ اوہنوں مہلت مل گئی پھر مال ہی اسد پاک نے فرمایا کہ میرے

مخاص بندیاں اپر تیرا دعا نہیں پھرے گا۔

**کیرو پندہ وی عزت دار اٹھا پ**

کیر و پندہ وی عزت دار اٹھا پتے اتان اوہ ہیر دے تدا کر کھوڑ لال

کیوں جاندا۔ شریف تے ساو آدمی دا ایہ کم نہیں کہ اوہ روجیاں دے

پھر داتے کھوڑ لاند پھرے ایہ کم اوہ ہی کر سکدا اے۔

کوئی ساڑھوے۔ اک ہور گل دا بھیتا رہوے کہ :-  
 پنڈا کوئی بندہ وی ہیرا کھجے بارے تشویش و اٹھکار نہیں مدت  
 سنگھوسی۔ صرف کو بندہ ہیرا دی عادت بارے فکر مند لے۔ تے جہڑا  
 اوہنے طریقہ اپنایا اوہ کسے شریف آدمی توں اکا نہیں سہپرا ذرا ایہہ مہینے  
 دکھیو :-

کیدو ڈھونڈا کھوج نوں پیرے بھوندا باس چوری دی بلیوں آندی لے  
 وارث شادا میاں دکھیو سنگ لنگی شیطان دی کاجگا وندی اسے  
 ہیرا گئی جیاں ندی ول لیس پانی کیدو آن کے ہماں دیکھا وندا اسے  
 ایسے خیر دیوں اگے ناگ تینوں کیدو آن سوال سنا وندا لے  
 رانجھے رگ بھر کے چوری چا دتی لے کے نرت اوہ پنڈا توں صا وندا  
 روہی ڈھیر پی آدمی کھود لئی چن میل کے پر یہہ وج لیا وندا اسے  
 کیا من دے نہیں سو مول میرا چوری ناپیوں کھول دکھا وندا اسے  
 کیدو اکھرا آدمی نوں ویاہ منگی دھرونی رب دی من کے ڈالتے نی!

یعنی پنڈا دی عادت دا ایہہ جعلی رکھا پہلاں تاں بہانے نال رانجھے  
 کولوں اوس ویلے چوری منک لیا یا جدوں ہیرا پانی لیس گئی ہوئی سی۔ رانجھے  
 نے فقیر سمجھ کے چوری دے چھڈی۔ ہیرا نے مگر نس کے کھود لئی کیوں  
 جے اوہ ازل ویرمی نوں جان دی سی۔ ایہہ عزتاں دارا کھاسدھا پر یہہ  
 ہیرا آباتے اک معزز آدمی (چوچک) دی پان پت لاہن لگ گیا۔ جے کیدو  
 اتھی ساؤ بندہ ہندا۔ تاں کدی وی پر سیدہ وج اک شریف آدمی نوں زیل  
 نہ کردا۔ ہیرا وہ ہیرا دی ماں کول گیا تے اوہنوں طعنہ طورے دے کے غصہ  
 جڑھایا۔ پنڈا وج ہیرا تے اوہدے ماپے رسوا ہو گئے۔ پنڈا دے لوکاں نے  
 ہیرا دی ماں نوں کیا۔

۱۰۱  
 • ان ہیروں کے لوہے کو کھینچ کر لے کر جیسا کہ ہم نے کہا ہے  
 اس میں سیاہ پیمپیاں لگ جویں شاڈ اندروں کی کباب ہے  
 تیری بھی دامو ہے بلیماں والے چاک وی جو ہیں لوہے ہے  
 وارث شاہ ہند انہاں کوک گھٹس رسی لگی دی کج کباب ہے  
 کیدو نوں عزت دار اکھا کہن والے ایہ کیوں کھل جاندے نیں کہ اوہ  
 کمر و زمال عزت سکوں کھیہ۔ وچ دل گئی سی۔ — اہدے مقابے وچ  
 پنڈ دے سیانیاں مکی نوں مت دی۔

گل سیانیاں مکی نوں مت دی تیغ مہاں عشق نہ کرو ننگے  
 نیں پھیرے رہیاں پوریاں نوں جہاں پہنچے کھوچ میں  
 جہاں عشق دے معاملے نہ سہا پئے وارث شاہ نہ کسے نوں سن سنے  
 پر بڑی بانوی دی دھم چار چوہیرے پے گئی سی۔ اوہ اکوئی ساچ میں  
 سی۔ حتیٰ کہ ہیر و اجوا سلطان وی اوہتے غصے ہو یا۔ قاضی صاحب نے  
 وی ہیر نوں سمجھان اتے لک بٹھیا۔ پر ہیرا کھجے نال جے پھیلتی تندی  
 آں اپنا گاہ مس دی اوداں سچا موٹی سی۔ اوہ اپنی مرنی دے خدشہ  
 شادی کرانا نہیں سی چاہندی۔ پر کیدو وی شرارتاں پاروں اجیہا  
 نیتہ انہیا کر ہیر تے رانجھا رو نوں اوڑل نہ لگھے۔ تے کوئی وی اساندا  
 کجھ نہ بنا سکیا۔

تہاں موجب القتلہ اسرار من القتل۔ یعنی فتنہ  
 قاتلوں وی زیادہ بھیرا ہوندا ہے۔ کیدو دے فتنے نے چومپ سیارں کھیلا  
 تے ہیرا کھجے نوں کسے طرح وی عزت نہ بخشی۔ اجیہے شیطان نوں پنڈ دی تہا  
 دار اکھا کہنا جہالت نہیں تے ہو رکیہا۔ — ہاں جے کیدو ہیر نوں  
 رانجھے نال بھیری ویکھے کے چپ کر کے چومپ نوں کن پر جیہ وچ نہ جاندا  
 تاں مل بن سکدی سی یا اوہ چپ کر کے مکی نوں سمجھاندا۔ پر اوہ جے۔

پنڈو پورے نامندان نون بھنڈ کے رکھ دتا۔ ایس توں ثابت ہویا کہ  
کیدونے صرف رقابت پاروں ایہہ ساری کھیہ اڈائی۔ اوہدا مطلب  
سی کہ جے ہیر مینوں نہیں مل سکی تے رانجھے نوں وی کیوں لے۔ جس  
پاروں اوہنوں پچھاٹ کھانی پئی سی۔ تے نالے اُچپ چپیتا آکے ہیر دے  
نال اک مک سو کیا سی رقابت دے ایہہ ساڑ توں انکار بچائے۔

## رانجھا۔ قلبیت

ہیرتاں اوہ روح اے جنہوں انسانی روح کہتا چاہیدا جس دا ذکر  
کشف المحجوب دے حوالے نال تسیں کچھے پڑھ آکے او۔ ایہھے دسا صرف  
ایہہ ہے۔ رانجھا یا قلبیت انسانی بدن اے جس وچ حیوانی روح موجود لے  
حیوانی روح ہر جاندار وچ ہندی اتے اوہ نسل جائے تاں اوہ جسمانی طور  
تے مر جاندا اے۔ ایہہ وصفاست ایس ہی ضروری سی کہ متاں کوئی ایہہ کہوے  
کہ جد ہیر توں کھیرے لے گئے تاں رانجھا کیوں زندہ رہیا؟ مطلب ایہہ پئی  
ہیرا (سانیت) نوں کھیرے لے گئے سی جنہوں حاصل کرن سی رانجھا  
(حیوانی روح نال) زندہ سی۔ چنانچہ اوہ جوگی داروہ دسار کے آگے آیا  
تاں جے گواہی ہونی روحانیت (ہیر) نوں حاصل کرے۔

## پنج پیر۔ پنج حواس

کشف المحجوب دے حوالے نال کچھے آسیں پڑھ بیٹھے او کہ روح دی سخت  
عقل اے۔ عقل دا تعلق علم نال لے۔ علم پنج طریقیاں نال حاصل ہندا اے۔ اوہ  
پنج طریقے یا ذریعے حواس خمسہ اکھواندے نیں۔ داتا صاحب فرمادے نیں :-  
"مومن و عارف ربانی کے لیے عقل مدبر کامل ہے اور جاہل و نادان  
کے لیے نفس کی خواہش ناقص قائل ہے۔ عارف (جس دا تعلق روحانیت





" اُدھال " وجہ ہامی امر پایا جاندا ہے۔ پھر وارے وارے جائیے شادہی  
 رکے کہ مجازی رنگ وجہ وی ایسہ لفظ اپنے پھیوس معنی دیندا ہے۔ پر ذرا سوچو کہ  
 پیراں دا اپنے اک مرید نوں کسے کڑی نوں اُدھالن بارے حکم دینا شرعی تے اخلاقی  
 حساب نال بڑا بھیرا شجھال ہے۔ تے اوہ پیر ہی کیسہ ہوئے جہڑے مریداں  
 نوں کڑا ہے پان — تے پیروی بقول وارث شادہ بابا ذید شاہ گنج، خواجہ خضر  
 لال شہباز، سید جلال بخاری تے بہاؤ الدین زکریا ملتانی جیسے اُچھ چیرے بزرگ  
 شہ۔ ظاہر ہے کہ اجھیانگہ ایسے بزرگاں جو داتاں ایس وجہ کوئی رہا ہے۔  
 اوہ رہ۔ وارث شاہ موجب ہیر یعنی روح نوں حاصل کر دیاں رد کے اپنے  
 آپ نوں اپنے اندر نوں اپنے دل نوں انج لشکانا کہ اوس روح رہن نور  
 جھا فارے مارن لگ پوکے۔ تاں جے انسان دنیاوی بھتھی وچوں بڑیاں  
 نپلتاں اوہ نجات (دیدار تے قریب اسی) وی دوست نال روح تہج کسے  
 ہمیشہ وی حیاتی وجہ مویاں مانے۔

## جسم تے روح

ایس توں پہاں میں روح حیوانی تے روح انسانی دا دریا کہہ  
 آیاں ایجھے عرف ایسہ دسنا ضروری ہے کہ روح حیوانی ہر جاندار وجہ موجود  
 ایس روح دا تعلق عالم بالاناں اکہ نہیں ہوگا۔ عالم بالادی تے صرف روح  
 انسانی ہے۔ جنہوں "نَفْسُ حَتِّ فِیْہِ مِنْ رُوحِی" زین قرآنی سند  
 حاصل ہے۔ ایسہ روح فرشتیاں جتاں تے ہو رکسے وی مخلوق وجہ ہو  
 نہیں۔ ایہ وجہ ہے کہ ایس روح توں وانجی ہونی کوئی مخلوق ترقی نہیں  
 کر سکتی۔ فرشتے جتھے جتھے تے بس حالت وجہ وی میں اوس وجہ اوہ  
 اپنی کوشش نال کوئی وارعا نہیں کر سکتے۔

انسان داتک جتاں نوں وی عبادت کارن پیدا کیتا ہے۔

اود عبادت راہیں عوازل وائل وائلوں اک حد تائیں ترقی کر سکدے نیس۔ پڑ  
 اگے جا کے اوہناں دی عقل وی جواب دے جان دی اے۔ اود شتیاں دی  
 حقیقت توں نہیں اُپر سکدے۔ ایہو وجہ اے کہ ابلیس نے آدم نوں  
 مرڈے اتے ہیٹا سمجھیا۔ مٹی نوں اگ نالوں گھنیا جانیا۔ ایہو فرشتیاں دجال ہویا  
 جدوں اوہناں انسان بارے آکھیا کہ ایہ دھرتی وچ خون خرابہ تے فساد  
 کھنڈے گا۔ وغیرہ یعنی اوہناں د علم وی جواب دے گیا رہ گئی عقل۔ اتاں  
 باروت تے ماروت دے قصے توں اوہناں دی عقل تے سیانف ظاہر بندی  
 اے۔ یعنی ایتھے وی اور مار کھا گئے

(نوٹ: ایہناں دو فرشتیاں نوں انسانی و صفاں نال متصف

کر کے بنیا تے لکھیا گیا سی۔)

ایسے حراں دوجی بہر مخلوق وی ترقی نہیں کر سادی (انج سرشے اللہ  
 دی نسیح ضرور کر دی اے بھانویں کوئی سمجھے یا نہ سمجھے ہم ڈاؤن وی ایہی سمیوتا  
 زون جوگ اے کہ انسان بانڈ توں ترقی کر کے بنے نیس۔ کیوں جے کسے بانڈ  
 نہ لکھو رہیاں توڑی ہی جے قرآنی تعلیم جس دا تعلق "عالم بالا" نال اے ج  
 دتی جاوے تاں وی اوہدے پلے کجھ نہ پوے گا۔ کیوں جے اوی وچ "عالم بالا"  
 نال تعلق رکھن والی روح موجود نہیں۔ بہری انسانی بدن وچ "انفخ" فرما  
 دتی جان دی اے۔

## اک پورہ وضاحت

قرآن موجب (کہ تواقف دہ خاصیتیں) ات گمراہ انسان توں  
 بانڈ بنے نیس۔ ات گمراہ انسان دی روحانیت جوں باطل مرجاندی سی۔ تاں  
 اوہناں اُپر اللہ دا عذاب آجاندا سی۔ چنانچہ ایہ بانڈ بن جانو وی اک ربی  
 عذاب سی جہ اکافراں دی قوم اتے سلطان وڈن مارو پ اھا کے ازل ہویا

اج کل ات گراہ انسانا اتے اجہا عذاب صرف حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
 دی جمتہ اللعالمینہ داندقہ نہیں آؤندا جس بارے حصو گرنے دعاستکی سی تے  
 رب نے قبول کر لئی سی + کوئی اعتراض کر سکا اے کہ جد باندردی اور کج  
 (origin) انسان اے تاں فیر باندرا اپنی اصلیت نہ ول (کہ ہر شے اپنے  
 اصل ول لوندتی اے) لیوں نہیں ٹوٹ سکا؟ ایہداجوب ایہ ہے  
 کہ چونکہ باندردی انسانی روح رکھی سی۔ صرف حیوانی روح زندہ رہ گئی سی  
 ایس رکے ای اوہ باندرا (حیوان) بن گیا سی۔ تے حیوان ترقی نہیں کر سکا۔  
 ایس کر کے باندردو بارہ انسان نہیں بن سکا۔

### بشرقی بدن وی پیدائش دامقصد

قرآن موجب انسانا نوں چکیٹی مٹی توں بنایا (ذالضمت - ۱۴)  
 تے اپنے دست قدرت نال بنایا۔ اجہی مٹی توں تخلیق کرن دامقصد ایہہ سی کہ  
 انسان ہر طراں دیاں خبراں۔ آوازاں۔ بولیاں۔ علم تے نکلتے دیاں باریک  
 ظہاں سمجھسن۔ سمجھان دے قابل ہو سکے۔ انسان بطور حیوان ناہتھی وی اک  
 سب توں اچا جانور اے۔ جس توں سب حیوان کانپ کھاندے نیں۔  
 روحانی سامان و کھرا اے۔ قرآن وچ آؤندا اے۔

”تے جدوں تیرے رب نے فرشتیاں نوں اکھیا کہ میں بستر نوں بنان  
 والا ہاں، وجدی نہیں تے سڑے ہوئے کارے توں۔ سو جدوں میں اوہنوں  
 ٹھیک بناواں تے اوہدے اندر اپنی روح چھوک دیاں۔ تاں تمیں  
 اوہنوں سجد کر دینا۔ (الحجر - ۳۰)“

اسلامی کتاباں وچ لکھیا اے کہ جدوں بندے داپنا بیان داندقہ پاک

نے ارادہ فرمایا۔ تاں مٹی نون پانی وچ بھیسوں کے خمیر اُٹھا با۔ ایتھوں تک کہ اوہ سڑیا گا را بن گئی تے دچوں بدبو آؤن لگ گئی۔ ایس گھرے توں انسانا پتلا بنایا۔ جدوں پتلا سک گیا تاں اوہدے وچ ہوا جان پاروں، اچ پیدا ہو گئی۔ فیر اوہ سورج دی تپش نال پتکا پیڑا ہو گیا۔ فیر اوہدے وچ حیوانی رُوح پیدا کیتی جس نال اوہ زندہ ہو گیا۔ (سَوَابِیۃ) "ٹھیک بنا لو اِن توں ایس مراد اے) فیر اوہ وچ اٹھ پاک نے اپنی روحانیت پھوکی - فرشتیاں نوں سجدے، احکم صرف اوس روحانی عظمت نوں سلام کارن ہو یا سی۔ ورنہ سجدہ خداتوں سوا کسے نوں جائز نہیں ہے۔ ایس گل نوں وارث شاد

ع

انج بیان بردا اے۔

اک وچھلی پنج ست چھیک اُس نوں پھوک ماریاں بولدا پیا سی تی  
خاکی جسم نرا اک خول اے جہڑا عالم بالا توں نازل سون والے نورانی  
تے روحانی وجوداں واسطے قالبِ داکم دیندا اے ایس توں ورنہ ایسی  
کوئی قدر و قیمت یا اہمیت نہیں۔ سوا ایہ عنصری جسم ہر اوس آسمانی تے  
نورانی وجود (روح) واسطے عالم بنیا ہندا اے۔ جہڑا اپنی دنیا توں  
اوس وچ اُتار اکر دا اے۔

علامہ اقبال اِس بارے فرماندے نیں :

یہ عالم یہ ہنگامہ رنگ و صوت یہ عالم کہ ہے زیر فرمان موت

لے پئے بنیہ اس مثلاً دوستت بقلمت و غیرہ دست حیات توں ثنابت اے و تھیک  
سجدہ جائزی۔ جہڑا حقیقت و حق اے ای روحانی عظمت نوں منوں، اِن پتلا تھیک سی۔  
نہ ہر تے فرعون و غیرہ وی اپنی اپنی کمرہاں سے سہ۔ پر اوہناں وچ روحانی  
پہنچ ہی ائی تھیاں غور سے پھوٹھی اچھوئی بولی سی۔ ایس کر کے اوس مرد گئے گئے۔ یوسف تے  
یقیناً یہ عالم مقبول ہے۔

یہ عالم میری بہت خانہ چشم و گوش جہاں زندگی ہے فقط خورد و نوش  
 خوردی کی ہے یہ منزل اولیں مسافر! یہ تیرا نشیمن نہیں  
 تری آگ اس خاکداں سے نہیں جہاں کچھ سے ہے تو جہاں سے نہیں  
 ایس دنیا و جہاں انسان نال گل بات کرن یا اوہناں نوں کچھ دین  
 یا سمجھان واسطے فرشتے دی جدوں آوندے نہیں تے اوہناں نوں انسانی  
 وجود و جہاں اپنہ اے۔ مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام دی پیدائش دی  
 خبر دین حضرت مریم کول جہڑا فرشتہ آیا سی اود قرآن موجب انسانی  
 شکل و جہاں ہے۔ جنہوں تنہاں و جہاں دیکھ کے حضرت مریم نے خدا دا واسطہ  
 دے کے اوہنوں کسے بڑے ارادے توں باز رہن لئی آکھیا سی۔ ایسے  
 طرحاں لوط علیہ السلام دے گھر آپ دی نافرمان امت دی تباہی کارن آون والے  
 فرشتے وی انسانی قالب و جہاں آئے سن۔ حضور علیہ السلام کول شق صدر اول توں  
 آخری و تئ تک جبرئیلی آئیں عموماً انسانی شکل و جہاں آونداسی۔ مطلب ایہہ ہے  
 پئی مادنی دنیا و جہاں رہن والیاں نال ملن، ورتن لئی مادی قالب دا ہونا ضروری  
 اے تے ہر آون والے دی حیثیت ایتھے مسافرانہ ہندی اے۔ تے ایہو  
 گل پنج پیراں آکھی سی۔ — رانجھے نوں —  
 وارث شاد نہ سویں ادھال جتی نہیں مایاں دے کمر لٹا مٹھن میں  
 کیوں — ۹ — ایس واسطے کہ اصل ذات انسان دالبشری بدن نہیں

۱۔ سورہ مریم ۲۴

۲۔ سورہ بقرہ ۱۷۰

۳۔ مولانا احمد رضا خاں بریلوی فرماتے ہیں :-

سونا پانے سونا بنے سونا زہر ہے اٹھ پیارے  
 تو کتنا ہے مٹھی نیند ہے تیری مت ہی نرالی ہے

ہند بلکہ آسمانی تے نورانی وجود یعنی روح اے۔ جہڑا بندہ ایس دنیاوی بدن  
 نوں ای ساری اُتھج دے چھڈا اے۔ اوہا اندرک وجود انھا ہو جاندا اے۔  
 قرآن وچ اہجے دل دے اُتھیاں بارے آوند اے کہ اوہ آخرت وچ اُتھے  
 ہوں کے اُتھن گئے۔ تے آکھن گئے۔ یا اللہ! دنیا وچ تاں ایس تباکھے ساں۔  
 ہن کیوں اُتھے ہوئے آں؟

ایہ وی چیتا رہو۔ کہ نرے بشری بدن اُتے شریعت دے حکماں دی  
 پابندی ضروری نہیں کیوں تہجے ایہہ گل مندی تاں منافقاں دیاں نمازاں  
 نہ دیاں نہ باتدیاں۔ حضور دا ارشاد اے کہ عملاں دی بنیاد نیت اُتے ہے۔ جہڑا  
 بُرا یا غلط کم بھل بھلیکھے ہو جائے اوہدی معافی اے جویں روزے بھل کے کھان  
 پین ناں روزہ نہیں ٹنڈا۔ پر بد نیتی ناں کیتا کوئی کم بظاہر نیک نتیجہ دی دلیے  
 تاں اوہ کوئی فائدہ یا ثواب نہیں۔ سگوں بد نیتی دی سزا ملے گی۔ خاکی وجود  
 تاں نورانی تے آسمانی وجود (روح) دا غلام ہندا اے۔ جو کجھ روح بہ لوں  
 اوہنوں حکم ملدا اے اوہ اوس تے عمل کروا اُتے۔ جے انسانی روتہ ربّی نور  
 توں روشنی یعنی چھڈ دیوے تے اوہ نفس شیطان دے نیسے چڑھو جائے تاں  
 اوہ گمراہ ہو کے انسانی بدن نوں غلط حکم دین لگ پیندی اے۔ اصل سزائے  
 جزاوی روح نوں ملے گی۔ مادی بدن تاں ایس دنیاوی چیز اے۔ جہڑا ایتھے ہی  
 رہ جاندا اے۔ اتنے جہڑا بدن سانوں ملے گا اوس دی خبر خدایا اوس دا  
 رسول بہتر جان دے پئے! حضور علیہ السلام کو لوں اک مانی بڑھی نے پھیا  
 سی۔ یا رسول اللہ! بڈھساں وی جنت وچ جان گئیاں؟ آپے ہوراں مذاق

لے۔ انجھا ایوں تے نہیں آکھدا۔ (۱) ماشیہ رکھو سنا (۱)

تساں جہے مستوق تے قلعین راہنی منگو نیناں دی دھارا وچ چار پئے نی!

نیناں تیریاں دتے اسیں چاک ہوئے جویں جیو متے تمیویں ساریے نی!

تال فرمایا: "کوئی بڑھی مائی جنت وچ نہیں ہووے گی۔ ایہ کن کے اوہ مائی  
رون لک پئی۔ آپ مُسکرا پئے تے فرمایا۔ "اوتھے جنتی بڑھی۔ جوان  
بن کے جائے گی۔"

وارث شاہ کبند اے۔

"راجھے پیراں نوں بہت خوشحال کیتا۔ دُعا دتیا نہیں جاہیر تیری!  
تیرے سب مقصود مور میے حاصل ہد ہو گئے سچ پیر تیری ا  
جا گونج توں وچ منگوا بیٹھا۔ بخشی رے سب تقصیر تیری  
وارث شاہ میاں پیراں کالماں لے کر چھڑی اے نیک تدبیر تیری،"

انسان دی اوس عمر وادراپہر د اے۔ جو اوسنوں ہوش آجاندا اے  
چنکے مندے دی کھپان ہو جاندی اے۔ تے اوہ کوشش کردا اے کہ وڈھ  
توں وڈھ نیکی کھئے۔ تے اپنے اندر لے وچوں رتی نور تے روحانیت مال  
لشکاوے۔ پر ایہ کل انسان دے ازلی دشمن (ابلیس) نوں پسند نہیں آیتھے  
ابلیس کیدو دی شعل وچ موجود اے۔ اوہ روح اصل چاہوان ایس پر  
مردمی پاروں انسان دا دشمن ہو گیا اے۔ تے اوہدی کوشش ایہ وے کہ بے  
رہت بیمنوں نہیں آئی تاں انسان وی ایمنوں بیوں لے جائے۔ جو ساہنوں

اے سچ پیر یعنی سچ حواس انسانی رہنمائی واسطے سر ویلے تیار رہندے نیں۔ پر قسمت و اے وقت  
اوہ لوک میں جہڑے سچ پئی اوسناں دی اگوائی نوں من کے عمل کردے نیں۔ نہیں تے  
ہتے لوک ہتے اسی پاروں رتی جنت تے نور توں۔ ایجے رد بانہ لے نیں۔  
اے پتھے اشارہ باب اول اے۔ جو اے۔ "آئے سنے جان کھپوں ایساں دی توبہ قبول  
ہونی بہڑی کہ انسان دی جلی توبہ سی۔ اوس بعد ہر انسان دی جی توبہ قبول ہندی آفا اے۔  
و اے جانی تے مسلم وچ ابوہریرہ توں مروی اے کہ جنت وچ ہر بندہ بالے آدم دی صورت  
تے سووے گا۔ تے اوداق سٹھ گز ہووے گا۔ (مشکوٰۃ ص ۷۷، ۷۸) (توبہ سٹھ)



انسان دا دشمن بنا گیا۔

فیریتے رنجھا (روح تے قلیوت) کٹی نائن دے گھر موجاں کرے نہیں۔  
 کٹی سچ وچھانے کے پھل پورے اپر آوند اقدم خدا نیاں دا  
 اونویں ہیر رنجھا آتے کرن موجاں کھڑیاں کسان جنہیں ہیر سائیاں دا  
 کھڑی رات رہند ہیر کھڑ جاوے رانجھا پھیر پھیرے مجھیں گائیاں دا  
 اپر اپنی کار وچ رنجھا جانند کے بوبا پھیرند دیکھ دے ناسیاں دا  
 فیر او پھرتوں رنجھا آٹھے ہندے نہیں۔ مال سہیلیاں نہیں۔ تے موجاں  
 مان دے نہیں۔ مہن ابلیس روح انسانی فون اتھی دنیا ول دھن لئی زور ماردا اے۔  
 کیدو اتھی اسکے بھیرے نی تیری دھی وڈا پھیر چا سہیا ای  
 ہاکے پھل تے چاک۔ مال سہلیاں ایں نکٹ۔ ارتھ گوانیا ای  
 ہروں بندہ نرا مولوی ہونکے تاں اوہدے ماں پیو جہیناں جھا اٹک ساک  
 سہیے فکر مند موجا جانندے نہیں۔ ایہو حال ملکی (میر تقی ماں) دا اے۔ اوہ مکیاں۔ اتناں

لے ایہ اوہ کیفیت لے جداک بندہ نیکی دے رستے توں روکیاں ہی نہ رے۔  
 تے جتھے سالک دی اوہ کیفیت مراد اے کہ ہر ویلے روحانیت وچ لٹ۔ جس دے باوجود  
 انسان توں دنیا داری وئی بھائی پیندی اے۔ پتا نہیں تاں۔ وئی تکرر دا گرتاں گزائی اے۔  
 تے یعنی دنیا جہنمک پیکے۔ دے اہم لال توں جھلا پھدیا جوئی باہر کندا اے۔  
 باہر ہمیش۔ سس کر عام دو بارہ تیسرت

تے قرآن مجید "وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا لَعْنٌ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ لِّالَّذِينَ هُمْ يُعْمَلُونَ" یعنی دنیا ہیاتی  
 توں نہیں اے۔ (آل عمران ۱۹۴) یا "یَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفْرَ وَالْمُنَافِقِينَ وَالَّذِينَ هُمْ يُعْمَلُونَ" یعنی  
 جہاد کر کفر و منافقین کے ساتھ۔ (آل عمران ۱۰۷) یا "يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفْرَ وَالْمُنَافِقِينَ وَالَّذِينَ هُمْ يُعْمَلُونَ" یعنی  
 جہاد کر کفر و منافقین کے ساتھ۔ (آل عمران ۱۰۷) یا "يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفْرَ وَالْمُنَافِقِينَ وَالَّذِينَ هُمْ يُعْمَلُونَ" یعنی  
 جہاد کر کفر و منافقین کے ساتھ۔ (آل عمران ۱۰۷)

تے ایٹھے نماز ظہر مراد اے لے اوہ وی باہر اعت۔  
 طے نہیں معنی نازن۔ مارو و نو کرن دا آہ۔ نماز توں پہلاں۔

نے کے ہیر دی بھال کا ان جاٹ لئی رولا پاندنی اسے اوہ سب ہیہ نوں جا ملدے  
 نہیں تے سمجھاندے نیں تے گلریں لیاوندے نیں۔ ملکی اوہ بنوں بُرا بھلا کہہ کے  
 سمجھاندنی اسے پر ہیر "سو ہتھ رسہ تے سب تے گنڈھ" موجب اکو گل کر کے  
 اپنا فیصلہ سنا دیندی ہے۔

وارث شاہ زمرہاں رنجیت سڑے توں بھاویں باپ دے باپ دا باپ آفے  
 اُن چوچک صلاح کر دا اسے کہ ہیر دا ویاہ رانجھے نال ای کر دیاں تاں  
 جے تہت دا بھگڑا اُٹکے۔ پر اوہ دے بھائییاں "ناٹھ" کہہ دتی تے کھیڑیاں ول نالی  
 گلہل کے رشتے دی پیش کش کیہی۔ ہیر نوں پتہ لگا۔ اوہ دت گئی۔ تے ایس رشتے نوں  
 نانا تلور کیسا۔ پر اوہدی کون سُن دا سی۔ آخر ہیر نے اوہی صلاح رانجھے نوں دتی۔  
 ہتھی پنج پراں نے دتی سی :

## ہجرت دا مشورہ

ہیر اکھیا رانجھیا قہر ہویا ایجنوں اُٹکے کے چل جے پلناں ایس  
 دونوں اُٹکے کے لمبڑے راہ پیٹے کوئی اسان ایہہ دیس نہ متنا ایس  
 بدوں جھاڑے وڑی میں کھیڑیاں دے کسے موڑنہ اسان نوں گھلنا ایس  
 ماں باپ نے جدوں دیاں دتی کوئی اسان دا زور نہ چلنا ایس  
 ایس عشق دے آن میدان رنجھے بُرا سورھے توں رنوں پلناں ایس  
 وارث شاہ جے عشق فراق دوارے ایہہ کنا۔ پھراکھ کس جھننا ایس  
 ایہہ اوہ مقام اے جدوں سچائی دی خاطر گھر بار تے وطن چھڈنا پیندا اے۔  
 جے بندہ روح دی گل من کے ہجرت کر جائے تاں اوہدے واسطے بڑی کھل ڈلھ لے  
 نے جے نہ متھے تاں ساری عمر دے ٹھیدے ہندے نیں یا موت۔ رانجھیا رنجھے ایہج  
 اوہ دیندا اے۔

ہرے عشق نہ ہوں سواد دیند انال چوریاں اتے ادھالیاں دے  
 اچھیکٹ ہیر نوں ویاہن دی تیاری سکھل ہو گئی۔ بیری دی  
 ہیر دا ویان ہیلیاں رانجھے نوں مل کے کندیاں میں۔

تیری گل زکوں ہئی رانجھیاوے توں تاں رات دن میں چرائیاں میں  
 تینوں ویاہ دے ہر سنگار ہوئے اتے کھیڑیاں تیری ودھانیاں میں

تے رانجھا اکھداے۔

میرے صبر دی داد بے رب دتی کئیڑی ہیر سیال نہ جیونا ایس  
 یہم تشفق السعۃ بالغام سارے دیس دے ون ایہہ ٹھہونا ایس  
 لیوہ تبت الازسی غایدا الارضی الہ یازوے نوں کس جیونا ایس  
 صبر دلاں دے مار جہان جن کچا کاس نوں اسناں بیوناں ایس  
 تیس کملیاں عشق نہیں نہیں واقف نہوشہ لاوناں نم دا بیوناں ایس  
 ورت ساہ چپ کیتیاں کم پائیے اچی بوجیاں نہیں ہوتیوناں ایس  
 یعنی جدوں انسان نوں روحانیت دے نور توں شروم کرنا جاندا ہے

اے یعنی اپنے ایمان تے بھائی نوں چھپانا دے دی گل نہیں۔ ایہہ ہون واکم اے کہ  
 اور اپنا ایمان چھپا کے رکھیے نہیں۔

لے لین اور رہ ساریت ہائی تینوں دان ہائی۔ ان الہیس اے کی باں ہروں  
 تشفق و کرمی جہاں سے بہن تیرا کہیہ پرہ کرم اے؟  
 ایتھے امانت ربی دا بھار چکن دل اشارہ اے کہ ہر مخلوق نے کھار کر چھڈیا ہے  
 انسان نے نامی ہر لوق۔ ایہہ کم کوئی سوکھا نہیں۔ بقول شخصے دے  
 گویم چوں مسلمانم بلبر زور کہ واقم مشاات لا الہ الا

یعنی میں اپنے آپ نوں مسلمان کس ویلے کنپ جاناں کیوں ہے تینوں نے اے کہ  
 لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اے اڈارہ کہیہ طلب اے؟

اوس ویلے کہ کول صرف نمبرہ انگوزارہ جانا اے تے اسی ذوری تے  
 اک جنم پکڑ کے اود اندرو اندری فرمدا کہ بنا اے۔ ایہ جوانی دا عام  
 نسا اے۔ عورت یا عورت جوئی مارے صرف رب ذی خاص رحمت راہی  
 کول بنا سدھا تہ سکدا اے نہیں تاں دنیا دے جنجال او منوں اک مدت لئی  
 ذور نمبر کے اپنے ول کھچ لیندے ہیں۔ مشہور اکھان ایں۔

فلکے ہند۔ کوڑ کبڈی — وڈے ہو کے بل واپیا۔ بڈھے ہو کے تسمیر  
 پھڑکے — رب دا الہا کھیا۔

ان لوں یقین اے کہ اوہنی رونا ر شیطان تے ابدے ساتھییاں  
 نال گزارہ کدی نہیں ہو سکدا اوہ تاں دشمنی پاروں رونا نال جھوٹھی محبت  
 جتان دے پئے ہیں۔ ہویں یوسف دے بھائییاں جھوٹھی محبت دا سہارا لے  
 کے یوسف نوں پیو کولوں نکاسیریا سی۔ تے فیرا نھے کھوہ وچ جاسیا سی۔  
 قرآن وچ اے: **إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ** یعنی رب صبر کرن والیاں دے  
 نال اے۔ نالے اللہ فرماندا اے: **وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ  
 حَسْبُهُ** اے اللہ بلا یغ امرہ قد جعل اللہ یکل مشی  
 قسدا ۵ — یعنی بھرا اللہ اے بھروسہ کر دا اے اوہنوں اللہ کافی اے  
 بے شک اللہ اپنے امرا تے پنچن والا اے تے اوہنے ہر شے دا اک اندازہ مٹھیا  
 ہوا اے۔

بد بندہ اللہ دا رستہ جھاندا اے تاں اوہی اندر لی سچائی  
 اوہنوں ٹنبریا اے۔ پر کدی اوہ خدا دا گلہ کر دا اے۔

کدی قسمت دا تے کدی زمانے دا کڑیاں رانجھے کولوں تو کے ہیر کول جاندا  
 نہیں تے رانجھے دے روٹے روندیاں نہیں۔ ہیر کندی اے کہ اوہنوں کڑی بنا کے  
 کے میرے کول لیاؤ۔ — رانجھا آیاتاں —

ہیر اکھیا شکر ہے لبم اللہ اے دو تیاں میں گھرا تیاں نہیں

پر راجھا ایس گل بات نون فواد سمجھدا اے تے کھریاں کھ بیاں سنا کے  
 ساری گل بات ریا دے سپرد کر کے خدمت ہو جاندا اے۔ کھیزیاں قاضی  
 آوندی اے نکاح ویلے قاضی آوند اے۔ ہیر و یاد لئی راضی نہیں ہندی تہن  
 دھکے ناں ہیر نوں کھیزیاں ناں ٹورن دا حکم سناندا اے۔ وارث شاہ شاہ  
 قاضی = حق اے تے کھیزا = غور ایل۔ یعنی موت دا فرشتہ۔

## قاضی بارے گل بات

ظاہری لحاظ ناں قاضی اک ایہا مولوی اے جہڑا شرعی حکماں دین مطلق  
 "Application" پر "درست قانون" نوں تسلط جگہ لاگو کرن لئی صدر کردا اے بشا اوہ کھدا اے۔  
 نبی حکم تکان فرما تاربا فاسکھووا مس لے جھننے نی  
 کہ تے دین ایمان دے راہ ٹرے جھڑ کھڑی دل توں پئے نی  
 بہڑے چند سال حرام تھن دین ہاویسے روزتے سننے نی  
 اکھیں میٹ کے وقت تگھیا مویسے ایہہ جہناں مذلاں چیاں تیر  
 بہڑے خودی تگہرتے کرن کڑو تگ کبڑے ہید دے ڈھلہا ہیناں تے  
 وارث شاہ پھر آسرا بڈا اے ہاوں وگڑے باپ تے ماں تیرے  
 پر ظاہری لحاظ توں سامنے رکھتے تاں ایہہ حوالے دے کے بڑی گل  
 اوہ ہیر توں متواندا اے اوہ تسلط اے یعنی۔ کھیزا حق ملاں قبول کر توں۔۔۔۔۔  
 اوہ دے مقابلے وچ ہیر جو بیان کردی اے۔ یا حوالے دیندی اے اوہ سب  
 درست نیس۔ تے نامے اوہدی "APPLICATION OF LAW" وان مدفن بافل  
 ٹیمیک اے بڑی اوہ آکھدی اے  
 قلوب المؤمنین عرض اللہ تعالیٰ قاضی! عرض اللہ وادھنا ایس  
 کس بیونے کمارن ایمان وکھیں ایہا کون جو انت قناد نامیں

وارث شاہ میاں قاضی شرع نے نوں نال اہل طریق دے راہ نامیں  
 جہڑے رب دے نام تے مومنوں منظور خدا دے راہ دے نہیں  
 جنہاں صدق لقیین تھنیں کیسا مقبول درگاہ اللہ دے نہیں  
 جنہاں اک داراہ درست کیسا اوہناں فکر اندیشیڑے کا دے نہیں  
 جہڑے وڈھیاں کھا کے حتی روہن و دپورا پکڑے راہ دے نہیں

تے جدوں قاضی نہیں مر داتاں اکھیا نہیں :

ہی اپنی پارے وچ ڈولے جے کر ترس تیرے من آیا ای

تے ایہہ گل بالکل ٹھیک اے۔ شرع موجب لڑکی دی مرضی تے "ہاں"  
 توں پناں نکاح نہیں سو سکدا۔

## قاضی بارے عارفانہ گل

وارث شاہ موجب تھیا حق اے تے کھیڑا عزرائیل اے جدوں موت

دا وقت آوندا اے بندے دامن توں جی نہیں کر دتا۔ ایٹھے بیر مرن توں  
 بچنا پیا بندہ اے۔ پر قاضی اوہنوں حق دارستہ سمجھاندا اے کہ مرنا برحق

اے۔ تے ایہو گل ایس مہر عم وچ مل دی اے۔

کھیڑا حق حلال قبول کرتوں وارث شاہ بن پٹھے ڈیئے نی

قرآن موجب کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ يَا كُلُّ مَنٍ عَلَيْنَا

فَاتٍ۔ یعنی ہر جاندار لسی موت اے یا ہر کوئی فانی ایس۔ پر انسان موت لسی۔

سامان تیار نہ کیسا ہوں و جہوں گھبراندا اے۔ گنہگار اں دی موت بارے

قرآن وچ آوندا اے وَاللّٰمِزَعَمْتَ غَمْرًا قًا۔ قسم اے تھسیٹ بیان وایان

(افشتیاں) ہی کتب کے (ڈب کے بدن اندر) (قرآن : ۷۹ : ۱)

جان کڈھن دی ایہہ حالت گنہگار تے کافر واسطے ہے۔ جد کہ مومن دی

جان کڈھن دا بیان ایسے سورت دی زوجی آیت وچ آج اے۔

وَالنَّشِطَاتِ نَشْطًا ۝۱۰ - قسم سے (بغض کھولنے والیاں دنی آزار  
 کارن - یعنی نیک بے مقبول بندے دنی روح بڑی خوشی مال اپنے رب و  
 نس دنی اے جو کہ قیدی دیاں بیڑیاں کھول دیاں جان (4-2)۔  
 آنوٹ :- بدن نوں تکلیف ہونا مرن ویلے، ایہ سب لئی تفریباً  
 اکو جہنی ہندنی اے۔ جہانویں انسان ہووے یا حیوان، مومن ہووے یا کافر۔  
 - ایشا شاہ -

## اک نکھیڑا

و رت شاد نے مارفانہ سب مال اتھے سیر نوں اک نام انسان متھ  
 کے گل کیتی اے کہ انسان موت توں نشان اے تے قاضی اک واعظ  
 جہ انسان نوں سمجھاندا اے کہ دنیا ہر حق اے۔ ایس توں کوئی نہیں کسکد  
 تے سارے انگ ساک عاجز آکے مرن وے نوں رخصت کر دیندے نیں جوہی ہیر  
 مار موئی۔

## ہیر و عارفانہ پریت

ہیر او ہیر دے رومانی تے نورانی سرداروں جتانی ماریے ہیر او  
 انسان نوں ہیر دنی جان دنی اے۔ تے او ہدی ایہ ہوا ہیش ہندنی اے۔  
 کہ کسے ہوا انسان اے بدن و حق رہن ہی علی موئی اے کہ ہیر انسان  
 اپنی انسانیت نوں چکا کے بنی قرب تے دیدار دی دولت پانیا وے۔ چنانچہ  
 او بندے نوں جہڑا کہ دنیا و ہیر ہیر ہیر اے اپنے دل پر دنی اے۔ پر  
 بتا دنی اے سواداں و ہیر تھیں نوں زیادہ ہیر ہیر اے۔ کیوں جے او ہیر  
 نیت داوی ایہ لقا ہیر ہیر اے آخر روح اوس نوں ایس فطرت ضرورت  
 توں روکن دنی بجائے اکھدی اے کہ توں فطرت دے اصولاں تے چلے۔

پیدا میرے دل ڈنکا دیا آ۔

## جوگ = عورت

وارث شاہ نے جوگ نو عورت کیا اسے۔ اک مرد سی عورت (جوگی)  
 دنی ضرورت توں کون انکار کر سدا اسے۔ کسے دی دین وچ عورت نوں مرد توں  
 وکھ نہیں دسیا کیا۔ قرآن حکیم وچ ایس بارے کھلے ڈھلے حکم ملدے نیس۔  
 مثلاً۔ و توں عورت را۔ تے عورت توں مرد الباس اکھیا اسے جنم و زمانے  
 میں الذخاج سنیسی۔ نجات میری سنت اسے۔ ان حدیث موجب  
 نجات مال آدمی توں آدمی ایمان حاصل ہندا اسے۔ چنانچہ اسلام وچ ضرورت  
 مند تے انصاف پت توں اک توں چار زنانیاں اک وقت وچ رکھن دی  
 اجازت اسے۔

بیر و حکم اسے کہ رانجھا جوگی بن کے اوے تے مینوں حاصل کرنے رانجھا  
 جوگ لین لئی بانا تھ دے ٹلے تے جاندا اسے کیوں جے اوہنوں بیہ (روحانی)  
 دی سکت اسے۔ رانجھا دل وچ صلاح کردا اسے۔

رانجھے اکھیا اٹھتی میری دولت جمع کالے تے او تھے ہالیئے  
 او رب دے نور انوار۔ نعمائندے ہو کے جنم وڑالیئے  
 مکھن پالیا پیکنا نرم پتہ اذرا سواد اسے وچ کڑا لیئے  
 او تھے خودی گمان منظور نانیں سر و کچھے آن بحیثیت پالیئے  
 وارث شاہ جوگ نوں تہوں پائیے بدل اپنا آپ گواہ لیئے

اپنی سچائی رانا کر دیا اونی نیت راہ دلا دے کہ یا۔ یعنی فنا ہو جوں پناں  
 کوئی رب ہی رہا دکھا تے نہیں سچ سکدا۔ اقبال گنڈا اسے  
 متادے اپنی ہستی کو اگر تپہ تپہ چاہے کہ داد تھاک میں مل کر گل و گلزار ہوتا ہے  
 ۔ تو ان موجب شہید زندہ اسے تے رب کو لوں رازق پاندا اسے۔



اک ہونا رہا فقیر منتھے ذرا ایشناوس بھی لائے

امام ابن تیمہ آیت: **وَلَيْسَ نَحَاكُ مَقَاهِدَ رَبِّكَ جَنَّاتُ الرَّحْمٰنِ**  
 ہی تفسیر وچ فرمادے نیں: ایس دنیا وچ وی اک جنت اے جیڑا ایس  
 جنت وچ داخل نہ ہو یا اوہ آخرت دی جنت وچ داخل نہیں ہو سکے گا۔  
 اہل حدیث مکتب فکر دے اک مشہور بزرگ سید عبداللہ غزنوی کتبے

نہیں :-

جنت، ایشان من درینہ من است ہر جا بشینم بارخو شتتم  
 میری جنت تے بہشت میرے سینے وچ اے جیڑی اب دی رحمت تے اوہ  
 نور نازل ہون پاروں پیدا ہون اے۔ ایس جتنے وی بیٹھا ہووے میرے حال

اپنی بیمار بندی اے۔

ایسے نہالہ دے کہ اک عالم سید ابو بکر غزنوی: **اِنَّ كَلِمَاتِ نَوْنِ بَرِّهٖ**  
 سزا وچ انتہا اکھڑے نیں: جے دنیا وچ روتی دنیا تربیت نہ کیتی جائے،  
 او سنوں پاکیزہ نہ بنایا جائے تے اوہ بد عملیاں وچ جیس کے بیمار ہو جائے۔  
**اِنَّ وَدَّ رَوْحِ اٰخِرَتِ وَجَّ وَی بَمَارِ رَوْحِ كُنْ**۔ جوں منادات فی  
**هٰذِهِ اَعْلٰی فَمَنْ وَفِي الْاٰخِرَةِ اَعْلٰی وَاَصْلُ سَبِيْلًا**۔  
 (بھی اسراہیل ۱۳۱)

جیڑا ایس دنیا وچ نجات دے سکے توں تھاکے اوہ آخرت وچ  
 وی بیمار ہو کے گا۔ سگوں نور و نی گمراہے راہوں گنتہ جیڑا۔  
 ..... جہیں ٹھیس پانی بناں نہیں رہ سکدی انجہنی ساڈیاں اونماں  
 ان دن رحمت توں زور رہ کے صحت مند تے ناقتو نہیں رہ سکدیاں ہوں۔

لے پھا اپنے رب دے مقام توں ڈر دا اے اوہ دے واسطے وہ جنتاں میں ۔

مجھسی پانی توں باہر ترف دی اے انج ای رب دی رحمت با مجوں انسانی رُوح  
 ترف دی اے۔ انسان دے لعنتی ہون دا مطلب ایہہ ہے کہ اوس نوں بد  
 رحمت توں دور ہٹا دتا جاندا اے۔ رب دی رحمت توں سیراب نہ ہون وجہوں  
 رُوح مہجھا باندنی اے۔ اوس آتے غم تے نموشی چھجا باندی اے۔ تے اوہ  
 اک دروتے بے چینی محسوس کردی اے۔ . . . اس دنیا میں اللہ کا قانون حوالہ دے  
 رانجھا بے پردے آکھن تے جوگ یس جاندا اے۔ وارث شاہ نے ایس  
 واقعے واسیں انج پھیا اے۔

لے باکے جوگی نے ہتھ جوڑے سانوں اپنا کرو فقیر سائیں  
 تیرے درس دیدار دے دیکھنے نوں آیا دیس بدیس نوں چیر سائیں  
 صدق سار کے نال یقین آیا اسیں چیلے تے تیس پیر سائیں  
 یاد ہی دی سبر تسلیم نہیچا نساں جگ دے ناں کی میر سائیں  
 بادشاہ سچارب عالماں دا فقرا اوس دے میں وزیر سائیں

ذغزگل جہان دا آسرا اے تابع فقر دی پیرتے میر سائیں  
 بناں مرشداں راہ نہ ہنڈ آوے دُور باجھ نہ رہجدی کھیر سائیں  
 ماں باپ نہ انگ نہ ساک کوئی چاچا تاپا نہ بھین نہ ویر سائیں  
 نیا وج ہاں بہت اداں ہو یا پیروں ساڈیوں لہا زنجیر سائیں  
 تینوں چنڈ کے جائیے ہو کس تے وارث دستانیں ظاہر اپیر سائیں  
 بال ناقد اوہنوں جوگ دے جنجال دیاں خرابیاں سمجھاند لے  
 پر رانجھا اپنی اڑنی تے قائم اے۔ رانجھا جوگ بھڑی تعریف کردا اے  
 اوہرے اندریاں رمزاں دسدیاں نیں کہ ایہہ جوگ بھرا جوگ نیں سنگوں  
 نکان وج آئی زقان اے۔ جنھنوں حاصل کر کے آدمی سکوں محسوس کردا اے  
 تیسرے جوگ دا ہنڈ بتاؤ مینوں شوق جائیا حرف نگینیاں دے  
 ایس جوگ دے ہنڈ وج اوڑیاں چھپن عیب صواب کینیاں دے

لے دوا کلا صفحہ

حرص آگ تے فقر دا پوے پانی جوک ٹھنڈ گھتے وقت سینیاں دے  
تیرے دوارے تے آن ممتان ہوئے اسیں نوں باجھو سینیاں دے  
اے فقیرنی رب دے رہن ثابت ہو تھیک دے اہل خونییاں دے  
تیرا ہونقہ میں نگر منگاں وارث واعدے چھوڑ روزینیاں دے

بال ناخدا جوگ دیاں مسیبتاں تے دکھاں دل رانجھے دا دھیان کرنا دے  
رانجھا سدھی سدھی گل کر دا اے

تساں بخشناں جوگ تاں کرو کر پادان کر ریاں ڈھل نہ لوڑیے جھی !  
بال ناخدا لاچار ہو کے جوگ دین لہی تیار ہو یا تاں پہاں توں "جوگ" دے امیدوار  
بڑا وٹ چڑتیا۔ اخیر بڑنی جھڑکھپ بعد مجبوراً گرو دا حکم مین کے رانجھے نوں  
جوگ دین ذی تیار کرن لگ پنے۔ رانجھے نوں "جوگ" نامیاں او بنے اوہ دے  
اسول پھیسے بال ناخدا نے دسیا لم جوگ توں بعد  
وہی ماں ہی جان کے کرو شچھا، چھوٹی جہیں مشاں کر پاپے جھی  
وارث سادہ لیتیں ذی مل چینی سب جھی ای حق تھوڑا سی جھی

ماہیہ صفحہ سابقہ لے شادی توں بعد لنگے تے کچھ ذی دھنکے ہاندے نہیں دکھاں

بچے دار کچھو کے اوہناں دیاں سرتہ تاں تھلا ایندے سے یک ماہ

لے شادی نہال تہیں بکھوڑا تھوڑا اے تے بت دسدن تے پاپ توں دھنکے  
لے ماہ شادی توں بعد موت دے تھپے د ڈور دار کھنکے تے اک مشورہ  
اے کہ شادی دے مطلب نہ قید تے جوکھاو سو پرمانہ اہدا تے یعنی رانجھیں جھی  
اپنی نمانی دے دے دیاں اے تے اس توں خوش آئیں لہی جت ماہیہ

سالی کر دے

لے شادی توں بعد ذی، اسی دھنکے ہی اہندا اے

کھا رزق صلال تے سچ بولیں چھڈ کے توں یاریاں جو یاں اوئے  
 توبہ کریں تفسیر معاف تیری جہڑیاں کچھیاں بھانجیاں اوئے  
 پہنچا توں یاریاں دغا جٹا بہت اوکھاں ابیدہ فقیریاں ہمیں  
 جوان ہال نصیحتاں ہو عاتدہ جوں او دے تک نکیریاں زین  
 توبہ تیری مرن مار سکی پہنچا تک تریں تیرییاں نیس لکے

لا بھیا ساریاں گلاں پھڈ کے اصل مقصد یعنی "بیر" اول اوند اے یعنی  
 جس خاتمہ اوئے ساریاں نصیحتاں تھیاں دی ماحی بھتی سی جوگ (خورت پکاج)  
 ماں اک رستے دائرہ سی بدھی تھیا نوی نفس دن زہمپ توں بچن لئی آرام کرنا سی۔  
 اصل مقصد ماں او تھیا بیر یعنی روحانی دولت مال مال ہونا سی۔  
 بال ناتھ را بھجے تھی ایہہ تھیا تھیا تھیا تھیا تھیا تھیا

دل بیر دے مال سی عمر حال اسان نشے جوانی دے خوب کیتے  
 معشوق دیاں بانکیاں مشن یساں وارث شاہ بے بھدوب کیتے  
 بیرے دربار وچ را بھجے کارن بیر دی منگ کر دا اے۔

آسمان زمین اتوں وارث تھرا بڑا پساڑا رنگ دا جی  
 را بھجا بٹ آیا جوگی ہووئے نوں لاہ آسرا نام تے تنگ جی  
 سب پھڈ تھرا سیاں بھو تقونیا لاہ آسرا نام تے تنگ دا جی  
 ایہا عشق نے مار خوار کیتا مہڑ گیا جیوں اتک پتنگ دا جی  
 بھاکوں نام ہے کھول کے جی کھجے را بھجا ہو جوگی بیر منگ دا جی

۱۔ شادی توں بعد نفس امارہ توں اک طرف نکیل پے جاندی اے۔

۲۔ شادی شاہ آدمی بارے اک اکھاں اے۔

۳۔ بھیل گئے راگ رنگ بھیل گئے بھیل گئے

۴۔ تھیں پیاں یاد دھیاں لوں تیل تھیں

تے انگوں جواب آؤندا اتے  
 حکم ہو یا درگاہ تھیں یہ بخششی بیڑا لا رہا اسان ڈھنگ دا ہی  
 تے پنجیاں پیراں (جو اس نمبر) نے ونی رب ونی در چاہندیاں را کھینے  
 ونی کنڈ تے ہتھ روٹیا ۔

پنج پیراں درگاہ وچ عرض کینئی دیو فقر نوں ہنم بستک دا ہی  
 تے ہال تاتھ نے خوش نہی پا کے را تھجے نوں مبارک باد آکھی ۔  
 نامہ کھول کھیں کبیا را کھینے نوں بچہ جاتیرا کم سویا اتی  
 پھل آن لک وں بوزے نوں بہا وچ درگاہ دے ہو یا اتی  
 ہینز نش ونی پچھے رب تینوں موتی حمل دے نال پرویا اتی  
 چرٹھ دوز کے بت لے کھیریاں نوں بچہ شمس تینوں ہلا ہو یا اتی  
 کیوں بست ۔

رٹ شاہ تال رب دی نہ ہئی ہی حکم ہئی اے کیا تے تھو پیاں  
 تیاں کرم تیاں داکرت مار بیڑا پاپا ۔

**جوگی کون؟** وارث شاہ دے دعوے موجب جوگی عورت لے تے اتی  
 جوگی گویا عورت دار یعنی شاری شدہ آدمی ہو یا عورت  
 والا آدمی ہاں بچے دار دی ہو جاوے اے ایس لئی جوگی توں مراد عیال دار  
 انسان یا دنیا دار ہی وچ پھسیا ہو یا بندہ اے ۔ سوال ادا وے کہ دیا دار بندہ  
 بھلا رب ونی رضادالی منزل تھیں پاسکدا؟ کیہ او امدتے اہے رسول  
 دی تابعداری کر کے تہاں تھیں کھٹے سکرا؟ ظاہر اے کہ اہرا جواب  
 کوئی ہو رند تہب داپیر وکار دین اتناں ادا تاتھ وچ ہونا سی ۔ کیوں جے  
 جہاں مذہبیاں وچ رہبانیت نوں خدا نال ملاپ دا وسیلہ مٹھیا گیا تھو  
 او کس عزاں اک عیال دار تے دنبا دار شخص نوں ۔ دی رضائے ملاپ  
 وچ کامیاب من سکدے نیں ۔ اذناں صرف اسلام اے جس وچ نیکان

سنتِ رسولؐ اے۔ تے عیال دارنوں اپنے بچیاں واسطے حلال روزی کما  
 واسطے وی "تواریب" دی شکل ورج مل دا اے۔ ایس واسطے رانجھے  
 (عیال دار انسان) نے جدوں دیکھیا کہ متاں میری عیال داری میرے  
 لئے بہت تون دُوری دا سبب بن جائے اہ فوراً اپنے مقصد دا پھینا  
 کر اندا اے۔ کہ مینوں اہ عورت نہیں چاہی دی جہڑی اللہ تعالیٰ دے  
 دین تون دُوری دا سبب بنے۔ بلکہ میں عورت دار ہندیاں وی رب  
 دی رساتے اہ کے قرب دی منزل پانا چاہناں۔ بہن سوال اہ دے  
 کہ بھلا بعض عورتاں یا اولاداں دین تون دُوری دا سبب واقعی ثابت  
 ہندیاں نیں؟ جواب ہاں وچ اے جو ایس قرآن وچ اے۔ "انما اموالکم  
 واولادکم فتنۃ۔ اے ایمان! ایوی! تہاڈے مال تے تہاڈی اولاد  
 تہاڈے لئے آزمائش دا کارن نیں۔ اسلام تاریخ موجب حضرت ابراہیم  
 علیہ السلام جدوں کئی سال بعد حضرت اسماعیل علیہ السلام نوں کہ  
 معظّمہ ملن گئے۔ تاں اسماعیل علیہ السلام دی (پہلی) بیوی تمارہ صرف  
 صرف آپ نوں ملی۔ کیوں جے آپ خود شکار واسطے گئے ہوئے سن۔ حضرت  
 ابراہیم علیہ السلام نے نور نبوت نال اپنی لونہ نوں دینی لحاظ نال نکھد  
 نکھیا تے آکھیا کہ اسماعیل گھراوے تاں انہنوں آکھتا کہ گھردی جو کھٹ یا  
 اہیز بدل دیوے۔ تے آپ واپس چھپے گئے۔ حضرت اسماعیل گھرانے۔ تاں  
 بیخام ملیا۔ اہناں فوراً بیہوش نوں طلاق دے دی (کئی مدنی ماہی صلا)۔  
 اہناں خوالیاں تون اد تاربت ہو یا کہ عورت یا عیال داری دینی صلاح  
 واسطے رکاوٹ وی بن سکدیاں نیں۔ ایس کر کے رانجھے نے ایسی عورت  
 نواں قبول کرن تون انکار کر دتا جہڑی اہدی روحانی ترقی وچ رکاوٹ بنے  
 مصنوعی علیہ السلام دی حدیث اے کہ ہر بچہ فصری طور تے مسلمان پیدا  
 ہندا اے۔ بعد وچ اہدے ماپے یا ماحول انہنوں یہودی تے نصرانی بنا

دیندے ہیں۔ ایسے لحاظ نال وی رانجھا اک کامیاب مسلمان اے  
 جہڑا عورت دار ہو کے دیکھا "ہیر" (رب ذی خبت تے عبادت) نون  
 حاصل کرن وچ لٹا رہندا اے۔ بالنا تھ اک ریانت دار ہند و بزرگ  
 اے جہڑا مذہب "رہبانیت" نون اللہ نال ملاپ دا ذریعہ قرار دیندا  
 اے۔ پر رانجھا جدوں عیال دار ہو کے وی روحانی دولت حاصل کرن وی  
 منگ کروا اے تاں اڈ رانجھے اُتے اپنا ربن سلطہ نہیں کردا بلکہ اللہ ذی  
 بارگاہ وچ عرض کردا اے :-

اسمان زمین داتوں وارث ترا بڑا نپارڑا رنگ دا جی

.....  
 کیوں حکم ہے کھول کے بچن کیجے رانجھا ہو جوگی ہیر منگ دا جی  
 تے — حکم ہو یا درگاہ تھیں ہیر بخشی .....

تے نیر اپنے مساک دے خلاف (تے رانجھے کے مسک دے مطابق) عیال دار  
 بندے نون روحانیت دان ہون تے مبارک باد دیندا اے۔

ماتھے کھول اکھیں کہیا رانجھتے نون بچہ جاتیرا کم ہو یا ای (راہی)  
 جوگی بارے اد و نہاست ایس نی ضروری سی کہ لفظ جوگی ہیر بندے نون  
 چنگا بھلا بھلیا کھا پاند اے۔ کیوں جے ہندو متھا لوجی وچ جوگی اک خاص  
 اصطلاحی معنی رکھدا اے۔ جد کہ وارث شاہ نے جوگی دا لفظ جوگ (جوگ  
 ہی مناسبت نال شاری شد آدمی واسطے ورتیا اے۔ ہس طراں اتبال  
 تے لفظ "نودنی" نون عام معنییاں دے خلاف خاص معنی پہنتا اے  
 نہیں۔ ایسے طراں وارث شاہ نے "جوگی" نون اپنے عارفانہ رنگ  
 وچ خاص معنی پہننا کے اپنا مقصد بیانیا اے :-

ایس توں دکھ جوگی دا لفظ اصطلاحی معنییاں وچ ولی اللہ  
 واسطے ہی ورتیا اے۔ کہ صرے کہ صرے ایہوں لفظ تھوٹھے پیراں

فقیراں واسطے ورتیا گیا اے۔ بہر حال اہمنوں صرف ہندو متیجا لوجی والے معنے پہنانا درست نہیں۔

اردو شاعری وچ خوشی محمد ناظم دی مشہور نظم جوگی وچ جوگی بارے اک ٹھٹھکا ڈکھا تصور ہدا اے۔ ہورتاں ہور (جوگی یا جوگن ہن بارے اک سدھرا تصور محترم مسز جہاں گنگوہی (متوفی ۱۹۲۷ء) دی اک نوت وچ اچ لدا اے۔

مورے من میں ہے اب تو جو گئیہ بنوں اور کل کے بھوت مدینے چلوں

سکھسی ہند کی نگری میں کہا ہے ریوں نہیں پیت انو چیں ذرا دیتی

واکے دوارے پہ جاتی ہیں سکھیاں سبھی موری ارج کسی نے نہ تھی کہی

کبھی اپنی جو گئیہ کو لیتے بلا وہ بھی روتے پہ جان گنوا دیتی

## بال ناتھ پیر

وارث شاد نے بال ناتھ نوں "پیر فرشتہ" آکھیا اے۔ اعتراض ایس بارے ایہ تے کہ اک مسلمان دائرہ ابغیر مسلم کیوں ہو سکدا اے۔ پہلی نظرے ایہ اعتراض بڑا وزنی لدا اے۔ پر جیوں جیوں گودہ کرئیے پڑتے پاٹ دے جاندے نیں۔ اتھیرا کھار دا جاتا اے۔ تے روشنی ساڈا ساتھ دین کارن سامنے آکھلوندی اے۔

پیر خدا نہیں ہندا۔ اوہ خدا دا رستہ دس والا ہندا اے۔ رستہ کھینچ گتہا نہیں۔ جئے کوئی مسلمان پیر رستہ دس والا موجود نہ ہووے تاں اہدا مطلب ایہ نہیں کہ بندہ کتہ وچ آکے کہہ ایہ پیار ہووے۔ پر سوال ایہ وکے کہ جہڑا آپ لہرا ہووے اوہ کسے نوں کیمہ رستہ دتے گا۔ ۹۔

ایہ بڑا نازک مسئلہ اے۔ ایساں نازک جویں تلوار دی دھانہ۔ ۱۰۔

ایتھے بولن دی نہیں جا اڑیا

پر ایس مسئلے نوں سمجھن لئی پہلاں دنیا داری دے لحاظ ناں گل کیتی جا رہی اے۔

ان دنیاوی علم حاصل کرن لئی مسلم تے غیر مسلم دی کوئی قید نہیں حضور علیہ السلام





(۳۱) اسلامی وراثت بارے پنڈت انندنرانن ملا دتی اک کتاب برصغیر وچ مستند کے پالو رہی اے تے ہندوستانی عاداتاں ایس کتاب وچ بیان کیتے مسلیاں موجب فیصلے کردیاں سن۔ تے پاکستان وچ وی نابا اچھے پیر امدنی پذیرائی کے کیہ جہاں ایس نال وراثت دا مسلم بھٹیا جاندا اے۔ ہاں باطل نہیں۔ بات صرف ایسی اے کہ دیانت دانی پہلی شرط اے ہاں سارے مسلماناں نوں یاد ہووے گا کہ اسلامی مقابلاں نامتبیہ "نول کشور" توں بڑی دصوم دصام نال چوسپ دیاں ہندیاں سن جہاں کہ غیر مسلم ادر دسی۔ ایسے طرحاں ملکی وند توں پیلاں کنی بندو تے سکھ پلشر قرآن پاک چھاپدے سن۔ تے لوک اوہناں کو لوں خرید کے پڑو دے بندے سن۔ امید اے کہ قاری تترتہ مطلب سمجھ گئے ہون گے

بُن دینی نماظ نال ایس بارے گل کتھہ کیتی جاندی اے۔

۱ حضور علیہ السلام کول بعض یہودی مسئلے ٹچپن اووندے بندے سن۔ آپ اوہناں دے مسئلے اوہناں دی کتاب موجب حل فرماندیاں فیصلہ فرماندے سن بعض مسلیاں بارے تورات وچ تحریت ہون پاروں قرآن گواہی دیندا اے کہ اصل بات کیہ سی۔ یہودی حضور علیہ السلام نوں دیانت دار سمجھ کے ای مسئلے چھپدے سن جلاذناں اوہ آپ دے دشمن وی سن۔ ایس توں ثابت ہو یا کہ غیر مذہب دا عالم ہے دیانتدار ہووے تاں اوہ دے کولوں رہنمائی حاصل کرنا گناہ نہیں تے جے اپنے مذہب دا عالم بد دیانت ہووے تاں اوس توں رہنمائی گنتا گراہی وے

(۲) کوئی مسلمان شاستری یا گیانی ری دکری حاصل کرن توں پھر جے سے ہندو یا سکھ ای دینی رہنمائی دیانتداری نال) کر دیوے تاں ایہہ کوئی بُری گل نہیں۔

(۳) کشف المحجوب (اردو ترجمہ جلد ۲) وچ حضرت داتا گنج بخش فرماندے نیں "جس کے حرکات خواہش کی پیروی میں ہوں اور وہ اس سے راضی ہو تو وہ حق تعالیٰ سے دور رہے گا۔ اگرچہ مسجد میں ہو۔ اور جس کی حرکات خواہش سے پاک ہوں اور وہ

نفس کی پیروی سے نفرت کرے وہ حق تعالیٰ کے نزدیک ہے۔ اگرچہ کلیسا میں ہو۔  
 (۴) حضرت دانا صاحب دے مزار آتے تقسیم ملک توں سپااں فیض حاصل کرن  
 ہندوتے دو جے غیر مسلم وی آوندے ہندے سن۔ ایسے طراں ہندوستان  
 خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی دے مزار تے بلا تفریق مذہب لوک فیض پان جانہ  
 نیس۔ کیوں بے تصوت وچ اک ٹولا "بمہ اوست" والیاں دا اے جہڑے وصدقہ الوہ  
 دے قابل نیس۔

(۵) خزینہ معرفت وچ لکھیاں کہ کئی واری ہندوتے سکھ حضرات میاں  
 شیر محمد صاحب شرق پوری رحمۃ اللہ علیہ دی خدمت وچ حاضر ہندے تے اوہناں  
 نوں ایچ جا پدا جویں آپ اوہناں دے گورو (دغیرد) ہون میاں صاحب وی  
 اوہناں دی بڑی عزت تے خاطر کر دے (کیوں جے آپ سنت رسول دے بڑے  
 عاشق سن۔ تے حضور علیہ السلام وی یہودیاں تے نصرانیاں نال بڑا چنگا ورتا رہ  
 ورتدے ہندے سن) غیر مسلم حضرت میاں صاحب توں فیض پاکے جہوں وچ  
 جانہ تے تاں شرق پوروں شخصت ہندے۔ حالانکہ میاں صاحب مرحوم نقش بندی  
 سلسلے دے بزرگ سن۔ جہڑے وصدقہ الشہود دے قابل تے سنت دے وڈے پیروکار  
 نیس۔ (رہن انجیل برنا باس دا پچھے دتا اقتباس نمبر ۲۲ اک واری فیہ پڑھو مسئلہ  
 حل ہو جائے گا)۔

ایسے طراں دیاں ہزاراں مثالیں دتیاں جاسکدیاں نیس۔ سوال ایہہ کہ  
 کہ رانجھا بال نامہ کول کیوں کیا بھلا کوئی مسلمان بزرگ اوہدی رہبری کرن والا  
 موجود نہیں سی۔

ظاہری رنگ موجب جد مسلمان قاضی نے زیادتی کر کے ہیرنوں دے لکے  
 نال کھیزیاں دے پنے بنھ دتا۔ تے ہور وی چار چوہیرے ایہنا دوہاں اکوئی تسمی  
 یا محمد دتیس سی۔ ہیر و چاری کھیزیاں دی قیدی ہو گئی۔ رانجھا دکھناں درواں دا  
 ماریا۔ جاوے تے کہہ جاہے۔ آپتیاں ظلم دی حد کر چھڈی۔ پرایاں نوں اپنا

اسی کچھ نہ کچھ ضرور کرنا چاہیہ۔ اسی۔ میرے مشورہ دیتا ہے رانجھے نے جوگی داروپ  
دھار کے اپنے مقصدوں حاصل کرن دا بیڑا اٹھایا۔

دینی اناں نوں سامنے رکھتے تاں وی کسے اچھے مقصد کارن کسے غیر مسلم توں جہڑا  
اوس فن دا واقف ہووے رہنمائی حاصل کرنا کوئی بڑی گل نہیں۔ جوہیں ایس دیاں  
مثالاں پچھے دے آیاواں۔ سید غوث علی شاہ قادری قلندر پانی پتی بارے تکرہ  
غوثیہ (مولد شاہ گل حسن قادری) وچ لکھیا اے کہ اوہناں دے والد آپ نوں  
مختلف مسلمان بزرگاں تے ہندو سیانیاں کول لے جانے تے بیعت کراویندے  
چنانچہ آپ نے اُنی بزرگاں دے ہتھ تے بیعت کیتی سی۔ جنھاں وچ گیارہ مسلمان  
تے اچھ ہندو سن۔

وارث شاہ نے جوگ دے سلسلے وچ جہڑے شعر لکھے نیں اوہ نصوف دی  
زوناں جوگی تے فقر دواں واسطے اکوجھے معنے دیندے نیں۔ رانجھے دا یقین ایہہ  
سی —

رب پاک تے پیردی ہر باجھوں کتے کون مصیبتاں ساریاں اوتے

یعنی اوہنوں پیردی مدد دی ضرورت سی۔ گل صرف راہ نچھن دی سی۔ اپنا  
دین تے مذہب تبدیل نہیں سی کرنا۔ راہ کاہدے لئی نچھنا سی — ؟

۱۔ رانجھے اکھیائنت دی ہیر دولت جنم گائے تے اوتھے جائے

۲۔ اوہ رب دے نور دا خوان یغما شہدے ہو کے جنم وٹا لیتے

۳۔ اک ہونا رہیا فقیر مہتھے ذرا ایتناں وی دوس لائے

یعنی رانجھا فقیر ہو کے بٹی نور دے "خوان نیے" نوں حاصل کرنا چاہندا

سی — ایس کر کے اوہنے جوگی کول جان دا ارادہ کیتا۔

کسے جوگی توں سکھنے سحر کوئی چیلے ہو کے کن پڑا لیتے

۲۔ کسے ایسے کور دیو دی ہل کرے سحر سکھئے ان کد کاونے دا

رانجھا بال ناٹھ نال بدوں گل بات لڑا لڑاں اوہ اسلامی تصوف تے  
تھیورنی موجب اسلامی اصطلاحواں ورتدا اے مثلاً :-

(۱) سانوں اپنا کرو فقیر سائیں - (۲) ایسں جیلڑے تے تیسں پیر سائیں

(۳) بادشاہ سچارب عالماں دا فقراوس دے سین وزیر سائیں

(۴) فقر گل جہان دا آکر اے تاج فقر دے پیرتے میر سائیں

(۵) بنان مُرشدوں راہ نہ ہتھ آکے دُودھ باجھ نہ رجھدی کھیر سائیں

(۶) تینوں چھڈ کے جائیے ہو کس تے وارث دستاں خاطر پیر سائیں

(۷) چھاں بدلاں دی عمر بندیاں دی عزرائیل نے پاڑنہ سیونا ایس

(۸) جوگی چھڈ جہان فقیر ہوئے

(۹) وارث شاہ خرب دے رنگ نئے

گوہرا آب ہے رب دے رنگیاں دا

تے جدوں رانجھے دے مقصد دی گل ہتھوں نکل دی نظر آئی ساود نو بال ناٹھ

نال کھپہرن لگ پیا ۔

رانجھے اکھیا مگر نہ پو میرے ذرا قہر دی نظر ہٹائیے جی

اکوارجو دستاں چھڈو گھری گھری نہ گورو اکائیے جی

کرتوت جے ایہوسی سبھ تیری چھوہر ٹھک کے لیک نہ لائیے جی

یعنی بال ناٹھ اوہنوں جوگ بارے تعلیم دیندا اے۔ پر رانجھے نوں جوگ

نال کیہر لگے ۔ اوہدے ساہننے تاں اک مقصد سی ۔

ہور کم ناپیں فقر ہونے دا وارث رکھنا ماں غم یار دایس

ایہہ گل سن کے بال ناٹھ جوگ دے سارے چکر ٹھیل گیا۔ اوہ سمجھ گیا کہ ایہہ کس

مقصد کارن آیا اے۔ پر اچے گل نہیں کھول دا ۔ ہُن اسلامی انداز دیاں

نصیحتاں کردا اے ۔

(۱) کھا رزق حلال تے سچ بولیں (۱۲)

(۲) پھڈ چوریاں یاریاں دغا جٹا بہت اوکھیاں ایہہ فقیریاں نیں  
تے اخیر جدوں رانجھا ہیر داناں لے کے اپنا مقصد بیان کر داسے۔ تاں  
بال ناتھ اوہدے واسطے دعا کر داسے۔ جہڑی قبول ہو جاندی اے۔ تے رانجھا  
اک جوگی کولوں فیض یاب ہو کے اپنے راہ پیند اے۔

وارث شاد جان ناتھ نے حکم کیتا ہندا اٹیوں پتر اہویا ای  
قرآن مجید وچ ارشاد اے۔ قُلُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا۔ یعنی  
لوکاں نال سوہنے ذہنک نال گل بات کیتا کرو۔ فاس "وے وچ مسلمان تے  
غیر مسلم سارے اچاندے نیں۔ جویں ارشاد باری اے۔ يَا أَيُّهَا النَّاسُ  
اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ  
تَتَّقُونَ ۝ (بقرہ: ۲۱)

اے سارے لوکاں! اپنے رب دی عبادت کرو جنہے تہانوں تے  
تہاتھوں پہلے لوکاں نوں پیدا کیتا۔ تاں جے تیس متقی بن جاؤ۔ سارے لوکاں نوں  
مخاطب کرن دی وجہ کیہ سی؟

قرآن موجب وجہ ایہہ سی کہ:- الَّذِينَ يَتَّقُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ  
مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُؤْتَلَ وَيُفْسِدُونَ  
فِي الْأَرْضِ أُولَئِكَ لَهُمُ الْخِيسْرُونَ ۝ (بقرہ: ۲۷) بہڑے لوک  
اللہ نال پکا وعدہ کر کے اوہنوں توڑ دے نیں۔ تے جہڑی شے نوں رب نے جوڑن دا  
حکم دتا سی اوہنوں وکلا کر دے نیں کٹ کے۔ تے زمین وچ فساد کھلا دے  
نیں۔ اوہ گھانا پاون والے لوک نیں۔

ایس آیت وچ جس "عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ" دل اشارہ آ  
مفسراں موجب اوہ روز است والا عہد سی۔ جس وچ اللہ پاک نے سب  
انساناں دیاں رُوہاں نوں جیح کر کے پھپھیا سی۔ "کیہ میں تہاڈا رب نہیں؟" تاں  
بھھناں "ہاں" کہہ کے اقرار کیتا سی۔ پھر جدوں اوہی رُوہاں مادی دُنیا وچ

ایاں تاں مادّی حجابات پاروں اوس عہد نوں بھل گئیاں۔ حضرت ابی بن کعبؓ  
موجب ایس آیت وچ عہد اللہ توں اوہی "وعدہ" مراد لے۔

جدوں ایہہ عہد ہو گیا۔ تاں اللہ پاک نے فرمایا۔ میں ایس وعدے  
بارے زمین تے آسمان توں گواہ کرنا واں تے ایس اقرار دا چیتا کران لئی  
میں تہاڑے ول نیں تے رسولؐ بھیج دا رہواں گا۔

چنانچہ اللہ پاک ہر زمانے وچ مختلف نبی تے رسولؐ مختلف قوماں ول  
بھیج دا رہیا۔ تے اود لوک ایہناں نبیاںؐ دنی تعلیم موجب عمل کرنے رہے  
پر افسوس کہ بعد وچ آؤن والے لوکاں لئی اود تعلیم اسی تے زور نہ مہی  
سگوں اوبدی شش وگٹاڑتی گئی۔ تے انج سڑا ہی پھیلا رہا گئی۔

فیر جدوں حضور علیہ السلام نے ساری دنیا دے لوکاں نوں ایمان  
تے اسلام دا ربّی حکم پڑھ کے سُنا یا۔ تاں بہت سارے لوک اپنا عہد  
بھل کے آپ دے دشمن ہو گئے۔ رب دا مقصد سچاں بیان کرنا سی۔  
زور زوری کسے نوں سپاہی منن تے مجبور کرنا نہیں سی۔ سو فرمایا  
"لَا كُرَاهَ فِي الدِّينِ"۔ "دین وچ دھٹکا کوئی نہیں۔"

جد کہ کھلئی سچی بات تے جھوٹ۔۔۔ کہوں جے دھٹنا کیتیاں دھڑتی تے  
فسار بھیل دا لے۔ تے اللہ پاک نوں فسار بسند نہیں۔ سو اوہنے اپنے  
آخری نبیؐ میں ماہر اعلان کرا دتا۔

قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ ۗ  
وَأَنْتُمْ عِبُدُونَ مَا أَعْبُدُ ۗ وَلَا أَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدُ  
تُمْ ۗ وَلَا أَنْتُمْ عِبُدُونَ مَا أَعْبُدُ ۗ لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ  
دِينِ ۗ (۱۱۰ - ۱۱۲)

اے نبیؐ اکھوت اے کفار! میں میں پوجدا اوہنوں نہیں آسیں

پوچھو اور۔ نہ تیس پوچھو (اومہنوں) جنہوں میں پوجناں نہ میں پوجاں اومہنوں جنہوں  
تیس پوجیا نہ تیس پوجو جنہوں میں پوجاں۔ تیس اپنے راہ چلدے جاؤ میں  
یت راہ چلا جاواں۔

غیر مسلم حضرات نال ہے وسیبا رکھن دا موقع ملے تاں رب و اوں مسلماناں  
دی تسلی واسطے فسارنوں مٹان واسطے ایہہ امن لکھت اے۔ جہڑی رب  
نے اپنے پیارے رسول راہیں مسلماناں نوں تعلیم کیستی۔ مطلب ایہہ پئی ہے کوئی  
غیر مسلم قوم امن نال رہن لئی تیار ہووے تاں اومہنوں اوہدے حال تے چھڈ دیو۔  
ایہہ کہہ گئے کہ ”اے پتکھڑ واری“۔ یعنی تہانوں تہاڈا دین  
مبارک مینوں (سانوں) ساڈا دین مبارک۔ رسول رزل مل کے امن کیسین  
نال۔ جویں حضور نے بیوریاں نال امن دا معاہدہ کیتا سی۔

وارث شاہ نے جس زمانے وچ بیرکھی۔ اوہ سیاسی افرانہزی دا زمانہ ہی  
لکھا شاہی دارو، ورہ سی۔ مسلماناں دی حکومت نوں زوال نے گھیر لیا سی۔  
مسلماناں دی سیاسی حالت بڑی پتی سی۔ ملک وچ اٹھی پئی ہوئی سی۔ بقول  
وارث شاہ — حالات اوس ویلے ایسے سن :-

سن ۱۸۱۸ء کو اسیا نبی ہجرن۔ ملے دیں دے درج تیار ہوئی  
جوں دیں تے جنت سردار آہے گھر و گھری جان نویں بہار ہوئی  
اشرف خراب کھین تازد۔ زمیندار نوں وڑی بہار ہوئی  
پوچھو پوچھو، یارنی، پاکد امن بھوت منڈلی اک۔ دو چار ہوئی  
وارث جنھاں نے آھی پاک کلمہ بیری تہانہ دی ماقبت پار ہوئی

ایہہ حالات جدوں وئی پیش آئے قرآن نے اس تائم رکھن لئی نال لک

دے وسیباں نوں ”امن سیبا“ دتا۔ جویں ارشاد اے :-

”اے نبی! کہہ دے اے اہل کتاب! اؤاک ایہی کل وول اے ایسا رہیے

جہڑی ساڈے تے تہاڈے وچکار اوتہن اے۔ یعنی اسیں اللہ دے وکے دی



بندگی نہ کرئیے۔ اوہدے نال کسے نوں شریک نہ بنائیے۔ تے ساڈے وچوں کوئی  
 وی اللہ توں سوا کسے نوں اپنا رب نہ بناوے۔ (قرآن ۳ : ۶۴) عام لوکاں  
 نوں دعوتِ سورد کافرون وچ اے۔ ایسے اہل کتاب کو مخاطب کیتا اے۔  
 مطلب ایہہ پئی اسلام امن دے مقابلے وچ فساد نہیں چاہندا۔ بعدا نوں مسلماناں  
 دا کسے وی قوم نال واہ ہووے۔

وارث شاہ نے سیاسی افراتفری تے مسلماناں دی پتی حالت دیکھدیاں جس  
 انداز نال پیار تے محبت دا پرچار کیتا اوہدی مثال سرسید دیاں کوششاں وچ  
 مل سکدی اے۔ کیوں جے سرسید احمد خان۔ نوں دنیا اچھے ٹھہتی نہیں۔ جتھے  
 ۱۸۵۷ء دی جنگ آزادی وچ مسلماناں دی شکست کھان توں بعد انگریز دے  
 دل وچوں ایہناں دے خلاف نفرت دا جذبہ سکھان لئی تھیں دھن دی بازی  
 لادتی سی۔ وارث شاہ نے مسلماناں دے خلاف سکھان تے بند ویاں دی نفرت ختم  
 کرن لئی "میر تے رانجھے" دا قصہ منظوم کیتا۔ جس وچ دوہری کاٹ بھی۔ اک  
 پاسے ایہہ قصہ اسلامی کھان نال انسان دی آپ جیتی اے جس راجہ نیکی دا جذبہ  
 جاگدا اے تے بد عملیاں دے باوجود انسان تے اندر نیکی دا سلسلہ پیدا کر لے  
 دوسری قسطاں دے سرداراں دی عزت آدر گزارا۔ ساڈے رسول دے ارشاد دے  
 عین مطابق اے۔ پر اہل اسلام ایہہ کہہ نہیں ہو یا کہ ان عزت آدرنا  
 اپنا دین چھڈن دے برابر اے۔ دین بارے اوہی فارمولہ اے "لَا تُدْرِكُ  
 دِينُكَ بِوَلِيٍّ حَتَّىٰ تَهَادِيَ اِلَيْهِ تَمَانُوْلٌ مُّبَارَكٌ سَادًا اسانوں مبارک۔"

میر وارث شاہ وچ اللہ پاک دی فرمائش مہربانی نال ایہہ کمال ملدا اے  
 کہ ایہنوں ہندو پرستوں دے تان اوہ سمجھدا اے کہ تیری اہل خدا اے مسلمان  
 پرستوں دے تان اوہ دہنوں اپنی کھتا سمجھدا اے۔ تے بے کوئی ہور پرستوں  
 اے تان اوہ اپنی کھتا کہانی سمجھ کے ایہنوں سینے نال لایتا اے۔ پر  
 وارث شاہ اپنے رب دا پکا جبارنی اے تے دین اسلام نوں اپنا دین

واہ لگدی توں ڈھل نہیں کر دا :-

- (۱) وارث جنہاں نے آکھیا پاک کلمہ بیڑی تنہا ندی عاقبت پار ہوئی
- (۲) سانوں دھرم تے شرع دا خوف رہند جویں موسیٰ توں خوف کوہ طور دا ای
- (۳) وارث شاہ تے جمد مومناں توں حصہ بخشنا اپنے تور دا ای
- (۴) وارث شاہ تمامیاں مومناں نوں دئیس دین ایماں اتھامیاں
- وارث شاہ دی ہیر پڑھ کے علاقے دے لوک اک جگ ہونا شروع ہو گئے۔ او دھر سیاسی حالات نے پٹا کھا دا، تے نادر شاہ تے احمد شاہ ابدالی نے حملیاں توں بعد۔ انگریزاں دے پیر پور مضبوط ہونے شروع ہوئے
- ایدھر رنجیت سنگھ احمد شاہ دی "رضامندی" نال حاکم بن بیٹھا۔ تے اوہنے انگریزاں نال ویر سہیرن دی تھان پیر دی پالیسی اپنائی۔ پر اوہدے آکھیاں میٹن توں بعد بڑی چالاکی نال انگریزاں نے پنجاب اُتے قبضہ کر کے سکھاں کو لوں حکومت کھوہ لئی۔ تے امن دا دور شروع ہویا۔
- امن ہر پاسے انگریز بہادر دی حکومت سی۔ لوک امن نال رہندے سن۔ قتل تے نارت گری نہ ہون دے برابر سی۔ جیسے حالات دوج ہیر دا چرچا ہر مذہب تے ملت دے لوکاں لئی کھج دا سبب بنیا۔ دائریاں تے مکھیاں دوج جٹ دے جٹ بہہ کے ہیر سن دے۔ تے وارث شاہ دے گن گاونڈے، ہراک دے دیاں دوج وارث شاہ دیاں گھلاں دی عظمت نگھردی جاندی سی۔ اورٹک بعضاں آکھیا۔ وارث شاہ صرف مسلماناں دا ای نہیں۔ ساڈا وی اے۔ کیوں نہ کہندے۔ وارث شاہ نے پیغام ای اجیہا پٹا سی۔ جہڑا قرآنی تے صوفیانہ تعلیم دے بالکل مطابق سی۔ جس وچ "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا" تے نال نال "يَا أَيُّهَا النَّاسُ" توں وی مخاطب کیتا گیا سی۔ کیوں جے ہیر رانجھے دی عارفانہ کہانی کسے یہودی، عیسائی، مسلمان، ہندو یا سکھ دی کہانی نہیں سی۔ سگوں ایہہ تاں بابے آدم توں لے کے قیامت تک ہر

انسان دی کہانی اے جس توں آون والے ہر دور دا ہر بندہ یا نالے سکدا اے۔

## عیالی = منکر نکیر

وارث شاہ عیالی نوں منکر نکیر "قرار دیندا اے۔ ایہہ اوں دی نویں  
 اکل اے جوں میر (روح) نوں کھیرا (عزرائیل) لے گیا سی۔ او تھے روح  
 اکلے روح دا معاملہ۔ ایتھے راجھا (قلبوت بیدن) وی آجاتا اے بقصد  
 وارث شاہ دا صرف ایہہ ہے کہ او دقبر دے عذاب دا چیتا کرادے۔ تاں  
 جے انسان رب نوں بھلا کے کھید۔ تماشے وچ ای تہ راجھا رہا کرے۔ کیوں  
 جے دنیا وچ انسان کنہدا اے جگ مٹھا۔ اگلا کس نے ڈٹھا ؟  
 کدی او کہندا اے کہ رب میرے کولوں حساب کتاب کھچھے گائیاں  
 انج کہواں گھا۔ انج کہواں گھا وغیرہ۔ پیر وارث شاہ دسا اے کہ او تھے جھوٹ  
 بولن دی جرات انی نہیں ہئی۔

یوں کہتے کہ یوں کہتے گرسا منے آجاتا سب کہنے کی باتیں ہی کچھ بھی نہ کہا جاتا

راجھا کہندا اے

میں ننگ باشی چلے گنہہ میلے ہمیں پنچھی سمندروں پار دے جی  
 باراں برس پھرے باراں برس بہندے۔ تین والیاں دی کل تار دے جی  
 وارث شاہ میاں چارے جگ بھوندے۔ اسیں قدرتاں کو دید مار دے جی

عیالی اوہی کھچروندی، اجماندہ انج بھن دا اے

ووتاں چاک سیالاں دناں دھیدو جھنڈ کھچر پود گل ہنجا دے جی  
 میں چوک دیاں ہوں پارھاں ہوں ناں داسیں وچ بارے ہی  
 تیرا مہنا میر سیال تائیں خبر نام سی وچ سنسار دے جی  
 ٹھس با اتھنوں مارھٹ نہیں گے کھیرے ات چڑھے بڑے ہنجا دے ہی

اگے وارث شاہ قبر دے عذاب وچ لکھا اشارہ کر جاندا اے۔

مارچور کر ستن ہیں ہڈ گوزے ملک گورنڈاب قہار دے جی  
 وارث شاہ جیوں گور وچ ہڈ کر کئی گزراں ناں عامی گنہگار دے جی

## وارث شاہ اُتے الزام

بعض نادان وارث شاہ اُتے الزام لاندے نیں کہ اوہنے ہندو متھا لوبی  
 ا پر چار کیتا۔ ہندو متھا لوبی دا ذکر تاں وارث شاہ نے ضرور کیتا اے۔ پر چار  
 کوئی نہیں کیتا۔ ذکر ہو رکھل اے۔ تے پر چار کرنا ہو رکھل اے۔ قرآن وچ فرعون  
 بارے آؤندا اے: "فَقَالَ اِنَّا رَبُّكَ الْاَعْلٰی"۔ فرعون آکھیا  
 میں اں تہاڈا سب توں وڈا پالمن مار۔ ایہہ آیت قرآن وچ موجود اے  
 پر اچ تاہیں کسے نے کہی وی ایہہ نہیں کہیا کہ معاذ اللہ قرآن وچ فرعونیت دا  
 پر چار کیتا یا اے۔ اوکھے امن مال رہن لسی "لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ"  
 ہالی آیت وئی موجود اے پر کسے توں معاذ اللہ اعتراض دی جرأت نہیں ہونی  
 اوکھے مجبوری یاروں جاہد و ابالکفار۔ دا آرڈر وی ملدا اے تے قاتلو  
 ھمدا حکم وی۔ تے وَغَلَطَ عَلَيْهِمْ اَمْرُوْنِ۔ پر ایہہ سب کچھ اوہوں کیکر  
 ای بیان اے بد تافساد دفع نہ ہو جائے۔ جدوں فسار دُور ہو جائے اوروں  
 جنگ اسی متاں اے کیوں بے فسار جنگ توں وی بھیرا ہندا اے۔ ہوں  
 متا توں کج ملدا اے کہ اے نبی! جے کافر تہا توں صلح سی آکھن تاں من جیایا ہے  
 ۔۔۔ وغیرہ صلح دی پیش کش عموماً اودہی کردا اے جہڑ ڈوگا ہووے تے اُٹھن لسی  
 اوہنوں بہمت دی لوز ہووے۔ فتح تے شناسنت کہی مسلماناں ول بندگی  
 اے کہی زوریاں ول۔۔۔ کیوں جے قرآنی فائدے موجب تذلک الایمان  
 نذرا اولھا بایں الناس یعنی ذناں دا بھیر پھیر ہندا ای رہندا اے۔  
 وارث شاہ نے پوری بیرون کتے ہن اسلام دی نشدیا نہیں کیتی تے نہ  
 لقر دی وڈیالی کستی۔ جھٹھے وی اوہنوں موقع لگدا اے۔ اوہ اسلامی پرچار توں

الذرا نہیں پر کدھرے کدھرے اودریا کا رتے جھوٹے تے فری مسلماناں دنی خدا یا ضرور  
 کردا تے۔ تاں جے اوہناں دی اصلاح ہو جائے۔ مثلاً جھوٹے فقیراں تے مساکیناں  
 بارے کنند اے۔

راجھا۔ ہوکا پھرے دیندا پنڈو ج سارے آؤ کسے فقیر بے ہونا ہے  
 منگ کھا ونا کم نہ کاج رنا۔ کج چارناں تے نہ کجھ یوونا بن  
 دیہاری۔ سب روز کار کزانا۔ ساہ پھر منٹ راہوفا ہے  
 خوشی اپنی اٹھنا میاں وارث اے اپنی مندرے سوفا ہے

وارث شادا پڑھا  
 اور وارث اے ان تاں اوس دوج سائوں اسلامی تہا لوجی اسلام تہا  
 اسلامی معاشرہ۔ حتی کہ اسلامی حکومت دادور دورہ نظر آؤند اے جس وں غیر  
 آباد نہیں جہناں نوں مذہبی آزادی حاصل اے تے ملک دے سارے، سنیک ان  
 اوجہ دے مذہب نے رزم دا احترام کردے نہیں۔ تے ایہ گل اللہ پاک  
 نے وی مسلماناں نوں تعلیم یعنی اے کہ تیس بہت پرستاں دے بتاں نوں پرا  
 نہ کھو۔ متاں اود غتے وچ تہا اے اللہ نوں برا کہ ان لگ پین۔ برصغیر  
 دے مشترکہ و سفیدناں دے مذہبی حالات نوں سامنے رکھدیاں وارث نے  
 وں کسے دنی دل آزاری نہیں کیتی۔ صرف اپنی گل کہتی اے تے اوہی سہی  
 پھری۔ اللہ رسول دے دیں دی گل ہوویں اکھیاں

۱۔ وارث شادا نماز اوقین و نمازاں لاہ اود۔ لہر و سٹھ امی نماز دی شادا  
 (۲) اکا و ف انہ دار کھو تھوئی ہو راجھا مٹھی تبت ڈھیہ یاں تیں۔ تہید کے لہل  
 (۳) تے تسمیہ تیرہ اظہاں سوت جڑھاں ویریاں تین کھا وئے تیں  
 البسم اللہ تے سورۃ اظہاں و انہ

(۴) تہرت باج طعام حرام منہوں تھیواں سورجہ پریت ای بہت تہاں (سورنوں انہ)

(۵) سبھو جگ فانی اتورب باقی حکم آیا بے وج قرآن میاں - (توحید)

(۶) وارث شاد اود سدا ای جو بندے نیں جنھاں کیتیاں نیک کمائیاں نیں

ایس شعروچ اک حدیث ول اشارہ اے

ان اولیاء اللہ لا یموتون بل ینتقلون من دار الی دار  
یعنی اولیاء اللہ دی موت تاں بس انج ہندی اے جو یں اوہ (موت دی پاکی  
وج بیٹھ کے) اک گھروں دو بے گھرؤل پھلے جان۔ ایس گل نوں سلطان  
باہو انج بیان کر دے نیں

نام فقیر تنہاں دا باہو قبر جنھاں دی جوئے ہو

ایس موضوع بارے ویروے نال تے کھل کے، اگے جا کے کدھرے جان  
پاواں گا۔ ایٹھے ایساں ای کافی اے۔ اوہن مڑ کے عیالی تے رانجھے بارے گل  
بات کریں۔

رانجھا: عیالی دیاں کھریاں گھاں سس کے تے مٹاں دی کوشش کر دا اے۔ تے  
آہن اے۔

اجر دپار نام پیہراں دا کہہا عمل شیطان دا تو بیا ی

بھیڑاں چا کے تھمتاں چوڑنائیں کہہا غضب فقیر تے بویا ای

تے عیالی اگوں آہن اے کہ کھریاں گزارہ نہیں ہوناں پر

رانجھا فیر دی چکر دیں دی کوشش کر دا اے۔ قبر داسین ایٹھے تم ہو پاندا

اے اگوں جہڑی گل بات ہندی اے اوہ دوالسا ناں وج ہون والی گل

بات اے۔

پر دیاں جا بٹا۔ سانوں چاک آکھیں اسیں فقیریاں غاہرا پیریاں

نام مہریاں دے سانوں ڈرن آہن۔ رانجھا کون تے کون ہے پیریاں

جسا چاک بناؤناں ایں جوگیاں نوں ایہا ہیو آوے سٹاں پیریاں

تہر تھیر کتھے غصے نال جوگی آکھیں۔ ود را پلٹیا نیسریاں

تے اگوں عیالی (مذاق نال) آہندے اے۔  
 ہستہ جوڑ عیالی نے پیر کمزے کھل گیا چیا۔ کشتہ پیر میاں  
 نہیں پار بندروں رہن والے ساڈی بخش سو ایہہ تقصیریاں  
 وارث شاہ دی عرض بناب اندرسن ہوونا نہیں دگیر میاں  
 تے فیرا نچھے نوں ہیر دے پینگھواں جھوٹن توں لے کے اوہدے "ویاں"  
 تک ساریاں گھلاں بڑے وقارتے آدرنال دسد اے۔  
 پرھاں جا بٹا مار سٹنیں نے نہیں چھپدے یار کواریاں دے  
 (عشق تے مشک چھپے نہیں رہندے) من رانجھا مٹھا پے جاندا اے تاں جے ایس  
 جھگڑے پاروں کدھرے اوہدار ازفاش نہ ہو جائے تے منت کر دالے کہ  
 وارث شاہ نہ بصیت صندوق کھلتے بھانویں جاندا جندراٹ جائے  
 تے فیر عیالی ترس کھا کے آہندا اے۔

اساں ہس کے رانجھنا گل کیستی جالدا لے واہ جے لگدا ای  
 لاٹ رہے نہ جیو دے وہاں کی ایہہ عشق الہیہ اراگ : ای  
 جاہ دیکھ معشوق دے نین شوئی مینوں نت الہیہ اراگ دا ای  
 لے کے نڈھڑی نوں کھسک جا چاکا سید پاک نہ ساڈڑا لگدا ای  
 وارث کن پائے مجھیں چار مولیوں اے تیک الہیہ اراگ دا ای  
 آخردہ نہاں وہا (coma-tomise) ہو باندا اے۔ رانجھا (بدن)  
 اپنی ہیر (روحانیت - روح) نوں حاصل کرن لئی اگمانہ دسد اے جیویں اک  
 انسان دنیا وچ رہندیاں ازلی محبوب نوں راضی کرن لئی مٹھو پیرا دا اے۔ رانجھا  
 وی اچ ای کردارنگ پورا پڑ جاندا اے۔ رنگ پورا وچ کھود تے کڑیاں پانی نہ  
 رسیاں سن۔ رانجھے نوں دیکھ کے کجھ رمز ورمیاں وچے وچ سمجھ گیناں پٹی۔  
 یار ہیر دا بھانویں تے ایہہ جوگی کسے بھیا تے نہیں دستیا ای  
 فیرا و مہنے پن چھان کیتی کہ واقعی اوہ ہیر دے بندہ آکیا اے۔ حدوں تصدیق

جوگئی تاں بڑا خوش ہو یا۔ پہلاں جوان مندے تے فیر کڑیاں اوہدے دو اے کھٹے  
 ہو کے بہ کھٹے۔ تے راجھا گل ہلان کارن منھی انداز وچ (تے شبت نتیجے ہی) آہند  
 اے نہ۔ تاہی مندے یو گھری نہ جا کتا ال مست کلا جوگی آوڑیا

کتیں اوسدے دڑشی مندے میں لہری پئے سر پھول منا دڑیا  
 مندیاں تاں کہیہ گل کرنی ہی اوہ تے منھی انداز سی گل کرن دا جوگی آہندے  
 نیس۔ "دھیے نی باکم کر۔ نوٹھیں نی باکم کر۔ اسل وچ اوہ کڑیاں نوٹھ  
 گھری جا کے اپنے بارے ضرور ذکر کرن دی چٹیاک بارہیا سی۔ سو کڑیاں گھرو  
 گھری آکے جوگی بارے گلاں کر دیاں نیس۔

کڑیاں دیکھ کے جوگی دی طرح ساری کھری ہسداں ہسداں آہنیں  
 ماے اک جوگی ساڈے نگر آیا کتیں اوس نے مندراں پائیاں نیس  
 پریم شیاں اکھیاں رنگ بھریاں سد اگو ہریاں لال سوا یاں نیس  
 خونہیں بانگیاں، نشتے دے نال بھریاں نیباں کھوایاں سان چڑھائیاں تیں  
 اٹھے پراٹھ نوں یاد کر دا خیر اوس توں پاؤنداں مائیاں نیس  
 نہ کوئی ماریا نہ کسے نال لڑیا، نیتاں اوس دے چہہ ہراں لایاں نیس  
 تے سہتی وی اپنی "بھرجانی" ہیر نال گل کر دی اے۔

گھر آنتان نے گل کیتی ہیرے اک جوگی نواں آیا نیس  
 کتیں اوسدی دڑشی مندراں نیس گل ہیکلاں عجب سوہا یا نیس  
 نالے گاؤندا تے نالے روہندا اے وڈا اوس نے رنگ مچا یا نیس  
 ہیرے کسے رنجوش دا ادہ پیر روپ تہہ توں دہن سوا یا نیس  
 تے اپنے وچ کڑیاں وی ہیر کول پہنچ کے راجھے بارے دس لگدیاں نیس۔

پھرے ڈھونڈ دا وچ حویلیاں دے کوئی اوس نے لعل گوا یا نیس  
 کانی اکھدی پریم دی چاٹ لگی تاہیوں اوس نے سیس منا یا نیس  
 کانی اکھدی کسے دے عشق بچھے بندے لاه کے کس پڑا یا نیس



وارث شاہ فقیر آں نہیں خالی کسے کارنے دے آتے آیا نہیں  
ہیر پہاں ای اوہدی اڈیکوان سی سہتی تے کڑیاں توں "جوگی" بارے سن کے  
اودے تاں کھچ پے گئی۔

تساں اد جید و کئی گل کیستی کھلی تی ہی میں ٹرہ گئی جے نی  
گئے ٹٹ تران تے عقل ڈبی میرے دُھو کلجیڑے ہی جے نی  
کیویں کس پڑا کے جیوند اے گھاں کس ریاں ای چند گئی جے نی  
اودا کھڑا روفاں جہوں سنیاں نمٹ میت کے میں بہہ گئی جے نی  
جس دے سوہنے یار دے کن پائے اوداں نہ ٹھری چوڑ ہو گئی جے نی  
وارث شاہ پھرے دکھاں نال بھریا خلقت اوسد لگر کیوں ہی جے نی  
ہیر..... نوں رانجھے تے ترس آوند اے کیوں جے اوہنے صرف ایہدی خاطر  
ایسے دکھ تھلے نیں۔۔۔ رانجھا کون ایس۔۔۔ ؟ آدمی۔ انسان۔۔۔ نے ہیر۔۔۔ ؟  
روح۔۔۔ روحانیت۔۔۔ رب دی رضا۔۔۔ رب دی محبت۔۔۔ رب دا قرب۔۔۔  
تے اخیر رب دا دیدار۔۔۔ جہدے اگے کائنات دی ہر شے نکھدا اے۔۔۔ محبوب نوں  
حاصل کرن لئی اپنی جان دی قربانی دینی پوے تاں معمولی گل اے۔۔۔  
وارث شاہ محبوب نوں تہوں پائیے بہوں اپنا آپ گوا لئے

نجیل برنا باس دا اقتباس نمبر اٹر کے پڑھو جس وج اک کھیت خریدن  
دا ذکر اے جس وج خزانہ دفن اے جے بند اپنے "گرتے" دے عوض اوہ  
کھیت خرید لوے۔ تاں اوہنوں مہنگا نیس سمجھنا چاہیدا۔۔۔ کرتہ کہی اے ؟۔۔۔  
ایہ فانی بدن جھنھے اوٹک فنا ہونا اے۔ موت شہادت راہی وی آوندی  
اے۔ تے منجھی آتے اڈیاں رگڑیاں وئی۔ پر شہادت دی موت بارے رب فرمانا  
اے۔۔۔ وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوات  
بل احياء ولاكن لا تَشعرون ۵۔۔۔ جہڑے رب دے رستے  
وچ لڑیاں جان مار بن اوتہاں نوں تیس مُردے نہ آکھو۔ سگوں اودے جوندے

نیں۔ پر اوہناں دی زندگی تہاڈی سمجھ توں باہر اے۔

ایہہ زندگی تلوار نال جہاد کرن وایاں نوں مل دی اے۔ جدھی سند قرآن توں  
مل دی اے۔ حضور علیہ السلام فرماندے کہ جہاد دو طرح دا اے۔ اک جہاد اصغر۔  
دو جہاد اکبر۔

جہاد اصغر تلوار نال اللہ تے رسول دے منکراں دے خلاف جنگ کرن نوں  
آہندے نیں۔ تے اپنے نفس امارہ نال لڑ کے اوہنوں زیر کرتا تے اللہ تے ادھر کے  
رسول دے حکماں مطابق زندگی گزارنا تے متقی تے پرہیزگار بن کے جو نانا تے مرنا  
۔۔۔ جہاد اکبر اٹھواندا اے۔ ہُن غور کرو جے جہاد اصغر والے رب دے حساب  
وچ "بَلْ أَحْيَاءٌ" یعنی جیوندے نیں تاں جہاد اکبر والے گروہ جنھاں وچ  
ایاں کرام، صوفیا تے صالح لوک شامل نیں کیوں "موتے" گئے جاسکدے نیں  
ظاہر اے کہ اللہ دے دربار وچ اوہ وی حیات نیں۔ جے جہاد اصغر وایاں توں  
(قرآن موجب) رزق ملدا اے تاں ایہہ وی ضرور رزق دتے جاندے نیں۔

بقول وارث شاہ۔

وارث شاہ اوہ سدا ای جیوندے نیں جنھاں کیتیاں نیک کمائیاں نیں  
(نوٹ) ایہہ چیتا رہوے کہ جہاد اصغر دے "شہیداں" دیاں ہیوگاں توں عدت  
نوں بعد شریعت وچ (جے اوہ چاہن نکاح) شادی دی اجازت اے۔ اہد مطلب  
ایہہ ہویا کہ شہید دی موت نام موت دا حکم وی رکھدی اے۔ بھانویں شہادت  
ہمیش دی حیاتی واسبب وی بن دی اے)

**سہنتی = موت**

راجھا چاہندا اے کہ میں ہیر نوں حاصل کر کے ہمیش دی حیاتی نئے  
نجات پا جاواں۔ ہیر وی چاہندی اے کہ ایہہ (انسان) میرے نال جڑیاں  
کے نجات تے ربی دیدار وی دولت نال مالا مال ہو جائے۔ پر دنیا وچ دو سہنتیاں

نیں جہڑیاں ایس نوں ہر ویلے چکر وچ رکھدیاں نیں۔ اک اہلیس — جہدا  
 کردار کیدونے ادا کیتا — تے دو جا کردار — موت اے۔ جنھوںں ہیر دی  
 نشان سہتی ادا کر رہی اے۔ موت توں بندہ ہر ویلے ڈردا رہندا اے کیوں  
 جے زندگی تے موت دے وچکار فاصلہ بالکل تھوڑا جمیالے۔ یعنی زندگی تے  
 موت داصر بناں آپو وچ مل دا اے۔ جے بندہ عقل توں کم نہ لوے۔ یا کسے ویلے  
 ذرا وی گھسیا ہو جائے تاں اچانک موت اوہدا مقدر سو جاندی اے بندہ  
 نقصان ایہہ ہندا ایہہ ہندا اے کہ اوہ جس مقصد کارن ایس دنیا وچ آیا  
 اوس توں وانجیار دے دنیا چھوڑ جاند اے۔ ایس کر کے کم ایہہ جے کہ  
 اپنی جان دی "رکھیا" ہر حالت وچ ذہن اے۔ سوائے جہاد دے کہ ایس وچ  
 کتھ دیکھانی مرن توں وی بچی نہ گئی اے۔ ایس کر کے حضرت علیؑ فرمادے  
 نیں کہ بندے (مومن) دی سب توں وڈی عافیت موت اے یعنی جہاد تے  
 نیکی دے پرچار وچ موت توں نہیں ڈرتا پیرا۔ کیوں جے نہ ڈرنا وی زندگی  
 اے۔ شیراں والی زندگی تے ایس وچ مرن توں پیالیں ہمیشہ دی حیاتی لہ  
 لوں اہل جاندی اے ایس کر کے گھبران دی لوز نہیں۔

اودھرا بھجے دی اکھیاں پھیراں زندیاں میں تے ایہہ  
 بیکل وچ جوڑی چوری ہیر رووے تھہ ایرا ہا پلٹیا سو

دونوں اک دوجے نوں حاصل کرنا چاہندے نیں پر دنیا دیاں آلائشاں راہ  
 وچ رکاوٹ بن جاندیاں نیں۔۔۔ رنگ پور دیاں کڑیاں رانجے نوں ٹھیک کرنا  
 چاہندیاں نیں۔ اوہ کہندیاں نیں کہ اہدے بھانے ایس ایسوں پانیا نہیں  
 — حالانکہ ایہہ ہدی ہل اے۔

بہہ جان راستہ نہ چاک لہ تھہا، جو سد کے ایس توں جھار نیہے تی  
 ہیر کھیڑیاں نال پیار ڈا ہڈا۔ ایسوں لاکے اک ایہہ اساتے تی  
 فی اوہ ہیر دے تھہ لجان دی کوشش کردیاں نیں۔

اچھوئیرے دے ویڑے نوں کرو پھیرا ذرا ہیردی صرف دھیان کیجے  
 دیڑڑ مہرا چلو وکھا لیائے سہتی سوہنی تے نظراں اُن کیجے  
 پر راجھا نجان بن کے دھپتے بیٹھا رہندا اے۔ فیرا ود گڑیاں تے اک ٹولا۔  
 ہور اوہ دے دوالے اُتھ پ وچ جا کھلوندیاں نیں۔ تے اوس دا حدود اربعہ  
 بچھدیاں نیں۔ راجھا کہندا اے۔

جگئی اکھیاں نیال نہ پو میرے۔ سہپ شینہ فقیرا دس کیہا  
 بیڑا وٹن تے ذات دار دھیان رکھے دنیا دار سے اوہ درویش کیہا  
 اوہا ہنساں دے کتے تاں نہ تھاپ اپنی مرھنی نال منس دے بہلے ہیر نوں ڈھونڈن  
 تہ پیا۔ گڑیاں وئی پھپھانہ چھڈیا۔ گڑیاں کون؟ (انسان دا گھربار۔ دنیا داری)  
 اوہ راجھے نوں اپنے ول پریردیاں نیں

کانی ناہ راجھینے دے نال جوڑے، تیری طمع کیہ جو گیا چا ہوندی اے؟  
 لینے وچ سہتی نے راجھے دیاں سیہ پیاں۔ لاد دتیاں۔ راجھے پھپھیا۔ ایہہ کون  
 ایں؟ — جواب ملیا۔ اتوری دھی — راجھا غصے نال بولیا —  
 اچھوئیرے بھجوتے بھجوتے گجو کون بند اے؟ تاں گل ایہہ کھلی کہ ایہہ ٹھہری  
 ہیردی نساں سہتی اے۔ جنھوں وارث شادا "موت" کہندا اے۔ اوہ  
 وئی راجھے دیاں غصے بھہ ایں گلاں دے۔ جواب وچ بڑے تاہ نال کہندی اے۔

ہتھ لائیں تاں کاپڑ پھپھیاں ساں تیرے نال کرساں سو توں جان سیں دے  
 وکھو وکھ کرساں بھس نیک تیرے تروں ربا توں اک پھپھان سیں دے  
 تے ایہہ دل بھی اے کہ دنیا وٹ بندہ پتہ نہیں کتے کو خدا ویاں نوں پوجدا اے پراوس اِک  
 خدا دی تصدیق تاں اوہوں ای ہی اے جدوں موت دا پیالہ چکھ کے اگلے پار ڈیرا  
 لانا پندا اے سورہ تکاثر وچ اؤندا اے۔

كَلَّا لَوْ تَعْلَمُونَ عَلَيَّ لَبِيسًا

دو جے مصرع

دا ایہو مطلب اے

## فطرت تے انسان

گل ایہہ پل رہی سی کہ انسان ہوش سمجھال کے شاروں و نیزہ کروان توں بعد  
 بدوں صحیح معنیاں ورنہ ٹکھڑے سمجھدار ہو جاندا اے تاں اوہ اپنے اصلے اوقاف  
 دل پات دا اے۔ پر دنیا دیاں کشمکشیاں اہل پچپا نہیں چھڈ دیاں تے سبوں  
 توں وڈی مصیبت ایہہ کہ تہہ قدم تے موت اہرا سو اگت کردی اے موت  
 اودے نال مستحالا بہندن اے۔ اود اود پچپا چھڈن لئی تیار نہیں۔ تے  
 انسان دی کوشش ایہہ بہندن اے کہ اود کسے طرحاں گوہر تصور یعنی رب  
 دی رضا و الا شرف حاصل کرے۔ ایس دنیا توں باوے کھیرے بند دیاں  
 کڑیاں دنیا دی آرائشاں دی مثال نہیں۔ تیر روت، روحانیت دی مثال اے  
 روت تاں کئی ایسے یعنی ایسی اہل روت اے جہاں نال ایہہ بدن مختلف  
 مذاقباں نال متعلق ہو سکدے نیں۔ یوگن میر کڑیاں راہیں نچ بہندن اے۔  
 کھنیں لائی کے کوئی یا ووس توں رل پچھنے کہہ ہی توھاؤں ورنہ؟  
 دیکھاں کھڑے داس دا چودھرن اے اتے ذات چون سد اوندی  
 دیکھاں ما بھیسوں روہیوں بیٹ و توں راوی بیاس دا تے جہناوندی  
 پھرے رنجناں وچ خوار بند کونی اوس دا بھیت نہ یا فندا لئی  
 وارث شاہ کھوجی اہ کا سدا اے کونی انت نہ ایس دا اوندی  
 یعنی انسان کسے شے دامتلاستی اے۔ تے اودنی شان دانت کولی میں  
 ڈھیری ڈھما بہوے تاں گجڑا گوبہ، آدم کرے تاں فولادی لوہا۔ تے اود کسے چیز  
 دی تلاش وچ ایس سنسار اندر خوار بند پھر مسیا اے۔ اود کیہ شے  
 وے؟ ایس دنیا دی سرٹے بے جان تے بے زبان بندیاں ورنہ اوس توں  
 واقف لے۔ تے کڑیاں ورنہ جان دیاں نہیں کہ کھبے توں شاید بھیاں  
 اے کہ اسلں اوہنوں پچپا نیا نہیں۔ جان مکہ ایس اودنی نہ توں ورنہ  
 اے، ایہہ جان دا چاک نہ کسے نہ لہھا اڑیوسد کے ایس توں جھارے نی لہ

کڑیاں دنیاوی موہ پیار دا سمیل۔ دنیا داری تے مادہ پرستی دی علامت  
 اوہ فقیر راجھے انوں انج ستاندیاں نیں۔

یہ تاں کسول کے بکلاں مار یونیں چک دھوڑ اتیت تے ڈاریا نیں

... اتیت = فقیر

تے فیراوسنوں بکھ باندیاں ہوئیاں کہندیاں نیں۔  
 رسم جگ دی کرد اتیت سائیں ساڈی صورتاں ول دھیان کجھے  
 اجو کھیرے دے ویڑے نوں کھو پھیرا ذرا ہیر دی طرف دھیان کجھے

یعنی دنیاوی ہر شے انسان دی حقیقت توں واقف اے۔ پر اوہ زبان نہیں  
 رکھدی۔ صرف زبان حال نال پکار دی اے ہو قوت نوں اوہ اپنے دل کھج دی  
 اے تے تجمہار انسان نوں رب دی قدرت دا نظارہ تکاندی ہوئی خالق کائنات  
 دی اس پاندی اے فطرت دا سن من کجھواں وی اے تے رب دی یاد تازہ  
 کران والا وی۔ دل دیاں اکھیاں ہر شے وچ رتی ذات دے لشکارے تکدیاں  
 نیں۔ تے دل دے منا کھے اکھیاں دیاں لو نال رتے پتے ہندیاں وی دھر دے  
 اٹھے کئے باندے نیں۔ چنانچہ فطرت (کڑیاں کی شکل وچ) انسان (راجھے) نوں  
 کھندی اے کہ اجودے ویڑے جا کے ذرا ہیر دا نظارہ کرو۔ نالے اوٹھے سوہنی  
 سہتی اے۔ ہیر (روح) تے سہتی (موت) آپو وچ اک بلک نیں۔ ہیر حاصل  
 کرن دا شوق اے تاں سہتی دی پروا نہ کر۔ جے اوہنتوں ڈر دار ہوں تاں ہیر

لَهُ الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا

— یعنی اللہ تعالیٰ نے موت تے زندگی نوں پیدا فرمایا۔ تاں جے دیکھے کہ تہاڈے  
 وچ سبھ تموں اچھا عمل کون کردا اے (سورہ ملک) ادا چھا عمل "ہیر" اے  
 جیس راہیں راجھے نوں حیاتی ملی تے اُن موت (سہتی) اوصدا مقابلہ کر

دی اے

والا گوہر مقصود، منتھوں نکل جاسی تے ”رانجھا“ کڑیاں تال لڑا بھڑدا۔ اپنے  
 آپ پنڈ دا دُورہ کرن نکل جاندا اے۔ کیوں جے اوہنوں حکم ای اہ سے کہ  
 — سِیْکُ وَ اِنِّی الْاَرْضِی (قران) — زمین دی سیر کرے۔ فطرت ربی  
 ذات دی رازدار اے۔ اوہدا بھیت پھینا ایں تاں مظاہر فطرت توں کچھ۔  
 جیوں جیوں اوہناں نال واہ پوے گا۔ ربی بھیت آپو کھل کھل جاوے گا۔

رانجھا کھیری پکڑ گدا چڑھیا مستگی دوار بہ دوار و جاؤندا ای  
 کوئی دیہہ سیرا، کوئی دیہہ ٹکڑ، کوئی تھاریاں پروں یاؤندا ای  
 کوئی دیہہ کاہیں ڈھاڑے مار بھد آؤ کوئی رو دی بھواں چھوٹا  
 کوئی جوڑ کے متھ تے کہے تھناں سالوں اسرافقتے ناؤندا ای  
 وارث شاہ نچھوٹیرا چند چڑھیا گھرو گھری مبارکلاں یاؤندا ای  
 وارث شاد نے صرف اک رانجھے دے روپ ورج ای۔ قسم دے انسان  
 دیاں سدھراں بیانیاں میں۔ اک انسان دی خواہش اے کہ اوہ دنیا داری دے  
 لحاظ نال عیش کرے۔ اہیہا انسان کہندا اے۔

آوڑے ہاں اُجڑے پنڈ اندر کوئی کڑی نہ تھکنسے، گناؤندی اے  
 نہیں کھل پاؤندی نہیں سمی۔ پتی پانہ دھرت کھبا وندی اے  
 نہیں چوڑے دا گیت گناؤندی اے گڈھاراہ وچ کوئی نہ پاؤندی لے  
 وارث شاہ چھڈ چلیے ایہہ نگری اہ طبع فقیر دی آؤندی اے  
 تے مظاہر فطرت وچوں (جہدا بہترین اظہار ”کڑیاں“ میں) آواز آؤندی  
 اے۔

جل جوگیا اسیں دکھا لیاے جتھے ووہٹیاں چھوپ رل پاؤندیاں میں  
 کہندے میں کہ مجازی عشق حقیقی عشق دی پہلی پوڑی اے۔ انسانی بدن راہ  
 عمل رون لئی ترقی یا تنزل دا باعث بن دا اے۔ بقول اقبال  
 عمل سے زندگی نبتی ہے جزت بھی جہنم بھی یہ خاکِ اپنی فطرت میں تڑی ہے نہ تڑی ہے

قرآن وچ آوند اے :-

وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا - قَالَ مِمَّنْ هِيَ فَجَعَلْنَاهَا تَقْوَاهُ - ثُمَّ تَبَيَّنَّ

تے جان دی قسم کہ اساں اوہنوں سوا ہر بنا یا یعنی انسان نوں بنا یا —  
کے نیر اوہدے اندر الہام کیتی فسق و فجور تے پرہیزگاری دی صلاحیت ۔

انسان کولوں حساب کتاب صرف ایس کر کے بتا جانا ایں کہ انہوں نیکی تے  
بدی دی صلاحیت تے اختیار دے کے دُنیا وچ گھلایا گیا اے ۔ اوہدے اندر  
اک نور (روح جبہ اعلیٰ وَ نَفْسٌ قَيِّدٌ مِّنْ رُّوحِیْ نَبْلِ اِنِّیْ  
اب نال تے رب کیر اے ؛ نور جمیویں اللہ دا ارشاد اے : نَفْسٌ تَوَّارَتْ مِّنْ  
وَالرُّسُ - یعنی اللہ زمین تے اسماناں دا نور اے ) رکھیا گیا اے جس راہیں  
اوہ نیکی تے بدی دی بچیان کر سکدا اے ۔ اگے اوہدی مرضی اے کہ بھانوس بدی  
راہ اپنائے یا اچھا بھالا پھڑے اللہ دا حکم انج ادا اے کہ :-

لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۗ وَرَبُّنَا الَّذِي

(پارہ ۳ - رکوع ۱) - دین دے معاملے وچ زبردستی نہیں ۔ جدوں  
نتر باوے سچ تے تھوڑے ۔

تے نیر انسان جدھر مرضی رُخ کر لوے ۔ اپنے کیئے دی سزا یا جزا ضرور پائیگا  
جِنَاةٍ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۔ کہی انج ہتھ اے کہ دنیاوی جوئی وچ  
بھلا پھڑا انسان ، فطرت و بنا ربی بھلکارے دیکھ کے سدھے رستے اُن پیندا  
اے ۔

پیر ڈھونڈا وچ سوئیاں دے کوئی اوس نے نعل گتوایا نیں

لڑیاں راہجے نوں اوس نتاں نیں ۔ س پاندیاں تیں  
جتھے ترنجناں دے گھمکار پیندی اتن بھیاں کھ مہرٹیاں نیں  
لمترٹیاں اتے برہمٹیاں نیں ترکیٹیاں اتے جیٹیاں نیں ۔



سندھ کواریاں روپ سنگاریاں میں اتے دوہنیاں مشک لپیٹیاں نہیں  
 منہاریاں تے کچھواریاں نہیں سُندر تیلنتاں نال مچھریاں نہیں  
 سید زاریاں تے شیخ زاریاں نہیں ترکاناں نال مکر بیٹیاں میں  
 بانگیاں گجراتی نہیں سیار گڑیاں ساج و نساں رجاں یاں بیٹیاں نہیں  
 ایس بند وچ وارث شاد نے تقریباً چھ اسی قسم دیاں عورتاں کنا دنیاں تے  
 انسان جس پیٹھے یا مذاق نال تعلق رکھدا ہووے اوہ "اپنا ساتھی" ذمہ نڈن وئی  
 اوکڑ محسوس نہیں کرے گماہ ایہہ لمی پوڑی "عورت تکرانی حقیقت وچ ایس  
 دنیا دا چس پچسا اے۔ ایس چس پچسا وچ گوہر مقصود راجہ راجا وئی اے منجھو  
 لبھنا ہر راجھے وئی سدا ہوا اے۔ دھن اے اوہ جہڑا لبھن وچ کامیاب ہو  
 جاندا اے۔۔۔ کدنی غازی بن کے تے کدی شہادت پاکے۔۔۔  
 یہ شہادت تہذیب و تمدن کھنڈے۔۔۔ لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلمان ہونا

## وارث شاہ و اکمال

وارث شاہ اک اک تیرناں کئی کئی شکار بردا اے۔ جے راجھا قلبوت آ  
 تے اوہ اک انسان وئی اے اوہ کواریاں وئی اے اوہ دیا ہیا وئی اے۔ اوہ  
 نیک پاک وئی اے۔ اوہ بڑا وئی اے۔ جے سیرا وئی اے۔۔۔ تے کئی پڑھائی آ  
 سستی۔ موت وئی اے تے ان تان اک عورت وئی اے۔ تے کئی پڑھائی  
 اے۔ مقابلے وچ عورتاں دے تعلق وئی مفاظ بن کے۔ ساڈے سامنے کوہنیاں

## سہتی بطور عورت

نویں راجھنی دے جھانکاراں دے مارے، آج عورت دی جس آزادی وئی  
 لبات کر دے نہیں تھک دے اوس توں بہتر آزادی تے عورتاں دے تعلق  
 وئی مشک وارث شاہ نے بہت سہتی دے روپ وچ کوئی سواد کوہنیاں

پہلاں کر کے رکھا دئی سی۔ عارخانہ رنگے دی روزانہ راجھا جدوں گوہر مقصود نوں  
 ماسل کرن لئی سر رتھ دی باڑی لاند اے تاں مدت اوہدے سامنے کھلوتی اوہدے  
 نال دوکھاں کرن لئی ہر ویلے تیار نظر آؤندی اے۔ اوہ اے سہتی۔۔۔  
 لیکن نال ای نال وارث شاہ نے قصے نوں مچھواں تے ہمہ گیر بنان لئی راجھے  
 نوں مرداں دا نمائندہ تے سہتی نوں زنانیاں دی نمائندہ بنا کے عورتاں تے  
 مرداں دا جہڑا ٹاٹرا پیش کیتا اے۔ اوہ صرف پنجابی ادب وچ ہیرو وارث شاہ  
 دا ای حصہ اے۔

## پنجابی ادب دا اک وڈا اعتراف

۱۱۸۰ء دا سماں سامنے رکھدیاں جے کسے ہور زبان دے ادب وچ  
 بھاتی ماریے تاں عورتاں دے حقوق لئی جد جنگ جہڑی ہیرو وارث شاہ وچ مل  
 ئی اے۔ کسے ہور ادب وچ ایس سچ وچ نال تاں اک پاسے اڈتوں اڈدا وچور  
 - اہی نظر نہیں آدے گا۔ وارث شاہ نے پہلاں ہیرو دے روپ وچ عورتاں دی  
 نمائندگی کراندیاں کر دیاں نوں یاد بارے اپنی پسند دے اظہار دا بندھواں موقع دتاتے  
 فیروہنوں المیہ دارنگ دے کے معاملے دی سنگینی نوں ہور اگھیر دتا۔ بعد وچ  
 سہتی توں عورتاں دی نمائندگی کرانی تے مرد عورت دا ٹاٹرا کر کے دستیا۔  
 ایس موضوع نوں وارث شاہ نے اپنی اہمیت کیوں دتی۔ ۶ ایس لئی  
 کہ ایہی دوہستیاں تالیق فطرت دا شاہکار نیں۔ اہناں نال ای ایہہ دُنیا تے  
 کائنات پیدای اے۔ بقول اقبالؒ

سی کوکب کی تابانی سے ہے تیرا جہاں روشن

زوال آدمِ خاکِ - زیاں تیرا ہے یا میرا

ہیرو کردار صرف شادی و یاد بارے عورتاں دی نمائندگی کر دا اے۔  
 لیکن سہتی دا کردار عورتاں دے ہر قسم دے حق حقوق دا محافظ تے پاکھی (حالی)

اسے یہ کہ جوگی یعنی راجھا مرداں دے نام تے خاص حقوق لئی نمانندہ بن کے  
مقابلہ کر دیا اے۔ وارث شاد نے کسی کوشش کیستی اے کہ دو تہاں دھراں  
رے وصف تے حقوق زیادہ تر اوہ ہی دئے جان جہڑے اسلامی شریعت تے  
قرآن حدیث دی رو مال دھکویں تے جائز نیس، مرداں تے عورتاں بارے اہ  
بحث جے صرف سہتی تے جوگی والے ہتے نوں سامنے رکھیں تاں قریباً ستر  
نئی نسخیاں آتے جیہی ہوں اے جس وچ قرآن، حدیث، تفسیر، فقہ، فلسفہ،  
تاریخ اسلام، مالی تاریخ تے نالے برصغیر ذی تاریخ دے توالے مال نقل گھل  
بات مل دی اے

## مرد تے عورت دا ٹاکرا

نوں دے طور تے میں مرداں تے زنانیاں بارے دو طرفہ دھاراں دی  
دس پارہیاں ذرا دھیان کرو :-

### سہ سہتی :-

دل بنان سردار ہے کدھ اچھل دن گدھی جے جو وفادار ناہیں  
ناز بنان جے کھیتی ؛ پنچہ جیہی گدھا مرد جو عقل دا یار ناہیں  
بناں آدمیت نہ انسان بنا پے بناں آب قائل تلوار ناہیں  
شرم باجھو پنچیاں ؛ بناں عمل دا اسی صلب باجھو فوجاں ؛ ہر جازا ناہیں  
وارث دن فقیر تلوار ٹوٹا اپارے تھون کسے دے یار ناہیں

### جوگی (راجھا)

مرد کم تے نقد بن سہتی ؛ ران رستناں نیک کمائیاں دیاں  
تیس ایس جہان وچ ہو رہیاں پنچ سیراں گھٹ دھڑوا یاں دیاں

مردہن جہاں جوہلیاں دے زناں بیڑیاں ؛ میں بریا نیاں دیاں

ماں باپ و انام ناموس ڈوبن پشائ لادٹن بھلیاں بھیاں دیاں  
 ہڈ ماس حرام سداں کپن اد کھاریاں ہسین قصائیاں دیاں  
 لبیاں لیندیاں ماساں کردہین دارھی جوئی نیچیاں مٹان لیاں دیاں  
سہتی :-

بے شرم دی چھ جوئی پوچھ پئی جوئی منجراں بیت میاں دھائیاں دیاں  
 جہڑیاں سوچ اجاڑوچ و تاک خچر قدرن ود کیہ جانڈیاں دائیاں دیاں  
 اہ عشق کیہ جان دے پاک چو بر خبراں جان دے روٹیاں دھائیاں دیاں  
 وارث شاد نہ بیٹیاں جنھاں بنیاں قدران جان دے نہیں جوئیاں دیاں  
جوگی :-

کہیاں آن پنجائتاں بوڑیاں میں میں رن نوں یوڑنی جان دے ہاں  
 نوک جاگدے مہرایاں نال پرچن اسیں خواب اندر نومباں مان دے ہاں  
 زناں گرن ودھایا جوج والا اسیں پلک وچ صاف کر جان دے ہاں  
سہتی :-

مرد باجھ مہری کسے کم تاہیں ویر مہری جوگی کیوں چا یا ای ؟  
 زناں باجھ توں دس کھاں کوئی کیوں بوزنگ جہان بستا یا ای ؟  
 کیسا اپنے نور کھتیں توں پیدا اہ وی تریتاں باجھ نہ آیا ای ؟  
 ہو یا ختم ہے او بیار انبیاء دا اہدے حق نولاگ فرمایا ای ؟  
جوگی :-

ختم ناں برابری کرے عورت بھلے مرد نوں ادبے غیریاں نیں  
 وارث شاہ اسان نال جاوواں دے کئی رانیاں کیتیاں چیریاں نیں  
سہتی :-

اساں جاوڑے گھول کے سب پیتے کراں باورے جاوواں وایاں نوں  
 ایے بھون جے کیتے چاگھوڑے نہیں جان دا اسان دے چالیاں نوں

جوگی :-

کریں نراں سے نال برابری توں تساں وچ کیتھ بھدیاں نہیں  
 مددھن آدوں رتاں دا نام بُرا کدوں کیتیاں کسے وفاٹیاں نہیں  
 مردھا وچہرے ہی نیکیاں دے صورت رن دی مسک موقوف ہے نہیں  
 مرد عام فاضل اسل قابل کسے رن نوں کون وقوف ہے نہیں  
 صبر فرن ہے تیاں نیک مرداں ایتھے صبری واک معطوف ہے نہیں  
 دفتر کفریب تے چڑوازی ایہناں لپنیاں وچ موقوف ہے نہیں  
 رن ریشمی کپڑا نغ مسئلے مرد جوڑوتی دار موصوف ہے نہیں  
 وارث شاد و باقی مرد میداتے رن مسواک رانوف ہے نہیں

سہتی :-

کنجھ سہ لی جو غیر توں با بچھ ہوئے بھا بڑا پناں اشکان ہووے  
 چاکر عورتاں سدا بے سذر ہوون اُتے آدمی بے نقصان ہوئے

جوگی :-

کار ساز ہے رب اتے پیر، دولت سب منساں پیت دے کارنے نہیں  
 نیک مرد تے نیک ہی ہوئے عورت ایہناں دوہاں دے کم سنوائتے نہیں  
 بیٹ واسطے فقہر تسلیم توڑن، سمجھ لے ادرتے وارنے نہیں  
 یس زمین نوں واپند امک نکاتے ہو پے وڈ کارنے نہیں  
 کابو ہورتے راہک ہو، امدے رنناوند ہو، دم ہوناں مارنے نہیں

سہتی :-

پھیڑناں ان بھیڑ مجھا وناں یں سیکاں ننگ تے سال سڑیاں لے  
 یں بیٹیاں ننگ پٹیاں ناک پارے جھنھاں تھبھوٹیاں دے  
 ایس تھبھوٹیاں دی نقل کوادینے سانوں لا بھیجھوٹ ڈاونا یں

اساں بلغم باغور دادین کھوہیا وارث شاہ توں کولن سارناریں  
 جہڑیاں لین اڈاریاں نال بازاں اڈا لیاں تھک مریدیاں تیں  
 اہناں بنیاں دی عمر ہو چکی پانی شیر دی جوہ جو پیندیاں تیں  
 تھوڑیاں کرن سہاگیاں او آساں بڑیاں سارواں نال منکیندیاں تیں  
 ن مال دینے لک گنجری نوں پر دلوں محبوب نہ تھیندیاں تیں  
 اک دن کیریاں جان گیاں جاگیاں تے پانی سیج جو نیت پڑھیندیاں تیں  
 سہتی کجے آکھدی چھڈ جتا سبھ کھوہ نوالیاں سٹیاں تیں  
 جو سبھ ذاتاں ٹھگ کھاہدیاں تیں پر ایس دیرے وچ جٹیاں تیں

جوگی :-

اساں اتنی گل معلوم کیستی اہ جٹیاں نلک دیاں ڈٹیاں تیں  
 ڈوماں راولاں کٹیاں جٹیاں دیاں جھبھاں دھروں شیطاں نے چٹیاں تیں  
 پولے ڈھڈتے عقل دی مار بوہتی چھاہ پین تر پیاں کٹیاں تیں  
 نہنھاں ڈٹیاں پائیلے سر پیاں پائیاں تہاں دیاں مول نہ سٹیاں تیں  
 نالے ڈھڈھنر کن نالے دھوڑ کن ہتے چاٹیاں کٹیاں کتیاں تیں  
 اہ مثل مشہور جہاں اندر جٹی چارے ای تھوک سوار دی اے  
 ان تندی چھاتی تے بال لہڑے، چڑیاں ہا کرے لیلٹ چار دی اے  
 بنو جھڑے فقیراں دے نال لڑوی گھر سا بھدی لوکاں نوں مار دی اے

سہتی :-

گورواں دے وں نہیں پہنچ او تھے جتھے عفاں ساڈیاں ڈوڑیاں تیں  
 جن بھوت تے دیو دی عقل جاوے جدوں مار کے اٹھے چھوڑیاں تیں  
 بمبالی تیں ہاں گہ سے دی اڑی بڈھی ایس رتاں دی چنچل اڑیاں ہاں  
 ادا مارا ایس جہاں تازہ ایس روزیشاق دیاں ہارماں ہاں  
 بے موفد دی پھیرنی چھوہ رہیا ایس رتاں دی چنچل ہارماں ہاں

جے اہ گندیاں وچ بے پردہ و اسیں بانکیاں خچریاں ڈاریاں ہاں  
 مرننگ محل میں عشرتاں بے اسیں ذوق تے منے دیاں مازیاں ہاں  
 ایس چاک دی کیا مجال ہے نیں راجے بھوج تھیں اسیں نہ ہاریاں ہاں  
 اہ آپ نوں تجیل سداوندا اے اسیں نراں دے نال یاں ناریاں ہاں  
 وارث شاہ وچ حق سفید پوشاں اسیں ہولی دیاں رنگ پچکا ریاں ہاں

جوگی :-

حدوں نلتی پیدا کیتی رب سچے بندیاں واسطے کہتے میں سب پارے  
 زمان پھوکرے، جن شیطان راول کتا، بگڑی، بگڑی، او نٹھ سارے  
 ایہا مول نسا دراہوئے پیدا جنھاں سمجھ ہی جگت دے مول مارے  
 آدم کڈھ بہشت تھیں خوار کیتا اد ڈاٹھاں دھووں ہی کرن کارے  
 ایہہ کرن فقیر چاراجیاں نوں ایہناں دانے تے راجے نیں سمجھ مارے  
 وارث شاہ جو ہنر سمجھ وچ مرداں آتے ہرہاں وچ نیں عیب بچاے

سہتی :-

ستی آکھیا پیٹ نے خوار کیتا تنگ کھا کے بہشت تھیں کڈھیاں  
 آئی میل تاں جنتوں توں ملے دھکے رتا آس اُمید دا وڈھیاں  
 آکھ بے فرشتے کتا دانہ، نہیں کھا وناں حکم کر چھڈیا ان  
 اہ دیکھ شیطان مردود ہو یا نام زتاں دا برا کر چھڈیا ان  
 مرد جو جھوٹے تے ٹھگ جو ایسے نیں ساٹھ بریاں دایرہاں تے لہیا ای  
 وارث ایہہ تریتاں خوان رحمت پیدا جنھاں جہاں کر چھڈیا ای

جوگی :-

زناں دھنرے نال کیہ بگھا کو تارا بے بھوہ نوں دین لگامیاں نیں  
 کرکپ تے نال سلوا ہنے دے دیکھ وناں نے کیتیاں خاصیاں نیں

جس مردنوں شرم نہ ہونے غیبت وں مردوں چٹیاں تو ہوں  
گھر و سدے عورتاں نال سو مندے شرم ویدتے شردیاں بیواں میں  
اک حال وجہ مست گھر بار اندر آگ با شکار وین کھیواں میں  
وارث شاہ یادے نال زان کھیں نال زمین مے بیٹوں میں

جوگی :-

وفادار نہ رہن بہان اُتے لاری شیردے نک وج نہ نہ ناہیں  
گدھا نہیں کو لہہ مکھٹ تو چہ اُتے شریاں دنی کافی کتھ ناہیں  
یاری سو ہندی نہیں سو ہانناں توں ہندی دن توں سو ہندی نہ کھ ناہیں

سہتی :-

میاں ترمیاں نال ویاہ سوہن اُتے مرن مے سو ہندے وین میاں  
گھر بار وی زیب تے مہین زینت نال ترمیاں ساک تے سین میاں  
ایہ ترمیاں سچ دیاں وارثی بن تے دلاں دیاں دین تے سین میاں  
وارث شاہ اہ جوڑناں جوڑیاں میں اُتے ہر ہاں ہر ہاں مہن میاں

میر

شیطان دیاں امیں اُستاد رتاں کوئی آخان مکر پھیناے میں  
بلغ جانداں اسان نہ سو ہنداں پاں کوں یارنوں گھرں بیاے میں

اُپر لے صفحیاں وج مرداں تے عورتاں بارے وارث شاہ دی گل بات برے  
ای اختصار نال پیش کیسی گئی مے تفصیل دے رکھیواں میر و مطالعہ کر سکدے میں  
تو شہوت تو امیش منداں نوں اپنے پھل کلیاں انی کافی میں۔ اک گل وارث شاہ  
نے بڑی نوکیلی تے اچھی کیسی اے جس ول ساڈا دھیان عام کر کے نہیں جاندا۔  
اود گل اے انسانی پیدائش دنی جس وج انسان (مرا) نوں مرکزی کردار دسیاے۔



تے باقی سب کردار اطرافی کردار میں۔ جیوں را کجھا آہندا اے۔  
 جدوں خلق کیتی پیدار بچے بندیاں واسطے کیتے میں سب اپنا  
 زناں پھوکرے جن شیطان راول کتا کلاڑی بکری اُونٹھ سارے

## مرد۔ کائنات و مرکزی کردار

کتاباں وچ آوند اک آدم علیہ السلام جدوں سوں کے اُنھے تاں ادبناں والی خوا  
 نوں اپنے کول کھلتیاں دیکھیا تے بڑے خوش ہوئے یعنی اپنے ہتھ نبل جہر جسے انسان  
 نوں پیدا فرمایا۔ اوہ آدم — مرد سی تے اوس نوں پلاں یا بعد وچ اپنی قدرت  
 دے تقاضیاں نوں سامنے رکھ کے مرد دی ضرورت تے خوشی کارن اسٹاپاک نے  
 دو بیاں چیزاں پیدا فرمایاں۔ جنھاں وچ مانی خوا تے خواجائیاں) تے دنیا دی  
 ہر شے شامل اے۔ ایہ کائنات، ایہ چند سورج، ایہ تارے، ایہ زمین، اسماں  
 ایہ ہوا، اگ پانی وغیرہ۔ غرض ہر مخلوق جاندار تے بے جان سمجھدار تے بے سمجھ نہر  
 تے صرف انسان واسطے بنائی اے۔ یعنی مرد واسطے لیکن چونکہ مرد تے عورت دا چول  
 دامن، اسائنہ اے۔ ایس لی مرداں نال عورتاں نوں ذی ان لگدے شرف تے  
 وڈائی توں مشرف فرمایا۔

ذَانُ مَوْجِبِ السَّجْدِ قَوَامُونَ عَلَى النِّسَاءِ۔ مرد عورتاں دے  
 حاکم نہیں۔ پر ایہ مسئلہ صرف میاں بیوی دی حد تک اے۔ جتھے عورت ماں اے  
 اوتھے اوہ دار بہ باپ توں ودھ اے۔ حدیث شریف مَوْجِبِ مَاں دے پیراں  
 یعنی جنت اے۔ یعنی مرتبے موجب جہڑی کسر بطور بیوی عورت نوں لگدی سی۔  
 اوہ بطور والدہ پوری ہوجانی اے۔ ایس دے باوجود حدیث شریف وچ  
 آیا اے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ میں معاف دی رات عورتاں نوں زیادہ کھتی وچ  
 دوزخ وچ دیکھیا۔ عورت فطری طور تے کمزور اے۔ تلمے حضرت لکھد یعنی  
 قرآن موجب مرداں دی کھیتی اے۔ تے کھیتی ذراں قبضہ ہندی اے۔ جہڑا  
 کھیتی اُپر قابض ہو جائے۔ اوہ اوسنوں واد کا خدا اے۔ جائز یا ناجائز والی  
 گل دا فیصلہ بعد دا معاملہ اے۔ تے عورتاں دے فیصلے توں کون اتار کر سکدا

اے؟ دعا اے کہ اللہ تعالیٰ ہر اک دانگ پردہ رکھنے۔ آمین!

تاریخ تے دینی کتاباں توں ایہہ ثابت اے کہ کوئی عورت پنجمبر نہیں بنانی تھی۔ اہ کم صرف مرداں نوں ای سونپیا گیا۔ تے اوہناں اللہ ری مہربانی نال سوہنا کر کے نبھایا۔ اہدی وجہ وی شاید ایہو اے کہ عورت کسے مرد دے زیر سایہ تے زیر کفالت ہندی اے۔ دوجے لفظاں وچ اہ کفالتی محتاج ہندی اے۔ ایس کر کے اللہ پاک نے اہی ہستی بہڑی خیراً دوجیاں ری محتاج ہووے انہوں پینا مہری واسطے مکلف نہیں ٹھہرایا اک ہو روڈی کمزوری عورت دی اوہ اے جس ول وارث شاہ نے کھلے لفظاں وچ اشارہ کیتا اے یعنی وارث شاہ جان زن مہربان ہووے۔

ایس مصرعے نوں فحاشی دا ترجمان کہہ کے بندنا اپنی تھاں اچھی گل اے۔ غیر مسلم حضرات انہوں "اشلیتا" وچ گن دے نیس۔ پر شرع وچ کاہدی ٹرم؟ حقیقت اہ وے کہ عورت کول ہندا ای کچھ نہیں کہ اُد کسے نوں عطا کر سکے کیوں جے اہ دوجیاں دے زیر کفالت ہندی اے۔ تے شادی توں بعد وی ہدی کفالت دا ذمہ شریعت نے مرد اتے رکھیا اے۔ دوجی گل ایہہ پئی۔ "حَرْثٌ لِّكُلِّ" ہوں وجہوں اہ اپنا بدن کسے دے عوالے کر سکدی اے۔ بظاہر اہ اوہدی مہربانی تے عطا دا ثبوت اے۔ پر (وارث شاہ موجب) حقیقت وچ اہ کچھ لیندی اے۔ دیندی نہیں کیوں جے ٹھوٹھے وچ پیاں کچھ نہیں ہندا۔ تے فیہ ابر نیساں "دا صدقہ اک گوہر پیدا ہندا اے۔ وڈمنا گوہر۔ گویا عورت دے کچھ نہیں سکدی۔ البتہ کسے شے دے حصول دا وسیلہ ضرور بن سکدی اے۔ گویا عورت دی مہربانی وہی اک طراں دا اٹھیا لے جس ول وارث شاہ نے اشارہ کیتا اے سو عورت نوں شریعت نے جو حق حقوق دئے نیس وہناں دے اندر رہندیاں عورتاں نال ورت ورتارا کرنا چاہیدا اے۔

حضور علیہ السلام دائری عورت بارے ارشاد اے کہ اوہمنوں پیار  
 نال ای سمجھاؤ۔ جے مارکٹ کے بدھا کرن دی کوشش کرو گے تاں ہو سکد اے  
 کہ اہٹ جائے۔ کیوں جے اہ فطرتاً وئیں ہندی اے تے اوہدی پیدائش پسلی  
 توں ہونی اے۔ صحابہ نے منہ در مطلب پچھیا۔ تاں آپ سوران فرمایا: "طلاق"  
 یعنی سختی کرو گے تاں عورت تہانوں چھڈ جائے گی۔ موقعے دی مناسبت نال  
 عورت تے مرد بارے راقم اپنی اک اردو نظم دے ربیہ اے۔ شاید ایہہ وی مسئلہ  
 حل کرن وج کجھ مددگار ثابت ہووے۔

## مرد و زن کی تمثیل

مرد و زن کی سے تمثیل ایسے  
 کہ جیسے ہے ثوب اور ٹائر کا رشتہ

قبیل آئی ہے ایک ہی پیر بھی حق نے  
 بناوٹیں دونوں کی ہے فرق رکھا

یہ نازک تیریں سے تو وہ سخت تر ہے  
 زجاج ایک ہے دوسرا سنگِ خارہ

مساوات ہے ان میں ایسی کہ دونوں  
 میں نقطہ پر کار انسانیت کا

ہے باہم و ہمدان کا مازوم و لازم  
 کہ چاہے ہر اک دوسرے کا سہارا

جو دی برتری مرد کو تو انہوں نے  
 اسے کوئی انسان نہیں جھین سکتا

برابر اگر مرد کے ہوتی عورت  
 نبوت سے بہرہ ضرور اس کو ملتا

یہ انصاف ہے مساوات کوئی  
 اگر کام میں ایک سے دوسرے کا

وارث شاہ نے جوگی تے سہتی دے مکالمیاں راہیں پوری انسانی زندگی  
نوں (DISCUSS) کر کے رکھ دتا اے۔ عارفانہ رنگ موجب سہتی موت لے  
نے موت انسان نوں اپنی موت دا چبنا کراندی رہندی اے مثلاً اہ کندی اے

۱- میرے ہجر نوندے تیرا یوں توٹن کوئی مارے گا مال نہیں دے

اسیں گھڑیلے وانگ قلبوت موحی کریں چاؤں نال توں رہا پالے

مارا ک پیپر تے دند بھنوں سوار اوسی چہلیاں بھلیاں دے

وارث بدتے کھاٹ وانگ گھڑی ایں نال کتیاں ملیاں کھلیاں دے

۲- مارہلیاں تے نکال بھین سٹاں پھرے ڈھونڈہ اکاٹھ کھوریاں نیں

پرا بھیا موت توں نہیں ڈردا۔ کیوں جے اوہنوں "بیر ذی تلاش لے

تاں جے اہ" ایمان دی دولت کھٹ کے مرے یا اوہدے حصول دی کوشش

وجہ مرے شہید دا مرتبہ پایا جائے۔ محبوب ولوں منہ موڑ کے مرنا ڈرا کلاں

ہار تے بھٹکل مو کے مرن برابر اے تے راجھا اپنا سب کچھ گوا سکدا اے

پر محبوب نوں گنوانا اوہدے لئی ناممکن اے۔ سو وارث شاہ مرحوم دی

ہشیاری دکھیو کہ اوہ کیوں اسلام، تصوف، عقل تے تاریخی سچائیاں

پیش کر رہیا اے

## اسلام بارے گلاں باتاں

(۱) خیر دتیاں زرق نہ ہووے تھوڑا۔ بول تھڑے نہ چنے گار دے نیں

(۲) جہیا کرے کوئی تہا پاؤندا ای سچے وعدے پروردگار۔ دے نیں

(۳) ایوی ماری دا جاو سیں ایں پنڈوں جوں کساک کفر ہے بانگ کوہوں

(۴) زناں کرن و دہا یا جوج دا اسیں پلک ج صاف کر جان دے آن

(یا جوج ماجوج دا ذکر قرآن دی سورہ کہف وج آوتدا لے

(۵) کیسا اپنے نور توں نور پیدا اوہوی زیمساں نا جہ نہ آیا ای

ہو یا ختم ہے اولیاء انبیاء را اوہدے حتی لولاک فرمایا ای

عزرائیل سیکھ قلم لے دیکھد اے تیرا نام ایس جب توں چھینے توں (۶)

وارث شاہ میاں روز حشرے نوں انت روئیں گی لیکھا نیکھنے توں

فقر اصل اللہ دی سسین مورت اگے ربدے جھوٹک نہ بویسے یمن (۷)

سُن سہتے ایس ہاں ناگ کالے بڑھ سیفیاں زہد کماونے آں (۸)

سنے تسمیہ تریہ انعامی سورۃ جہاں ویہ دیاں پت دکھانے آں

کر و مہربانی ودھو فقر سائیں تہاڑی مدد توں رب رسول ہے جی (۹)

میرے ویہ وے نال ہے ویہ اسد جہیا کافراں نال رسول ہے جی

من تخذ ضجک نعم ہویا گل فقر دی توں نایس ہسینے یس (۱۰)

جہدے حکم و حج جان تے ال ہوجے اوس رب توں کاسنوں بھجے یس (۱۱)

وارث شاہ کر بندگی رب دی توں جس واسطے رب بنایا ایس (۱۲)

(وَمَا خَلَقْنَا الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوا -

[اساں جتاں تے انساناں نوں بندگی کارن پیدا فرمایا۔ (قرآن)]

## اسلامی اصطلاحواں تارخ تے تہذیب دے حوالے

اد حوالے پوری بیرو ج موتیاں ہار کھلے پئے نیس۔ ونکی طور کچھ مضرے

حاضر نیس :-

بہج و سدیاں جیڈ نہ بھلا کوئی بڑا نہیں جے کم فنور بہیا

فتہ نقل توں وی زاید بھیرا اے۔ (قرآن)

رنا اللہ دی تے ہے حکم قطعی کوہ قطب کعبہ معمول ناہیں

حکم نال حدیث دے ہونا ایس سو دا اردو اسایاں ببول ناہیں

پڑھ چھوئے جے کلام سہلی جڑا جن تے بھوت دی پٹے نیس

گھروں کدھیا عقل شعور گیا آدم جنتوں کدھ حیران کیستا

سجدے واسطے عرشِ نون ملے جھٹکتے جویں رب نے تو شیطان کیسا  
 شدا و بہشتے غلبے رہیا باہر فرود مچھر پریشان کیسا  
 وارث شاہ حیران ہو رہا جوگی جویں نوح حیران طوفان کیسا  
 دستگیر و اتقادی سدا ہے نے فرید ہے بہشت عباسیاں دا  
 ہمت سید بلال جلالیاں داتے اویس قرنی کنگے کھاسیاں دا  
 شیخ طاہر ہے پیر جو موچیاں دا شمشیر پیر سنیا ریاں چاسیاں دا  
 خواجہ خضر ہے پیر مہانیاں دا نقشیند منگلاں چغتاسیاں دا  
 سحنی سرور بھائیوں سپہ کمان دا لال بیگ ہے چوڑیاں خاصاں دا  
 قدرت تیسٹ ہے پیر جلاسیاں داتے شیطان ہے پیر مہاسیاں دا  
 جویں حاجی کلمو گھمیا رمتن شاہ علی ہے رافضیاں خاصیاں دا  
 سلیمان پارس پیر نائیاں دا علی رنگریز لکار درزا سپاں دا  
 حنوتیلی جویں پیر ہے تیلیاں دا سلیمان ہے جن بھوتا سیاں دا  
 عشق پیر ہے عاشقاں ساریاں داتے داؤد ہے زرد نواسیاں دا  
 وارث شاہ جوں رام ہے بندواں داتے رحمان ہے مومن خاصیاں دا

## پنجاب دی تاریخ دا اک حوالہ

میر سہتی نون جوگی نال لڑائی وڈن توں منع کر دی اے۔ اوس  
 بندوج وارث شاہ اک مصرعہ انج لکھدا اے :-

احمد شاہ از غیب تھیں آن پوسی رب رکھ جنڈیالے نون جاسی آئیں  
 ہندوستان | مشروع شروع وچ جدوں پاکستان بنیا راقم دے والدین جنڈیالہ شیرخان  
 دے لاکھ پنڈ کزیاں کماں وچ آن وے۔ ایس طرحاں راقم نون جنڈیالہ شیرخان دے  
 نڈل سکول (انج کل ہائی اسکول) وچ آٹھویں جماعت تک تعلیم دا شرف حاصل لے  
 روز جنڈیالے جانا۔ تے جدوں دل کیسا وارث شاہ دے مزار آتے حاضر ہو کے فاتحہ

دی پڑھی تے اے او سناں دے (اوس سسے والے) اوارے سر بانے لگے ہن لے  
 پتر دی کھانے پتہ لگا اے کہ دو بے بی زسانی پتر کھاندے ہندے سں۔ جیوس  
 تنویر بخاری نے وی اک جگہ اپنے ہتھیں "دھانی پتر کھان" لکھیا اے۔ پڑھیں  
 کن کے ڈھانی پتر کدی نہیں سی سہدے۔ کیوں جے مینوں پتہ ای نہیں سی کہ زہالی  
 پتہ کھانے پابیدے نیں۔ البتہ میرا معمول ایہہ ہند اسی کہ میں تازہ پھسلاں ڈونیاں  
 دے (بناں گنتی) کسی پتر کھا جانداں تے دل اتن خیال ایہہ ہن کہ شاید مینوں  
 اللہ تعالیٰ نازک کردنیاں ہارنٹیف ظلم ناں نوازے بہر وارث شاہ دے نازاں  
 رنگ بارے لکھن توں کچھ عرصہ پہلاں مینوں اک خواب وچ کچھ اشارہ ملیا سی۔  
 جدھا مطلب میں ایہہ کڈنیا کہ انشاء اللہ میں پیر دی عارفانہ سن لکھن  
 دائرتہ پاواں کا۔

ایس تمہید دا مطلب ایہہ مسناں کہ جنڈیاں شیرناں جڑیاں تے  
 دا بند اے میرا سکول بند سی، اوس سسے میں کچھ پڑھنے و پڑھنے پڑھاں  
 وچوں اک گولوں آپر دے مصرے وی تشریح اپنے کتھیں نہی سی، اوہ بڑا  
 فرماندے سں کہ وارث شاہ دے سسے اندر اک واری بنو مسلم یا سکھ مسلم  
 فساد دا خطرہ پیدا ہو گیا جہدنا کڑھ جنڈیاں شیرناں میں لگا سی، کسی  
 دن تک اک پاسے غیر مسلم حضرات تے دو بے پاسے مسلم حضرات جھیاں  
 دی ٹھیل وچ اکٹھے بند رہے تے اوس وقت دے اڈکیوان کن بڑا  
 فیصلہ کن جنگ واسطے مقرر کیا گیا سی، دونوں دھراں پورن تیار ہی وچ  
 سں۔ جے تواریک ک پیندیاں جنڈیاں دی اٹھناں اٹھ وچ جانی سی۔  
 یعنی میدان جنگ ہون پارن جنڈیاں دی تباہی لازمی سی، بہر جانی  
 قدرت کہ احمد شاہ ابدالی توں ایس فتنے باسے پتہ لگ کیا جہدنی فوج  
 غالباً ایسوں لکھ رہی سی، چنانچہ اوہ جنڈیاں ول اچاناں و دھیا  
 تے غیر مسلم فوجیاں نوں پتہ لگاتاں اوہ بنک بھڑن توں پہلاں ای تشریح

ہو گئیاں۔ تے انج جنڈیالہ شیرخاں تباد ہندا ہندارہ گیا۔ جس دا ذکر وارث شاہ  
ایس مصرعے وچ کیتا اے۔

تاریخی کاغذ نامی میں ایس واقعے دی پڑتال کیتی تاں پتہ لگا کہ احمد شاہ درانی  
یا احمد شاہ ابدالی داسماں ۱۷۲۴ء تا ۱۷۷۳ء، مطابق ۱۱۸۴ھ تک اے۔  
۱۱۶۰ھ / ۱۷۴۶ء وچ نادر شاہ درانی قتل ہوئے احمد شاہ درانی دالقب خلیفہ  
کر کے قندھار وچ اپنی بادشاہت اختیار کر لئی۔ تے احمد شاہ درانی یا ابدالی مشہور  
ہوئے۔ احمد شاہ درانی نے ۱۷۴۳ء تا ۱۷۶۹ء، ۱۱۸۰ھ دے دوران ہندوستان  
اتے نو حملے کیتے۔ اُہری وفات ۱۷۷۳ء / ۱۱۸۴ھ وچ ہوئی۔ وارث شاہ نے  
ہیہ دالکھت سن ۱۱۸۰ھ دسیا اے۔ تے احمد شاہ نے ۱۱۸۰ھ وچ نو اے تے  
آخری حملہ کیتا۔ وارث شاہ نے جنڈیالہ شیرخاں بارے جہڑا مصرعہ لکھیا اے معلوم  
ہندا اے کہ ایہ مصرعہ ایویں نہیں لکھیا۔ بلکہ ادا واقعی کوئی کچھو کڑی تے جہڑا  
واقعہ میں آپہ بیان کیتا اے۔ یقیناً اود واقعہ ۱۱۸۰ھ دے لاگے یا ۱۱۸۰ھ  
دا پریا سی۔ جہدے جیم ریگوار خود وارث شاہ سن۔ ہو سکدا اے کہ ایہہ واقعہ  
۱۱۸۰ھ توں پہلاں دا پریا ہووے تے وارث شاہ نے اوہد اندر کر دتا  
ہووے۔ یرگل سنان والے بزرگ نے واقعہ انج بیانیا سی جویں وارث شاہ  
نے ایہہ واقعہ ہون توں پہلاں ای ایہنوں کشف دے طور تے ہیر وچ لکھ دتا  
تے اصل واقعہ کچھ عرصہ (چنہ مہے یا مہیے) بعد (بطور پیشین گوئی) دا پریا۔  
جس توں وارث شاہ دی بزرگی ظاہر کرنا مقصود سی۔

ویسے مصرعے ول گوہ کریے تاں پتہ لگدا اے کہ ایہہ واقعہ وارث شاہ  
نے کشف دے طور تے ای لکھیا سی۔ کیوں جے "آن پرسی" فعل مستقبل ری

انج حوالے سی دیکھو اردو دارالعلوم معارف اسلامیہ لاہور جلد نمبر ۲ ص ۳۱ - ۳۲



نشان دہی کر دیا ہے۔ تے "جاسی آنی" وج وی مستقبل دا جملکارا پکی پیدی گل  
 اے تے ایس پورے بند وج ہیر سہتی نوں فقیر نال جھیرا کرن توں روک دی  
 اے تاں جے کہ صرف کوئی مصیبت نہ بن جاوے۔ اہ وی مستقبل نال متعلق  
 اے۔ لہذا کشف والی گل زیادہ دل نوں لگدی اے۔ تے بزرگاں نوں کشف پور  
 جانا کوئی وڈی گل نہیں نالے وارث شاہ موجب ہیر ملکہ ہانس وج لکھی گئی۔  
 ملکہ ہانس وج بیٹھیاں جنڈیا لے دی برادی بارے شاد صاحب نوں کشف  
 ہو گیا ہووے گا۔ تے نال ای احمد شاہ دا بچ پینا جس وجہوں اوڑک بچ بچا  
 ہوں دی خوش خبری لکھی تے وارث شاہ نے مصرعہ سدھ کر دتا۔ و ا ا ا  
 اعلم بالصواب۔

## اک ہور مصرعے دی وضاحت

جدوں سہتی تے ہیرا کو بکو ہو جانداں نیں۔ تے سہتی اپنی ماں آگے ہیر نوں باہ  
 جان ہی اجازت دین بارے سفارش کردی اے۔ و تھے وارث شاہ نے بطور شاعران  
 بند اچ آکھیا اے۔

دیکھو ماں نوں دہی ولاؤندی اے کہہیاں پھوکیاں رمتیاں لاؤندی اے  
 تلی ہیٹھ انکار نکاؤندی اے اتوں بہت پیار کراؤندی اے  
 شیخ سعدی دے فلک نوں خبر ناپی جیکوں روکے فنڈ چلاؤندی اے  
 آخری مصرعے وج وارث شاہ نے اک واقعے دل اشارہ کیتا اے جہڑا شیخ سعدی نال  
 واپریا سی۔ گل اچ ہوئی کہ شیخ سعدی کہ صرفے چار سے سن۔ اک چند مقام کیتا۔

نوروز مارمہ دی مشنوں دے...  
 ملے میں ایہ کہانی اپنے دادا ڈاکٹر رستم اللہ ترمذی کو لکھی تھی۔  
 سکرا اے کہ بیان وچ آئی وہیہ دا فرق رہ گیا ہووے۔ بہ حال...  
 ا قدر آتی تھی...

اوتھے وی اک زانی نے چھپا۔ شیخ صاحب! بخل و ج کبھی اسے؟ شیخ ہوراں بڑے  
 مان ناں آکھیا، ایہہ زانیاں دے مکہاں بارے کتاب اے۔ اوہنے کہیا پڑھ  
 کے سناؤ۔ شیخ ہوراں ناں کہتی۔ زانی نوں عورت ذات بارے کتاب لکھن دا  
 بڑا عقتہ آیا۔ اوہنے دل ورج دھارسی کہ میں آج اسنوں ضرور سزا دیاں گی۔ تے  
 ناے کتاب لکھن توں منع کراں گی۔ چنانچہ اوہنے شیخ ہوراں دی روٹی ورجی۔  
 بڑا اہتمام کیتا۔ سچ دج دے ناں زانی نے آپو وی سوہنے کپڑے پائے تے سنا  
 کیتا۔ جدوں شیخ دعوت کھان اے تے اگلی نے آپ دا استقبال کیتا۔ بندھتھاں  
 سی۔ رات دا وقت سی۔ اگے ودھ کے شیخ ہوراں نوں جھپی پائی تے ناے  
 چنچ چھاڑا پان لگ پٹی جوہیں کے زانی ناں خدا نخواستہ کوئی بندہ زبردستی چھیڑ  
 خانی کر دا ہووے۔ شیخ ہوراں شور سنیا تاں گھبرائے۔ تے آکھن لگے ایہہ کبھی؟  
 — کہیں لگی توں زانیاں دے کراں بارے جو لکھ رہیا ایں۔ میری وی اک  
 ”کرولی“ اوہدے وچ لکھ لیں۔ ”آہ“ پر لوکاں تے ہنٹے مینوں ترانتا  
 کہہنا ایں تے ہو سکدا اے کہ مار ای چھڈن۔ — ”آکھن لگی۔ اک طرح  
 گل مل سکدی اے۔ ”چھپیا۔ کیوں؟ — آکھیا۔ ”جے توں زانیاں باے  
 اہ کتاب ساڑ چھڈیں تاں میں مینوں واہرتوں بچا سکئی اں۔“ شیخ ہوراں دیکھیا  
 کہ عورت دا شور سن کے لوک ڈانکھاں تے بلماں چلی نئے آ رہے نیں۔ خطرہ محسوس  
 کردیاں شیخ صاحب نے وعدہ کیتا۔ کہ جے توں مینوں ہج دی مسیبت توں بچا  
 چھڈیں تاں میں ایہہ کتاب پارٹسٹاں گا۔“ زانی نے آکھیا۔ ”جے اہ گل  
 اے تاں ہنٹے دیکھ تماش۔“

اپنے ونا لوک نیرے ڈھک آئے سن۔ زانی نے ہن شور پان ری تھاں گل  
 لگ کے زور ناں رونا شروع کر دتا۔ جوہیں اوہ چریں دھننے پیرا مال مل کے روندی  
 ہووے تے اوہ آکھ رہی سی۔ ”ویرا توں ایساں سماں کھتے رہیوں۔ میرا جیسا  
 ای گھبلا چھڈیا۔۔۔۔۔ وغیرہ وغیرہ۔“ — لوکاں کول آکے نقشہ بدیا دیکھیا

تاں ٹھٹھمبرنے پچی ہون دی تھاں نانی لوکاں دے گل لئی۔ کہتیں کیوں  
 ڈانکاں چک کے آئے او۔ اوہناں شور دا چیتا کرایا۔ تاں کہن لگی۔ میرا  
 مھیرا کئی سالوں پھپھوں مینوں ملیا سی۔ میں اوہ دے گل لگ کے گلے شکوے  
 پئی کر دی ساں۔ چلو دفعہ ہو جاؤ۔ آگے وڈے جمانتی۔ میے۔ دالے  
 داڑھی لگونے۔ ایہہ مکر وانی (نہا جھیا کرس) ہی جس تاں  
 شیخ سعدی نوں واہ پایا۔ تے وارث شاہ نے مہدا زکریا زوری سمجھیا کہ  
 شیخ سعدی دے فالک نوں خبر نایں جیوں دے فخر بادندی سے

## اک اعتراض دا جواب

بد کون نامی سطح دا سیاا بندہ گل کر دا اے تاں اوہ اپنی گل نوں  
 اچی سچی ثابت کرن لئی عامی سطح دے واقعات دے توالے دیندے  
 تاں بے ہر قوم و ہدی گل نوں سچی تے سچی تسلیم کرے۔ وارث شاہ مہمانوں  
 جنڈیا لے دا وینک اے۔ پر مالی پدھریا اپنا سچا انسان ہون پاروں اہ  
 اپنی گل بات دی پورٹ وئی جتھے عرب۔ شام۔ مصر۔ ایران تے افغانستاں  
 وغیرہ دے ادب فلسفہ تے مذہب وغیرہ دے توالے ناں گل کر دا لے  
 او جتھے آد برصغیر دے مذہبی تاریخی تے تہذیبی حوالے ناں وئی گل کر دا لے  
 اوہ چین دا ذکر وی کر دا اے۔ پیکینگ (پکنگ) دا ذکر وئی مونسے انداز  
 ناں کر دا اے۔ دیوار قہقہہ یعنی دیوار چین وغیرہ دا وئی۔ مطلب ایہہ۔ کہ  
 وارث شاہ نے عامی سطح دی گل کہتی۔ جس و تہوں کوئی اوہوں پنجاب دا  
 بیاسپڑے کوئی ٹھہر سمجھوں تک پیا۔ پر اک گل بارے سمجھناں ہی سوچ  
 سا جھئی اے۔ یعنی ہر کوئی گنڈا اے کہ وارث میرا وارث اے۔ اہ گل وارث  
 شاد دے ہر من پیارا اپنا سچا تے نکھتا ہون دا ہون دا وڑا ثبوت اے۔ یہ ٹھہر  
 تنگ نظر وارث شاہ نوں ازام ریندے نیں کہ اوہ ہندو آندیا مشہور۔ نیالات

دا پر چارک سی۔ ایس کر کے اوہدی کوئی اہمیت نہیں۔ " پر چن ول تھکیاں  
 اوہی شان نہیں گھٹ سکدی۔ البتہ آج اوہتاں دے اپنے دلی روگ دا پتہ  
 ضرور چل جاندا اے

البیرونی نے وی سنسکرت تے سندھی علوم سکھے سن پر اوہنوں تاں  
 نہیں کسے آکھیا کہ اوہ بندو متھا لوجی دا پر چارک سی۔ وارث شاہ نما ناخبرے  
 کیوں اوہتاں دیاں آکھیاں وچ کڈے مار چھدا اے۔ حالانکہ اوہنے کجھ وی  
 تاں نہیں آکھیا۔ جے آکھیا بس ایساں کہ سہتی نے پچھیا۔

جوگ دس ہے کہ صروں ہو یا پیدا کتھوں ہو یا سنیاں سیراگ سے وے  
 اہ جوگ دے دس کھاں بہن کتے کتھوں نکلیا جوگ دا راگ ہے وے  
 اہ کھپری، سہایاں ناد کتھوں کس بدھی آجیاں دی پاگ ہے وے  
 وارث شاہ بھجوت کس کڈھیا ای کتھوں نکلی پوجنی آگ ہے وے  
 تے وارث شاہ نے جوگی راہی جواب دتا۔

نہا دیوتوں جوگ دا پنٹھ بنیا دیوت ہے گورو سنیاں دا  
 راناں توں سجدہ سیراگ ہو یا پریم جوت ہے گورو ادا سیاں دا  
 ستھرا ستھراں دا نانک دا سیاں دا شاہ گھن منڈا بھاسیاں دا  
 بہما بلہ ہماں دا، رام بندہ واں دا آئی بس پیش سجدہ راسیاں دا  
 وششٹے بیراگ بیراگیاں دا سری کرش بھگوان اہاسیاں دا  
 وارث شاہ جیوں رام سے بندہ اں دا تے رمان ہے مومناں خلیاں دا  
 نام دیو تو گورو ہے چھینبیاں دا، لقمان ہوا تر کھا سیاں دا  
 راجہ نل ہے گورو جواریاں دا شاہ شمس نیاریاں ناسیاں دا  
 اہ کل ساڈھے چھے مسرعے نیس جنہاں وچ بندو شان دی مذہبی تاریخ دی  
 مل دی اے۔ پر وارث شاہ نے اپنے اسلامی پیار دا شہوت دیندیاں پوری اسلامی  
 اسلامی تاریخ دا پچھو کر ایس بندو وچ دھکے نال سمودتا اے۔

دستگیر ذاقادری سلسلہ ہے تے فرید ہے چشت عباسیاں دا  
 پیر پیر ہانیاں دا نقشبند منلاں چنتا سیاں دا  
 حضرت ید جلال جلابیاں دا تے اویس قرنی کھلے کھاسیاں دا

تے انج وارت شاہ نے باراں چوداں مصرے اسلامی حقائق بارے لکھ مائے  
 عالانکہ اصولی طور تے اوہنوں صرف اونی گل دا جواب ای دینا چاہیدا سی جتنی ٹھہری  
 گئی سی۔ ایہہ ہاڈ مٹھو گل دا جواب شاید اوہنے قرآن و سچوں سنت موئے دے  
 واقعے توں اخذ کیتا ہووے۔ کہ رب نے موسے علیہ السلام توں (طور پار اُتے) پ  
 پچھیا۔ تیرے سمجھ وچ کیہ اے؟ تے موسیٰ علیہ السلام نے آکھیا کہ ایہہ ڈانگ  
 اے۔ میں ابدے نال کبریاں وغیرہ لئی پتر جھاڑن دا تے کئی دوجے کم کرناں! پ  
 چنانچہ جس طرح مولوی غلام رسول عالمپوری واہ لگدی نوں اسلامی تبلیغ توں  
 وسیلا نہیں ہندا انج ای وارت شاہ وی گنڈھ دا پکا اے التزام دھرتے  
 والیاں نوں آپو کچھ خیال کرنا چاہیدا اے۔ انصاف بڑی چیز اے۔ و لا  
 تحسبوا لکم اعداء

## وارث شاہ تے تصوف

صوفی بزرگاں بار وراث شاہ دا عقیدہ سی کہ تصوف انسان نوں علی مور تے  
 نجات تے قرب الہی وارستہ دے اے۔ علم مناظوقی ہو سکد اے کیوں جے ہر تیک  
 کوئی علم تجربے دی زبان صیح ثابت نہ ہو جائے اوہ صحیح علم نہیں اکھوا سکدا۔  
 (۲) علم احوالے ماں پیا آسوائے۔ زبانی صحیح خراج نال کمیہ گری کرنا مور گل اے  
 تے جو باقی حساب نال دوسری گل تہہ کہیر اے پمل۔ تے نر نمل۔ ساں اجے جلی  
 تے مشونی وغیرہ دے کارگیر دیکھنے نہیں جہڑے ان پڑھتیں پر بڑے بڑے پڑھے عالمیاں  
 توں جو باقی تے علمی لمانا نال ودھیرے سیانے تے کم دے بانو پڑھتے نہیں۔ اکواری دی  
 گل اے کہ اک نبوب ویل دا بور بیٹہ گیا۔ بڑے پپے لائے ابہہ کم کرایا گیا سی کوشش

ایسے سی کہ کسے طرحاں ایسے ہو کر کہے جاتے، بڑے بڑے ڈگری یافتہ حضرات توں  
تسلیمت رتی، پر سبھناں ایسے کھیا کہ دونی وار بو کر نمازات ضروری اے۔ اخیر اک  
جئے ان پڑھ کاری گر توں پتہ لگا۔ اوہنے آکے سیچو ایشن مکی۔ تے فیر نویں بور دی ناکت  
دایو تھا تہہ ضروری دے طور تے منڈیا۔ اجازت توں بند۔ اوہنے دو چار گھنٹے دی  
محنت ناں تیوب میل چالو کر دتا۔ ڈگری ہو لڈر منہ تگدے رہ گئے۔ تے اوہ  
اپنی ضرورتاں کے تپرا ہویا۔ منیا اے کہ اوہ تیوب میل کسی سالوں توں نہیں  
تائیں کم دے رہیا اے۔

سجھو! علم بڑی چیز اے۔ پر عمل توں بناں علم دی کوئی وقعت نہیں۔  
وارث شاہ وی ہیر دے مخالفان وچ سب توں اگے آگے آہ لولا اے۔  
جہڑا عام طور تے تصوف توں غیر اسلامی ہتھی کے صرف قرآن حدیث لے ظاہر کیا  
علم آتے زور دیندا اے۔ پر عملی لحاظ ناں سب توں بچھے رہ باندا اے۔

## تصوف دی بنیاد

تصوف کیہ اے؟ ایس بارے بڑے بڑے مقالے تے کتاباں لکھیاں  
گیاناں نیں۔ صوفیاں ہرے وڈیرے حضرت جنید بغدادی تصوف بارے جہڑا  
نظیر رکھدے نیں۔ اہدی تائید کر دیاں حضرت داتا گنج بخش زماندے نیں کہ۔  
تصوف دی بنیاد آٹھ خصوصیاتاں آپر اے جنہاں ساہیں آٹھ پیغمبراں علیہم السلام  
دی پیروی ہندی اے۔ جہدا دیہ و انج اے۔

۱۔ تصوف وچ سخاوت حضرت ابراہیم علیہ السلام دی ہودے

۲۔ رضا حضرت اسماعیل علیہ السلام دی۔

۳۔ صبر حضرت ایوب علیہ السلام دا۔

۴۔ اشارت حضرت زکریا علیہ السلام دے۔

۵۔ عزت (مساقری) حضرت یحییٰ علیہ السلام دی۔

۶. سیاحت حضرت یحییٰ علیہ السلام دی۔  
 ۷. عباس حضرت موسیٰ علیہ السلام دا — تے  
 ۸. فقر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دا جو دے —

سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آنحضرت ابو العزیم پیغمبروں دی بیرونی  
 دنیاں آخوف اے۔ ہر مسلمان لئی ضروری اے کہ اہ کل پیغمبروں اے بخیر کسے  
 بحث یا علم دے ایمان لیاوے تے ہر پیغمبر دارین اسلام سی ایسی دی تاویل  
 حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوراں دے ہمتوں اندر پاک نے فرمائی۔  
 قرآن کریم و حق پیغمبروں علیہم السلام دے حالات ایسے آسے دتے کسے نہیں کہ  
 مسلمان ایساں توں سبق سکھن تے موقعے دی مناسبت نال ادبنا سب  
 آتے عمل کرن۔ بعض پیغمبروں دیاں قرآنی دُعاواں ہر مسلمان (ضرورت موجب)  
 پڑھ کے اللہ کولوں اہدی رحمت تے فضل منگایا اے ثبوت مجھدا لے۔

مطلب اہ کہ صوفی دراصل بابا آدم علیہ السلام توں لے کے حضرت  
 محمد مصطفیٰ اکرم اپنے علم موجب ہر نبی دی رخصت و اُمتی ہون دی حیثیت  
 نال (اوس حد تک بیرونی کردار اے جنہوں تک شریعت اسلامی اجازت  
 دیندی اے۔ یعنی کوئی مسلمان اہ نماز پڑھن دا مکلف نہیں جہڑی حضرت  
 ابراہیم اسماعیل، اسحاق موسیٰ یحییٰ علیہم السلام نے پڑھی سی۔ البتہ نبوت  
 موجب ابراہیم ماہ ہجرت کر سکا لے۔ یا جیویں سورہ طہ و حق موسیٰ علیہ السلام  
 توں رب حکم دیندا لے۔ اَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي۔ یعنی ایس توں پتہ  
 لگدا لے کہ نماز دا مقصد رب دی یاد اے۔ ایہہ مثالان قرآن موجب ایس  
 کارن نہیں کہ لوک غور کرن۔ — تِلْكَ الْاِمْثَالُ لِنُذِرْ بِهَا لِلنَّاسِ  
 لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ۔

وارث شاہ چونکہ اک صوفی شاعر سی بنھے "ہیر" راہیں اپنی گل لوکاں تک  
اڑان لئی تصوف دا سہارا لیا۔ ایس کر کے ضروری جا پدا اے کہ تصوف بار  
ذرا نکل کے گل کتھہ کیتی جائے۔

**صوفی** | اللہ وارشاد اے۔ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ لَئِنْ يَنْشُؤْنَ  
عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ

قَالُوا سَلَامًا ۗ یعنی رحمن دے بندے اوہ نیں جہڑے زمین اتے اویسگی نال  
چل دے نیں۔ تے جدوں جاہل اوہناں نوں بُان تاں آکھن سلام حی۔ سلام

سول اکرم فراندے نیں۔ "مَنْ سَمِعَ صَوْتَ أَهْلِ التَّصَوُّفِ

يُؤْمِنَ بِمَنْ دُعَاؤُهُمْ كُتِبَ عِنْدَ اللَّهِ مِنَ الْغَافِلِينَ۔ یعنی

جہڑا صوفیاں دی پکار سن کے نہ نئے، رت دی درکھے اوہ انام غافلاں وچ رکھ

گھتا + (کشف المحجوب ص ۶۹۔ مطبوعہ نوری بک ڈپو لاہور۔ طبع اردو ترجمہ ۱۹۷۸)

**صوفی** :- صوف (پشیمینہ) پہنن والا۔ صوفی، صفِ اول وچ کھلون

والا۔ صوفی = اصحابِ صفّہ و اجائشین۔ صوفی۔ صفا۔ والا وغیرہ لفظ صوفی

بارے اد مختلف نظریئے نیں۔ کجھ وی ہووے۔ صوفی دا مطلب ظاہر نے باطن

دی صفائی۔ اختیار کرن والا متھیا گیا اے۔ کیوں جے صفا دی ضد کڈر رکھو

اسمی اے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دا ارشاد اے۔ ذَكَهَبَ صَفْوُ

التُّنْيَا وَ كَدُرُهَا۔ یعنی دنیاوی پائیزی جاندی رہی تے اویدی کدورت

باشافت یا گندگی باقی دکئی۔ صوفی حضرات اپنے اخلاق تے معاملات نوں پاکیزہ

تے سحر بنا لیندے نیں۔ ایس کر کے اوہناں نوں اصطلاحی نام نال پکاریا جاندا اے۔

**پہلے صوفی صدیق اکبر** | سب توں پہلے صوفی حضرت ابو بکر صدیق

اکبر نئے جاندے نیں۔

إِنَّ الصَّفَا صِفَتُ الصِّدِّيقِ۔ إِنَّ أَرَدْتَ صُوفِيًّا عَلَيَّ لِتَحْقِيقِ

یعنی حق سچ دی راہ وچ جے توں صوفی ہونا چاہویں (تاں ہو جا۔ کیوں جے) بیشک



صوفی ہونا حضرت صدیقِ دی صفت اے۔ کیوں جے صفا یاطن دی اصل تے شاخ  
 اے اصل دامطلب دل نون غیراں تون وکھ کرنا تے فرع دامطلب مکران  
 فریاں ہتھی دنیا تون دل نون نمالی کرنا۔ سو صدیقِ اکبر وچ اوہ دونوں صفتاں  
 جمع سن۔ جدوں وفات رسولِ مکے عمر فاروقِ نوادارے کے کھلو گئے۔ تے آکھیا  
 کہ جہڑا رسولِ اللہ نون "وفات پاگئے" آکھے گا میں اوہ اسرلاہ دیاں گا۔  
 اوس ویلے صدیقِ اکبر ہوراں فرمایا: "خیر دار ہو جاؤ۔ جہڑا محمد دی عبادت کر دا  
 سی۔ اوہ جان لوے کہ خدائوت ہو گئے نیں۔ تے جہڑا محمد دے رب دی عبادت  
 کر دا اے۔ تاں اوہ بے شک زندہ اے۔ ہمیشہ جیون مارا۔ یعنی مَرْت  
 نَظَرَ الْخَلْقِ هَدَكَ - وَ مَرْت رَجَعَ اِلَى الْحَقِّ مَلِكٌ - یعنی  
 جہنے مخلوق ول دکھیا، مارا گیا۔ تے جہنے حق (خدا) ول پاٹا کھا ہدا اوہ مالک ہو  
 گیا۔ تے دوجی گل اوہ اے جدوں صدیقِ اکبر گھردا سارا اثاثہ بارگاہِ نبوت وچ  
 پیش کر کے، کیل اوڑھ کے سامنے آئے۔ رسولِ خدا نے پچھیا: گھر واسطے کہہ  
 کجھ چھڈ آیا ایس؟ - عرض کیتی: اللہ و رسول ہے۔ بقول اقبال:-

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس  
 صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس

داناںج بخش ملی سجوری تم لاہوری فرماندے میں۔ "ہمدوں بندے دا  
 دل دنیاوی صفتاں تول آزاد ہو جاندا اے تاں اللہ پاک ادبے دل نون  
 دنیاوی کدورتاں تول پاک فرما دیندا اے۔ اہ سب اک سچے صوفی دیاں  
 صفتاں نیں۔ اپناں صفتاں دا انکار اک طراں حق تعالیٰ دا انکار تے اوس  
 مال مستحلالان والی گل اے۔ - ہن میں آکھناں کہ "صفا" "کدورت"  
 دی ضد اے تے کدورت بشری صفات وچوں ہے۔ تے اصل وچ صوفی  
 اہ اے جہڑا بشری کدورتاں تون پار گھکھ جائے جیویں مصری زنانیاں۔ کہ حد  
 اپناں یوسف علیہ السلام نون تکیا تاں آپ دے جمال دے لطافت وچ غرق

ہوگئیاں تے اوہناں اپر بشریت دا غلبہ ہوگیا۔ چہرہ اوس غلبے دا عکس پلٹیا  
تے اوہدے والی حد ہوگئی۔ تاں اوس ویلے اہتاں دی نظر اپنی فنا اتر چکی تاں  
اکھیاں: مَا هَذَا الْبَشَرُ — "اد بشر تاں نہیں ہیکا!" حالانکہ اود (جو  
شرعی سی۔ پر ایہہ سب کچھ تاں دراصل زنانیاں دی اپنی حالت دا بستہ  
سی۔ چنانچہ راہِ طریقت دے بزرگ فرماندے نیں۔

لَيْسَ الصَّافِي مِنْ صِفَاتِ الْبَشَرِ لَانَ الْبَشَرِ مَدْر  
والمدرك انخلو من الكدر۔ یعنی حالت صفا بشری صفتاں وچوں  
نہیں کھوں جے بشر تاں مٹی دا اک دھوڑا اے۔ تے مٹی دے دھوڑے وچ  
کدورت بندی اے۔ تے اچ گویا بشری حالت رُشد یاں کدورت توں خلاصی  
نہیں ہو سکدی۔ سو صفا دی مثال فعلاں نال نہ ہو سی۔ تے نرے مجاہدے  
تے امانت نال بشریت نہیں مٹ سکدی۔ کیوں جے صفا دی صفت افعال  
تے احوال نال منسوب نہیں ہیکی تے نہ اہر نام تے لقب نال کوئی تعلق اے۔  
ایس ای کہ الصفا صفة الاحباب وَ هُدًى نَمُوْسٌ بِلاَ سَخَاب۔  
یعنی "صفا" تاں محبوباں دی صفت اے۔ اد اہ سورج اے جس اُتے کوئی  
بدل نہیں۔ گو "صفا" دوستاں دی صفت اے۔ اہ دوست اہ نہیں جہڑے  
اپنی صفت فنا کر کے "دوست" یعنی اللہ تعالیٰ دی صفت نال "باقی"  
ہو گئے نیں۔۔۔۔۔ جو یں حضرت رسول اکرم توں صحابہ نے حارثہ بارے  
پچھیا۔ آپ ہوراں فرمایا۔ حَبِيْدٌ نُوْرٌ اَللّٰهُ قَلْبُهُ بِالْاِيْمَانِ -  
یعنی ایمان دے بہا دل رب نے ایمان دیکھے نُوْر و نُوْر کر دتا ہویا اے۔ ایتھوں  
تاک کہ اوہدا چہرہ ایمان دے نُوْر دی تاثیر تے ربی نُوْر دے لشکاراں نال  
نُوْر و نُوْر دسد اپیا اے" (کشف المحجوب اردو ترجمہ مذکور ص ۷۱-۷۳)۔

چنانچہ جدوں حضرت حارثہ بارگاہ نبوی وچ حاضر ہوئے تاں آپ ہوراں  
پچھیا۔ "حارثہ! توں سویر کیجی کیتی؟" عرض کیتی "یا رسول اللہ میں

رب دی حقانیت اُتے ایمان رکھدیاں سویرہ کیتی: "آپ ہوراں آکھیا: "حارث! پتہ ای کیہ پیا آہنا ایس؟ کیوں جے ہر شے واسطے اک حقیقت ہندس اے۔ تاں تیرے ایمان دی حقیقت تے دلیل کیہ اے؟" - عرض کیتی: "یار رسول اللہ! میں دُنیا وچوں اپنی جان الگ کر کے رب نوں پچھانیا۔ اُس دی نشانی اہ کہ پتھر، سونا، چاندی تے مٹی میرے بھانے اکو جھینے میں کیوں پئی میں دُنیا توں اُتے کے عاقبت نال پیار پالیا اے۔ ہُن راتاں توں جاگدا رہناں تے دن نوں ترہایا۔ ایتھوں تک کہ ہُن میری ایہہ حالت ہو گئی اے کہ اپنے رب دے عرش نوں بغیر شک و شبہ دے دیکھ رہیا ہُن تاں تے نالے دو ترخیاں نوں اُگ دے اندر اگدو جے نال کشتی لڑ دے تے (اک روایت موجب) شرمسار ہنداں تک رہیا۔ پُنتاں: (اکھرب کشف المحجوب مذکور ص ۲۴)۔

ایہہ سُن کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: "حارث! توں پچھان لیا اے ایس اُتے قائم رہنا (اہ لفظ تیں وار فرمائے) : داتا گنج بخش فرمادے نیں: "کا ملیں او بیا اور محققین عرفا کا نام صوفی ہے یہ گروہ باصفا اسی نام سے پکارا جاتا ہے۔ ایک بزرگ نے فرمایا: مَنْ صَفَا لِحُبِّهِ فَهُوَ صَافٍ وَمَنْ صَفَا لِحَبِيْبِهِ فَهُوَ صَوْفِيٌّ یعنی جس کی محبت مصفہ ہوگی وہ صاف ہے اور جو دوست میں مستغرق ہو گیا اور دوست کے غیر سے بری ہوا وہ صوفی ہے۔" مولانا روم فرمادے نیں:

زندگی دیدار است باقی پرست است

دیدارن باشد کہ دید دوست است

یعنی زندگی دیدار اے تے باقی کتا ہی اے۔ دیدار دا مطلب اہ کہ دوست (حق تعالیٰ) دا دیدار ہو جائے: "الصَّفَاءُ وَالْاِيَةُ وَاللِّهَاءُ اِيَةُ وَرَوَايَةُ وَالتَّصَوُّفُ حِكَايَةُ الْمَصْفَا بِلَا شُكَايَةِ" یعنی صفا ولایت دی منزل اے جہدے لئی نشانیاں تے روایتاں نیں۔ جہدہ تصوف صفا دی جہی حکایت

تے تعمیر کے جس وجہ سے ٹیکوہ شکایت نہ ہوئے۔۔۔ (کشف المحجوب ص ۷۵)  
اہل صفادی تین قسمیں :-

(۱) صوفی - (۲) مُتصَوِّف - (۳) مُستصَوِّف

(۱) صوفی اہل اے جہڑا خوردنوں فنا کر کے حق اٹھالے مال باقی ہو جائے تے  
نفسانی خواہش توں الگ ہو کے حقیقت تال جڑ جائے

(۲) مُتصَوِّف اہل اے جہڑا مجاہدے تے ریاضت راہیں ایس مقام توں  
ڈھونڈے تے اپنی طلب وجہ سچا ہووے۔

(۳) مُستصَوِّف اہل اے جہڑا عزت شان گمان تے دنیاوی مال و دولت  
کارن ایہناں واروپ دھار لوے۔ تے اوہنوں ایہناں دونہاں  
مقاماں دی کوئی سار نہ ہووے۔ ایہے نقلی صوفیاں بارے عازفاں

دا اکھان ایں : "المستصوف عند الصوفية كالذباب

وعند غيرهم كالذباب" یعنی صوفیاں دے نزدیک اوہ

نقلی صوفی (المستصوف) مکھیاں ہار حقیر تے کمیٹہ اے کیوں جے

اہل اہل فعل نفسانی خواہشاں پاروں اے تے دوجے لوکاں دے نزدیک

اوہ ایک بگھیٹا اے جہڑا اپنی ہر طاقت مُردار توں حاصل کرن لئی

خارج کردا اے۔ (کشف المحجوب ص ۷۵-۷۶)۔

## تصوف بارے مشہور صوفیاں دے اقوال

(۱) الصوفی إذا نطق

بأن نطقه عن الحقائق وإن سكت نطق عنه الجوارح بقطع

العلائق - یعنی صوفی اہل اے جہڑا بولے تاں اہل اہل بیان اپنے حال دی حقیقت

ڈسٹن والا ہووے تے جے چپ رہے تاں وی اوہدا حال آپے ظاہر ہووے تے

تعلقات توں الگ ہونا اہل اہل حال دا اظہار دے۔ (زوانون مہری رحمۃ اللہ علیہ)

(۲) التصوف ترك كل حظ للفسح یعنی تصوف سب لذتیاں

توں دست برداری دانام اے۔ (ابوالحسن نوری)۔

(۳) صوفیاں دا ٹولہ اہ ٹولہ اے جنہاں دیاں جاناں بشری کدورتاں  
توں ازارتے نفسانی آفتاں توں پاک صاف ہوکے تمنا دی خواہش توں بے نیاً  
ہوگئیاں نیں جتنی کہ رب دے حضور پچے درجے اُتے پہلی صفت وچ آام کردیاں  
پیاں نیں۔ تے ماسوا توں مکمل طور تے دکھ ہو چکیاں نیں۔ (ایضاً)

(۴) الصَّوْفِيُّ لَا يَمْلِكُ وَلَا يَمْلِكُ لَيْسِي صَوْفِي اَه اے جس  
دے قبضے وچ کچھ نہ ہووے تے تاں نہ اہ خود کسے دے قبضے وچ ہووے (ابوالحسن  
نوری) ایس قول بارے دا گنج کش فرماندے نیں: "یہ عبارت عین فنا کی ہے  
کہ فانی الصفت نہ مالک ہوتا ہے نہ مملوک" (کشف المحجوب ص ۷۷)

(۵) التَّصَوُّفُ خُلُقٌ فَمَنْ ذَا وَعَلَيْكَ فِي التَّحَلُّقِ زَادَ عَالِيكَ  
فِي التَّصَوُّفِ۔ یعنی تصوف پاکیزہ اخلاق دانام اے۔ سو جبند اخلاق ودرے  
پاکیزہ ہووے اہ افناں وڈا صوفی اے۔ (حضرت محمد بن علی بن امام حسین بن علی  
ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم)

(۶) التَّصَوُّفُ اسْقَا طَائِرُ رِيَّةٍ لِلْحَقِّ ظَاهِرًا وَبَاطِنًا  
یعنی تصوف اہ ہے کہ صوفی اپنے ظاہر تے باطن نوں دیکھے بلکہ بہر اس حق توں دیکھے  
(حضرت علی بن پندر میر فی نیشاپوری)۔

(۷) التَّصَوُّفُ هِيَ قِيَامَةُ الْاِحْوَالِ مَعَ الْحَقِّ۔ یعنی تصوف  
احوال اُتے حق نال قائم رہن دانام اے۔ (محمد بن احمد المقرئ)

(۸) التَّصَوُّفُ سِرٌّ اَدْبِيٌّ يَعْنِي هُوَ يَلِي سِرِّ تَعَالَى فِي مَعَالِ وَسَطِ اَدْبِ  
اے۔ چہنے آداب نوں اہدے اوقات تے تھاں موجب لازم پڑیا اوہ مردانِ خدا  
دا درجہ پاگیا۔ چہنے آداب نوں ضائع کینا اہ قرب دے خیال توں دور ہویا تے  
قبول حق دے گمان توں باہر ہو کے رہ گیا۔ (حضرت ابو تقص حداد نیشاپوری)

(۹) التَّصَوُّفُ حَسَنُ التَّحَلُّقِ يَتَّصِفُ تَيْكُ خَلْقًا دَانَام اے۔

(حضرت مرعش) یعنی رب دے حکماں نوں سچے دل نال منن من کے عمل کرنا۔  
 ۲۲) لوکاں نال مل ورتارا کھدیاں وڈیاں دی عورت تے چھوٹیاں  
 سنگ محبت نال پیش آنا۔

(۳) اپنی ذات بارے شیطان تے نفس دی پیروی نہ کرنا

حضرت مرعش فرمادے نیں۔ اہ تصوف دا تکھریا  
 ہو یا رستہ اے۔ ایس وچ فضولیات نہ ملاؤ۔

## تصوف شریعت اے

یعنی نقلی صوفیاں توں دور رہو حضرت داتا گنج بخش فرمادے نیں۔ کہ "تصوف"  
 دے منکر جے صرف نام دا انکار کردے نیں تاں کوئی ہرج نہیں۔ کیوں جے اہ  
 نام دی حقیقت تے اوہدے معنیاں توں واقف نیں۔ پڑ جے اہ خاص کر  
 تصوف دا معنوی لحاظ نال انکار کرن تاں اہ انکار شریعت اسلامیہ تے  
 حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دے اخلاق و خصائل تے آپ دے اسوہ حسنہ دا  
 انکار اے..... میں ایس کتاب (کشف المحجوب) راہیں وصیت کرناں  
 کہ سچے صوفیاں بارے حق سچ، انصاف تے رعایت توں کم لینا ایتھوں تک  
 کہ دعویٰ گھٹ کرنا تے ایساں اللہ والیاں نال حسن اعتقاد زیادہ رکھنا۔  
 و بالذاتہ فیق۔ (کشف المحجوب)

اپڑیاں سطران توں تصوف بارے نکھیڑا ہندا اے۔ تے داتا گنج بخش  
 دا اخیری ارشاد تصوف بارے اہ ہے کہ تصوف اصل وچ شریعت اسلامیہ تے  
 حضور دے اسوہ حسنہ دا (بلحاظ معنی) نام ہے جھوٹا (جعلی) پیر ہووے  
 یا صوفی، سپاہی ہووے یا مجسٹریٹ سبھ بندن جوگ نیں۔

ایس توں پہلیاں لکھتاں وچ میں دستیابی کہ سید  
 وارث شاہ نے "امیر" دے عارفانہ رنگ دی بنیا

## اک وناحت

کشف المحجوب دے "مرد کامل تر اتے رکھی اے۔ تے "کامل انسان" وارث  
 شاہ دا مطمح نظر اے۔ چنانچہ تصوف بارے فرماتا صرف کشف المحجوب توں

ای ماخذ من کے گل بات کر رہیاں۔ کیوں جسے اب اک ایسی کتاب اسے جس دا  
مصنف واقعی سچا صوفی سی۔ تے جنھوں ساری دنیا (سوائے جاہلان دے) تے  
من دی اے۔ حضرت داتا گنج بخش اہ ہستی اے جس بارے علامہ اقبال جیسے  
توہیں دوردے مفکر تے محقق نے بڑی عقیدت دا اظہار کیتا اے فرمادے نیں:-

- ۱۔ سید بخویہ مخدوم اُمم      مرقد او پیر سنجر اُحرم  
۲۔ بندائے کوسا رساں گچخت      در زمین بند ختم سجدہ رنجیت  
۳۔ عبد فاروق از جالش تازہ شد      حق ز حرف او بلند آواز شد  
۴۔ پاسبان غوث اُم الکتاب      از نگاہش خانہ باطل خراب  
۵۔ خاک پنجاب از دم او زندہ شد      صبح ما از مہر او تابندہ شد  
۶۔ عاشق و کم، قاصد طیار عشق      از جنس آتش اسرار عشق

ترجمہ: ۱۔ سید علی سجوری اُمتاں دا مخدوم۔ جہد امزار معین الدین چشتی اجمیری دیاں۔

نظراں وچ ایسا معزز سی جویں حرم شریف +

۲۔ اوہیے پیاراں ہنیاں گندھماں سو فیانی نال تے نکلتیاں تے پال +

پندوی دھرتی وچ آشد و حدہ دی مبادت (سجدہ) دا بیج بیجیا۔

۳۔ اوہدے جمال راہیں فاروق عظیم دی یاد تازہ ہوئی۔ اہدے حرفاں دی

تائید نال حق سچ دا نام اچا ہو گیا۔

۴۔ اہ قرآن دی عبت دا رکھوالا اے۔ اوہی نظراں باطل دا گھر اجرو

پچھ جاندا اے۔

۵۔ پنجاب دی سرزمین اوہدے وجود نال زندہ ہوئی اے۔ سادی

سویر (اوہدے وجود دے) سوت نال روشن تر اے۔

۶۔ اُد آپو وی عاشق سی۔ نالے عشق اُڈاری دا پیغمبر۔ اہدے متھے توں

عشق دے بحیثیت ظاہر تھیندے پٹے نیں۔

وارث شاد نے وی بیرو لکھن توں پہلاں (یقین ہے کہ) شفا المحبوب  
تے تصوف دیاں دوجیاں کتاباں ضرور پڑھیاں سن۔ تے سب توں زیادہ اس  
ایسے کتاب توں متاثر سن۔ علامہ اقبال وی عشق دے بڑے مداح سن۔ تے  
وارث شاہ دی عشق توں عملی زندگی دا "ست تسلیم کر دے نیں۔ بیرو دا مطلع  
ای عشق نال ابھروا اے۔

اول حمد خدا اور دیکھے عشق کیسے تا سو جگ دانوں میاں  
پہلاں آپ ہے رب نے عشق کیسے تے عشق ہے نبی رسول میاں  
عشق پر فقیر اور تہہ امی مرد عشق دا بھلا رنجول میاں  
کھلے تنہاں دے باغ قلوب اندر جہاں کیسے عشق قبول میاں  
حافظ شیرازی بندے نیں :

در ازل پر تو حسنت ز تجلی دم زد  
عشق پیدا شد و آتش بہم عالم زد  
جلوہ کرد رخسار بد ملک عشق نہ داشت  
عین آتش شد ازین غیرت بر آدم زد

ترجمہ: (۱) ازل وچ تیرے حسن دے جلوہ یاں پاروں عشق پیدا ہويا۔ تے  
کل عالم نوں گویا آگ لگ گئی۔

(۲) اوہنے لشارا نسیا۔ فرشتے نے حسن دا نظار اکتا۔ پر  
عشق توں محرومی پاروں اوہنے قدر نہ کیتی۔ حسن ایس غیرت پاروں نری  
اگ (عشق) بن گیا تے اوہ آگ آدم نوں دان کر دتی۔  
عشق تصوف دی جند جان اے۔ تصوف بارے اُپر کافی چانتا پارتا گیا  
اے۔ اصل شے "بیرو = روح" اے جنہوں حاصل کرنا تصوف دا مقصد  
بندا اے۔

راجھے آکھیاں تے بیرو دت جنم گالیے تے او تھے جالیے



اوہ ری دے نور دا نوان نیما شہدے ہو کے جنم وٹا لئیے  
 او تھے خودی گمان منظور ناہیں سرو پچیے تاں بھیت پائیے  
 وارث شاہ محبوب نوں تدوں پائیے جدوں اپنا آپ گوا لئیے  
 ۲۔ بجھی عشق دی اگت نوں دا لگی سماں آیا اے شوق جگا وٹے دا  
 وارث شاہ میاں ایہناں عاشقاں نوں فکر ذرا نہ چند گواونے دا  
 تے عشق دی اک بجھ جان دا اقبال آنج افسوس کر دا اے بہ سے  
 "بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے"

مسلمان نہیں خاک کا ڈھیر ہے

جعلی صوفیاں دی نشان دہی "مستمنون" راہیں اپڑ کیتی جا چکی اے۔

بجھے لوکاں دا ذکر وارث شاہ آنج کر دا اے۔

ہوکا پھرے دیند اپنہ وچ سارے آؤ کسے فقیر ہے ہونال ہے  
 منگ کھا ونا کم نہ کاج کرنا نہ کج چارنا تے نہ کجھ پووناں ہے  
 ذرا کتن پڑا کے سواہ نلنی گورو سارے بگت دا ہونال ہے  
 نہ دیہاڑی د کسب روزگار کرنا ناڈھو شاد پھر منفت د ٹوٹاں ہے  
 نالے منگناں تے نالے گھوڑناں ہے دین دار نہ کسے دا ہونال ہے  
 خوشی اپنی اٹھناں میاں وارث اتے اپنی مندرے ٹوٹاں ہے

ایہناں تیناں شعراں وچ جعلی صوفیاں دا پورا عکس مل دا اے۔ آخری  
 مصرع نفسانی خواہشاں دی سلامی ہی دس پاندا اے: "ناڈھو شاد" تے سائے  
 بگت دا گورو ہون وچ جھوٹھی شان گمان دی ظلم والی رمز لہجہ دی اے۔  
 "ذرا کتن پڑا کے" "سواہ ملنا" وچ بھیس بالک دا اشارہ اے یعنی جعلی روپ دھاران  
 دا چکر۔ تے جہڑا ایس چکر نوں پلاوے اوہ چکر باز۔ ہویا: منگ کھا ونا کم نہ کاج  
 کرنا نہ دیہاڑی نہ کسب روزگار کرتا۔ وچ ویلیاں کھان دی رمز اے۔ ویلیاں  
 بندہ شیطانی چرتمہ ہندا اے تے جہڑا شیطان دا پیروکار ہووے اوہ (جلاس)

کتاں وی بن بن ہوے۔ اوڑک مار کھاوے ای کھاوے۔ کیوں کہ جے آنج نہیں  
 تاں اک سچ توں نہیں۔ ایہہ ایس لئی کہ سچ دا تعلق اللہ نال اللہ نال اے۔ اللہ  
 باقی اے۔ ایس کر کے سچ وی باقی اے۔ تے سچے وی باقی نہیں۔ اہ مر کے وی  
 نہیں مر سکدے ۵

## پناں مُرشدان را نہ ہمتھ آوے | کوئی وی کم سیکھنا ہووے

اُستاد دی لوڑ ضرور پیندی اے۔  
 عالم بین لئی کسے ودے عالم دی سیوا کرنی پیندی اے۔ لوہار بنی لئی لوہار کم  
 کسے کو لوں سیکھنا پیندا اے۔ پر بد قسمتی اے اوہناں لوکاں دی جہے اخلاق  
 تے دین دے معاملے وچ کسے نوں مہری بنانا ضروری نہیں سمجھدے۔ سگوں  
 اُد رولا پا کے لوکاں نوں وی ایس توں منع کر دے نیں تے دلیل ایہہ دیندے  
 نیں کہ جعلی لوک بہت ہو گئے نیں ایس کر کے اپناں دا پچھا امی چھڈو۔؟  
 جعلی سنے عام ہو جان تاں کاروبار بند نہیں کیتا جا سکدا۔ البتہ جساما زان  
 نوں پکڑاں دی لوڑ پیندی اے۔ آنا ملاوٹی ملے تاں کھیکھے بہ رہنا ایہہ علاج  
 نہیں۔ تے تے آئے دی ضرورت توں بے نیاز ہون نال عمر تکھ سکدی اے  
 بات اہ ای اے کہ بُہیاں دے خلات جہاد کرو۔ کھوئے توں بھجاؤ نہ کہ کھوئے  
 نال کھرے دی ضرورت توں وی بے نیازی اپناؤ جے جعلی صوفی یا پیر تھیکے  
 اجارن دا سبب بن دے نیں تاں اہ مطلب اد نہیں کہ حقیقی صوفی یا پیر تھیکے  
 یاں ضرورت توں انکاری ای ہو جاؤ۔

فقیر | صوفی بارے تئیں پچھے کاتی کجھ پڑھ آئے او۔ آؤ ذرا دانا گنج بخش  
 بوراں کوں ای پچھئے کہ فقر دا کیمہ مرتبہ اے؟ اللہ تعالیٰ نے حضورؐ

علیہ السلام نوں فرمایا :-

وَلَا تَقْرَبُوا مَالَكُمْ يَدُ عَوْبٍ رَبُّهُدٍ بِالْخُدَاةِ وَالْعَيْشِ مَرِيدُونَ  
 فَجَسَدُهُ طَابَ (پ، ع، ۱۲) اے نبی! اوہناں نوں رور نہ کر جہڑے پکار دے نیں اپنے

رب نون ننام سویرے اُہدی رضا حاصل کمران لئی۔۔ انارکے فرمایا۔ وَلَا تَعْمُرْ  
عَيْنُكَ عَنْهُمْ تَرِيدُ زِينَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا مَاتَ تَبَادُلًا أَعْيَانِ  
اور نناں نون چھڈ کے ہو رتھے نہ بین کیہ بھلا تیسیں دنیا دا سنگار چاہو گے (پے ۶۶)  
ایتھوں تک کہ رسول اکرم اُنہاں وچوں جتھے وی کسے نون دیکھ لیندے  
تاں آکھدے میرے ماں باپ تہا تھوں قربان۔ تہاڑے بارے اللہ نے  
میںوں خاص تاکید فرمائی اے۔ حضور دا ارشاد اے کہ قیامت نون اللہ پاک  
فرمائے گا۔ اُولَٰئِكَ صِبْغًا حَبِيْبًا لِّيْ۔ میرے محبوباں نون میرے کول کول ہو  
فرشتے آکھن گے ”مولا! کہڑے محبوب؟“ رب تعالیٰ فرمائے گا۔ ”یہے محبوب  
فقراتے مساکین نیں۔“ حضور پاں نے خود فقر نوں اختیار فرمایا تے دعا منگی۔  
اللّٰهُمَّ اٰخِيْنِيْ مَسْكِيْنًا وَاٰمَتِيْ مَسْكِيْنًا وَاخْتَشَرْتَنِيْ  
فِيْ زُمْرَةِ الْمَسٰكِيْنِ۔ یعنی یا اللہ! میںوں مسکین کر کے زندہ رکھ  
مسکین کر کے وفات دے تے مسکیناں نال میرا حشر کریں۔

فقیر اہ اے کہ اُدے کول کجھ نہ ہووے نہ کوئی شے اُمنوں پیڑے  
یا چیرے۔ نہ اُد دنیا وی اسباب دے ہون نال غنی ہووے، تے نہ اہ اسباب  
دی اُمنوں پاروں محتاج ہووے۔ مال دولت دا ہونا یا نہ ہونا فقیر لئی اکو جہیا  
اے سگوں فقیر کول مال وغیرہ نہ ہووے تاں ودھیرا خوش ہندا اے۔ رسول  
اللہ جد تک گھر آئی دولت (مال نیشیت وغیرہ وچوں حصہ) وند نہ دیندے آپ  
نون بین نہ اؤندا۔

**حکایت** | اک درویش نون بادشاہ ملیا تے آکھیا کولی شے لوری دی اس  
تاں منگ لے۔ فقیر بویا۔ میں اپنے غلاماں دے غلام کولوں کجھ  
نہیں منگدا ہندا۔ بادشاہ نے آکھیا یہ مطلب ہے۔ جواب دتا: حرص تے  
ہوس (امید تے تمنا) میرے دو غلام نیں۔ جو تیرے آقا نیں۔ سو توں میرے  
غلاماں دا غلام ہوویں۔ اللہ تعالیٰ فرماندا اے۔ لو کو! اللہ تعالیٰ غنی تے حب

اسے تے تیس اہدے دے فقیر او۔ (قرآن ۳۵: ۱۵) سو غنی آکھوان دی  
 حق دار اک رب دی ذات اے۔ باقی ہر کوئی محتاج تے فقیر اے۔ کہندے نیں  
 کہ ظلم من سہی ریت آدم امیراً او قد سماہ ربتہ فقیراً  
 یعنی اہنے ظلم کیتا بنے آدم جائے دانال "امیر" رکھیا۔ حالانکہ اہدے رب نے اہدا  
 ناں "فقیر" رکھیا اے ۔۔۔ اک بزرگ فرماندے نیں ۔۔۔

لَيْسَ الْفَقِيرُ مَنْ نَقَلَ مِنَ التَّرَادِ اِنَّمَا الْفَقِيرُ مَنْ  
 نَحَلَ مِنَ التَّرَادِ — یعنی فقیر اہ نہیں جس کو مال نہ ہووے بلکہ فقیر  
 اہ اے۔ بیدار دل آرزواں تے حسرتاں توں خالی ہووے۔ روم بن محمد فرماندے  
 نیں۔ مِنْ فَعَلِ الْفَقِيرُ احْفَظْ سِرَّهُ وَصِيَانَتَهُ نَفْسِهِ وَ  
 اَهْلِهِ خَيْرٌ لِّصِيَابِهِ — یعنی فقیر دی تعریف اہ ہے کہ اپنے اسرار (بھیت) اہ  
 دی راکھی کہے۔ نفس توں بچائے تے اپنے فرضاں توں ادا کرے۔  
 مولانا روم فرماندے نیں ۔۔۔

چھیت دنیا ۔۔۔ — از خدا غافل بدن

نیست دنیا فقیر و فرزند و زن

یعنی دنیا داری رب دی یادتے اہدے حکماں توں غافل ہون دانام اے۔ دنیا  
 داری مال و زر اولاد تے ووہٹیاں دانام نہیں ہوگا۔ جے اک آدمی مال و  
 زر اولاد تے بیویاں دی سبب محبت دے نال نال اللہ تعالیٰ نے اہدے  
 رسول دی سچی محبت دے گٹ ہو کے اللہ رسول دے حقوق ادا کردار ہو  
 تے مال اولاد وغیرہ۔

۱۔ ارٹ شاہ نہ بھیت صندوق کھلے بھانویں جان دا جنڈرائٹ جائے

بھیت دستا مرد داکم ناپیں مرد سوئی جو دیکوہ دم کھٹ جائے

گل جیودے دج ہی رے نفیہ گماں دانگ پکھال نہ ٹٹ جائے

۲۔ ارٹ شاہ نماز راتن وڈا سروں لاه او دلیرا واسطای

رائس جہڑے اوس اُتے حقوق العباد یعنی نوکراں دے حق حقوق واجب نیں اوہ  
 دی ادا کرے تاں اوہ مال دار تے عیال دار ہندیاں وی رب دا قُرب تے اوہ  
 نیت تے مہربانی تے اہدیاں ہمیش دیاں جہتاں پاسکدا اے ماہدی مثال واسطے  
 عثمان غنیؓ دا نام کافی اے۔ جہناں اپنی دولت اسلام واسطے خرچ کر کے دُنیا تے  
 آخرت دی سعادت کھٹی۔ پیغمبرؐ وچوں حضرت سلیمانؑ دی مثال اے۔ جہناں  
 دی شان بڑی اچھی سی تے آپٹ نوں رب نے بادشاہی نہ صرف انساناں اُتے بلکہ  
 چٹاں جانوراں تے ہوا وغیرہ اُتے وی عطا کیسی ہوئی سی۔ پر کیہ مجال کہ اک  
 لمحہ وی رب دی یاد توں غافل رہے ہون۔ رب اے پیغمبر تے نیکر کو ہندیاں وی  
 ہر وی اوس توں ڈر ہندے سن۔ اللہ تعالیٰ نے انسان نوں دُنیا وچ ایس کارن  
 بھیجا کہ اوہ دیکھے کہ کیہڑا بندہ اٹھو بند وچ صابر شاکر رہے تے کیہڑا کھل ٹھٹھ  
 وچ اپنے آپ وچ۔ ہندیاں رب رسول دے حکماں نوں پروان کر دالے  
 قرآن وچ آوندا اے کہ رب جنہوں چاہوے کُلو ما ڈنھا رزق دیندا اے  
 تے جنہوں چاہوے گُواں منواں۔ یعنی اہ کجھناں نوں رجا کے آزماندا اے تے  
 کجھناں نوں جھکھا رکھ کے۔ اہل مقصد آزمائش امی اے۔  
 تے اہل اصل تصوف تے فقر دیاں رمزآں اُتے یقین نال گل بات ہو رہی  
 اے۔ غور کرو کہ وارث شاہ مختلف کمر داراں کوں کیہے نیچے موٹی بیا کھو اتا

۱۔  
 ۱۔ یاد حق دی صبر تسلیم نہ چاٹساں جگ دے نال کیہ میرا میں  
 بادشاہ سچارب عالماں، ا فقراوس دے مہین وزیر ساتیں  
 فقر کل جہان دا امر اے تابع فقر دی پیرتے میر ساتیں  
 بناں مرشداں راہ نہ ہتھ آوے دھ باجھ نہ تھدی کھیر ساتیں  
 ماں یاپ نہ انگ نہ ساک کوئی چاچا آیا بھین نہ ویر ساتیں  
 دُنیا وچ ہاں بہت اُداس ہو یا پیروں ساڈیوں لہ زکیر ساتیں

- ۲- اد جگ مقام فناہ دا اے سبھا ریت دی کندھ اد جیوناں ایس  
چھال بدلاں دی عمر بندیاں دی عزرائیل نے پڑنا سیوناں ایس  
اج کل دا اد پڑا ہوتاں ایس کسے سدانہ حکم تے تھیوناں ایس  
دارت شاہ میاں انت خاک ہونا لکھو آجیات جے پوناں ایس  
۳- گھوڑا صبر دا ذکر دی واگ دے کے مارن اندریاں کم ہوں چنگیاں دا  
جہڑے مرن سو فقر تھیں ہوں واقف نہیں کم ادمرک تھیں سنگیاں دا  
شوق مہرتے صدق یقیں باجھوں کیا فائدہ ٹکڑیاں منگیاں دا  
دارت شاہ جو رب دے رنگ تے گوہر آب ہے رب دے رنگیاں دا  
۴- فتا رسل اند دی مہین مورت اے رب دے جھوٹ نہ بولے نی  
فقر شیر دا اکھدے مہین بُرج بھیت فقر دا مول نہ کھولے نی  
۵- من سخاک سخاک حکم ہویا گل فقر دی نوں ناپس بستے نی  
جو کجھ کہیں فقیر سو رب کر دا اکھے فقرے توں ناپس تھینے نی  
بُرا بھلا جو دیکھئے مسرت رہیے بھیت فقر دا مول نہ دسیے نی  
۶- گھروچ پیندا گنا سچناں دا پار ہور ناہیں کسے گنھٹ گیا  
گھریا تے دھونڈ دے چہرہ باہر کتے بھل نہ ماریاں اٹھ گیا  
۷- اند وایاں نال کیہ ویر چا پو بھلا کوارے اہ کیہ قاعدہ ای  
پیر چم فقیر دی ٹہل کرے ایس کم وچ خیر دا زائدہ ای  
دارت شاہ فقیر جے ہوں غصے خوف شہر توں قحط و بائدا ای

لے یعنی اللہ تعالیٰ مومن دے دل اندر سما سکدا اے ہور تھے کہ صرے نہیں مثلاً

میر درد دا شعراے

دونوں جہاں کہاں تیری وسعت کو پاسکے

میرا ہی دل ہے وہ کہ جہاں تو سما سکے

آرم علیہ السلام ابے مٹی دا پتلا سن کہ آپن انسان  
کہیا گیا حالاں کہ ابے اوس وچ جان نہیں سی پانی

بادمی ہے بے نظیر

تے نہ ہی روح پھوکی سی۔ قرآن وچ آیا اے :  
هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ  
شَيْئًا مَّا ذَكَرُوا ه (دھر : ۱)

یعنی انسان اُتے اک زمانہ اجیہا وی آیا جدوں اہ کوئی ذکر دے قابل شے نہیں سی  
علمی سیانے کہندے نیں کہ انسان دا وجود رب دا بحیثیت اے۔ اہ جسم  
اہا لباس اے تے خدا دا اہ بحیثیت طبع جسم تے روح دے ملاپ وچ رکھیا گیا  
اے۔ بندہ عاقل ہووے یا پاگل۔ سمجھدار یا نا سمجھ۔ ہوش مند یا بے ہوش۔ کافر  
فاسق۔ فاجر تے جاہل ہووے یا مومن۔ مسلمان نیک تے عالم۔ بہر حال انسان  
ضرور اکھواندا اے۔ اہ وکھری گل اے کہ بعض انسان انسانیت دے درجے توں  
لہہ کے حیواناں توں وی بدتر ہو جان دے نیں جیویں کالاً نعام میں حَمْدُ  
أَصَلِّ وَالِی آیت توں ثابت اے۔ قرآن وچ آوند اے۔

لقد خلقنا الانسان من سلافة من طين ثم جعلناہ  
نطفة فی قرار مکین۔ ثم خلقنا النطفة علقۃ فخلقنا العلقۃ  
مضغۃ فخلقنا المضغۃ عظاماً فلسونا العظام لحمًا نشاناً  
خلقنا آخر فتبارک اللہ حسن الخالقین ۵

بے شک اساں انسان توں و جدی مٹی توں بنایا فیرینوں پانی دا قطرہ (نطفہ)  
کمرے رکھیا اک پکی پیڈی تھیاں وچ (رحم مادر وچ) فیر نطفے توں لہو دی چٹائی بنایا  
تے لہو دی چٹائی توں گوشت دی بوٹی کیتا فیر گوشت دی بوٹی توں ہڈیاں تے  
ہڈیاں اُپر گوشت چڑھایا تے فیر انہوں آخری شکل وچ سوہنا کر کے (پیدا کیتا  
سوہڑیاں برکتاں والا اے۔ اللہ تعالیٰ سب توں سوہنا تخلیق کار۔

یعنی انسان دیاں اہ مختلف شکلاں نیں۔ زندہ رہوے یا فوت ہو جائے

انسان ہی رہندا ہے۔ کامل ہووے یا ناقص کوئی فرق نہیں۔ انسان دی منزل انسانیت و اکمال حاصل کرنا ہے جس بارے "کامل تر انسان" دے عنوان پر پچھلے کالی بحث ہو چکی ہے۔ آہ روحانی تے مادی کا ڈالنا اک بحث سی۔ ایتھے انسانی بدن بارے سائنس دی رونال گل بات کیتی جا رہی ہے۔

**انسانی جسم** | ایس کائنات وچ سب توں وڈی حقیقت تے خالق کائنات دا شاہکار انسانی بدن ہے۔

اے۔ جس دی مثال نہیں مل دی۔ کوئی انسان اجہی مشین نہ بنا سکیا اے۔ نہ بنا سکدا اے۔ رب دی ایکتا دا وڈا ثبوت اے کہ دی اے کہ ہر انسان دی شکل دو بے نالوں وکھری ہندی اے۔ اک سائنسی محقق لکھدا ہے۔ "ایک عجیب و غریب اور وسیع و عریض کائنات کو اس میں انسان (میں) سمیٹ کر رکھ گیا ہے۔ جسے انسان خود سمجھنے کی کوشش میں لگا ہوا ہے۔

لیکن پوری طرح آج تک نہیں سمجھ سکا۔ آپ اندازہ لگائیے کہ مرد کے ادہ تولید کے ایک مکعب سنٹی میٹر میں  $\frac{1}{4}$  کھروڑ حیوانات منویہ ہوتے ہیں۔ اور عام حیوانات میں ایک اخراج میں کئی مکعب سنٹی میٹر کے بقدر مادہ خارج ہوتا ہے۔ جس میں ماہرین کے مطابق ۵۰ کھروڑ حیوانات منویہ موجود ہوتے ہیں۔ ان نصف اوب جراثیموں میں سے ہر ایک اپنے اندر ایک انسان بن جانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ لیکن صرف ایک جراثیمہ عورت کے بیضہ میں نفوذ پاتا ہے۔ جو انسان کی تخلیق کا موجب بنتا ہے۔ اسکی طرح ہر بالغ عورت کے مخصوص حصہ میں ۴ لاکھ نا پختہ انڈے موجود رہتے ہیں۔ مگر ان میں سے صرف ایک انڈا پختہ ہو کر اپنے مقررہ وقت پر نمودار ہوتا ہے۔ اور زیادہ سے زیادہ ۲ گھنٹے تک اس کے لئے تیار ہوتا ہے کہ اگر مرد کا کوئی جراثیمہ آکر اس میں داخل ہو جائے تو وہ ایک مکمل حیاتی یونٹ بن جائے اور یوں حمل قرار پائے۔"



”جسم انسانی چھوٹے چھوٹے خلیات سے مل کر بنتا ہے۔ ایک اوسط  
 قد و قامت کے انسانی جسم میں ان خلیات کی تعداد (ایک کروڑ ۸ ایک ارب) کے قریب بتائی جاتی ہے۔ ایک ہی خلیے سے یہ تمام اربوں کھربوں خلیے بننے میں  
 کروڑوں خلیے (CELLS) روزانہ ختم ہوتے رہتے ہیں اور دوسرے اسی وقت  
 ان کی جگہ لے لیتے ہیں۔ اندازہ ہے کہ ہر سیکنڈ میں خوبی کے دس لاکھ خلیات ختم ہو  
 جاتے ہیں۔ اور اسی تعداد میں نئے خلیات جنم لیتے ہیں۔ جسم انسانی میں بے شمار انواع  
 و اقسام کے ان کھربوں خلیات کا آپس میں اتنا اشتراک عمل ہوتا ہے کہ ہر ایک اپنا  
 کام بڑی ذمہ داری اور صحت کے ساتھ ادا کرتا ہے۔ ہر خلیہ اپنے فرض منصبی کو  
 جانتا ہے کہ کس طرح اس نے سارے بدن کی بہتری اور اچھائی کے لئے اپنے  
 حصے کا کام کرنا ہے۔“

”یہ انسانی خلیے ایک فیصل بند شہر کی طرح ہیں۔ اس کی توانائی کی ضرورت  
 پوری کرنے کے لئے بجلی گھروں کی طرح جسٹریٹر کام کرتے ہیں۔ اس کی فیکٹریوں  
 میں لیمیاٹ (پرڈیٹین) تیار ہوتے ہیں۔ اس تیار شدہ سامان یعنی ٹیمپیا وی اجزاء  
 کو جسم کے تمام حصوں میں پہنچانے کے لئے ایک موصلاتی نظام بھی ہے۔ منظر  
 یا گزند پہنچنے پر اس کے سدباب کے لئے وفاقی اقدامات اور احکامات صادر  
 ہوتے ہیں۔۔۔۔۔ پہلے تحقیق ہوا تھا کہ ۷ سال میں اول خلیے ختم ہو کر دوسرے  
 خلیے پیدا ہو جاتے ہیں۔ اب (نئی تحقیق سے) معلوم ہوا ہے کہ ہر گیارہ مہینے بعد  
 کھربوں خلیوں پر مشتمل یہ پورے کا پورا نظام بدل جاتا ہے۔“

”یہ بات صرف خلیوں پر ہی ختم نہیں جاتی۔ خود خلیوں کے اندر پورا نظام  
 حیات ہے جسے سائنس نے پچھلے ۳۳ سالوں میں ڈھونڈ نکالا ہے۔ اور بس  
 کے نتیجے میں GENETICS یعنی جینیات کی ایک پوری نئی سائنسی ابھر کر  
 سامنے آگئی ہے۔ دادا، پاپا، نانا، پرانا اور ماں باپ کے یہی جین  
 (GENES) بچے میں منتقل ہوتے ہیں تو وہ کالا گورا ہوتا ہے اس کی آنکھیں

نسلی بھڑوری یا سیاہ بون میں۔ اور اس کے بال کالے بھورے یا سنہری ہوتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ یہ اثرات بچے تک اس کے کئی لپٹوں کے جین (GENES) لاتے ہیں۔ ساری خصوصیات ان ہزار ہا جین کے اندر پنہاں ہوتی ہیں۔ جو کہ ایک خلیہ اپنے اندر چسپائے ہوا ہے۔ ان جین سے پروٹین کی خصوصی قسم پیدا کرنے میں مدد دیکھی جلتی ہے جو جسم کے خصوصی افعال کے لئے ضروری ہے۔

”جین (GENES) اصل میں ایک عجیب و غریب کیمیاوی سالمے (MOLECULES) سے ترتیب پاتے ہیں جو کچھ اس شکل کے لمبے سالمے ہوتے ہیں جیسے دو کچھوے ایک دوسرے میں سستی کے دھاگے کی طرح پٹائے ہوئے۔ ہر جانور، انسان یا پودے کی تمام ممکنات اس دھاگے کے اندر سمونے (CODON) ہوتی ہیں۔ اس کیمیاوی سالمے کو DNA کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے جس کو زندگی کا دھاگا کہنا ناموزوں نہ ہوگا۔ اس کے اربوں یونٹ ایک خلیے میں موجود ہوتے ہیں۔

”DNA نہ صرف نسل اور جینیات (GENES) کی کنجی سے بلکہ یہی وہ قوت ہے جو خلیے اور جینیات دونوں کو کنٹرول کرتی ہے۔ ہر فرد کی زندگی کا لائحہ عمل پہلے ہی سے DNA کی ٹیپ میں ٹیپ ریکارڈ ہوتا ہے جس کی تفصیلات اگر تحریر میں لائی جائیں تو بڑے سائز کے ایک لاکھ صفحات میں سمائیں۔ DNA جس کو دیکھنے کے لئے ایک چھوٹی خوردبین کام نہیں کر سکتی۔ اس میں معلومات و ہدایات کا آنا عظیم ذخیرہ محفوظ کر دینا اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا وہ عظیم کرشمہ ہے جس کے علم کے بعد اس کی نقل میں آج سائنس دان ماپس کے برابر ایسا بلوری کمپیوٹر تیار کرنے کی کوشش میں لگ گئے ہیں۔ جس میں کروڑوں کتابوں کا مضمون ذخیرہ کیا جاسکے۔“

لے ماشیہ اگلے صفحے پر دیکھو۔

' انسانی دماغ میں ۲۵ ارب سے زیادہ نیوٹرون ہوتے ہیں۔ جو اپنا کام ہمہ وقت کرتے رہتے ہیں۔ جتنی کہ نیند کے دوران بھی ان کا کام اسی طرح جاری رہتا ہے۔ ساری دنیا کا ٹیلی فون نظام بھی اس کے برابر کام نہیں کر سکتا۔ ذرا آگے بڑھتے اور قلب کو دیکھیں جو خود تو چھوٹا سا ہوتا ہے۔ یعنی اندازاً نصف پونڈ کے برابر لیکن اس میں دو پیپ ہوتے ہیں۔ ایک پھپھڑوں کو خون کی ترسیل کے لئے تاکہ وہاں سے آکسیجن جذب کر سکے۔ دوسرا اس صحت شدہ خون کو سارے بدن میں دوڑانے کے لئے ایک آدمی کی اوسط زندگی میں "دل" تین لاکھ ٹن خون پیپ کرتا ہے اور مستمراً یہ کہ یہ اپنی بجلی بھی خود ہی پیدا کرتا ہے ایک آدمی ستر سال زندہ رہے تو دل ۴۴ کھرب دفعہ دھڑکتا ہے۔ اسی طرح پھپھڑے ایک آدمی کی اوسط زندگی میں پچاس کروڑ مرتبہ پھوٹے اور سکڑتے ہیں یعنی تقریباً انسانی آنکھ میں ایک کھرب سے زیادہ روشنی قبول کرنے والے ریشے بنتے ہیں۔ یہ تعداد ان ستاروں کے برابر ہے جو ملکی "سے" ۱۰۸۷ ۱۰۸۷ ہیں۔ نامی کہکشاں میں ہیں۔ انسانی بدن میں خون کی شرابیوں کو اگرا ناپا جانے تو

اللہ سن ذرا قرآن مجید دیاں آیات پڑھو۔۔۔ اسے نئی ذمہ داری ہے کہ جب سن میرے رب کے کلمات لکھیں ہی سیاہی ہوں تاں سمندر منور ہو گیا جائے گا۔ تے میرے رب کے کلمات تم نہیں ہوں گے بتائیں اتہیا ایک ہو رہندہ سیاہی بنا کے) مدد کاروں یا ندا جانا۔ "کلمت" ۱۰۹ (۱۰۹) تفسیر و فی علماء نے لکھیا ہے۔ یعنی اگر اللہ تعالیٰ نے علم و حکمت کے کلمات لکھے ہوں اور ان کے لئے تمام سمندروں کا پانی سیاہی بنا دیا جائے۔ اور تمام خلیاں لکھے تو وہ کلمات تم نہیں اور یہ تمام پانی تم ہو جائے اور اتہیا اور بھی تم ہو جائے نہ غایہ کے کہ اس کے علم و حکمت کی نہایت نہیں۔ (تفسیر مولانا سید محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی ج ۱۰ آیات مذکورہ بالا)

ان کی لمبائی ساٹھ ہزار سے ایک لاکھ میل لمبی ریلوے لائن کے برابر نکلے گی۔  
 — انسانی جسم میں کروڑوں کیمیائی اجزاء پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس کی مثال یوں  
 ہے کہ اگر آپ ان اجزاء و شمار یہ مشتمل اجزاء کو لفظوں میں لکھنا چاہیں تو اس  
 سے دس ہزار ضخیم کتابوں کی ایک لائبریری بن جائے گی۔ اگر اس کی تفصیل  
 لکھنا چاہیں تو بہت مشکل کام ہوگا۔ کیونکہ انسانی عقل جسم انسانی کے مپیٹنگ  
 نظام کو کما حقہ سمجھنے سے قاصر ہے۔ سائنس نے ہماری عقل و دانش  
 اور ٹیم کو بڑھانے میں بہت کچھ کیا ہے لیکن کیا کوئی سائنس دان یہ دعویٰ  
 کر سکتا ہے کہ اس نے انسان کی ابتداء یا اصل انواع کا کھوج لگا سکتا ہے  
 سرگز نہیں؟

اگر ہم صرف اسی مکمل نظام پر غور کریں تو اللہ تعالیٰ کی بے پایاں  
 عظمت شان نظر آتی ہے۔ اور اس نظام کی باریکی اور نچنگی کا قدرے اندازہ  
 ہوتا ہے۔ خود انسان کا اپنا جسم اور اس کے اندر کی مشین ہی خدائے عظیم و خبیر  
 کی قدرت و حکمت اور خلقت کی روشن دلیل ہے۔ ہم جتنا اپنے جسم کے خلیات  
 اور جینیات کے ضمن میں ان معلومات اور دریافتوں پر غور کرتے ہیں اتنا ہی  
 ہمیں خالق کی بے پایاں قدرت کا یقین مستحکم حاصل ہوتا ہے۔ اور اسی سے  
 ہم اللہ کو پہچان سکتے ہیں اور اس کی ہستی پر صحیح ایمان لاسکتے ہیں۔

[ زماخوز از مطالعہ فطرت اور ایمان "مولانا مرتبہ ڈاکٹر اسرار احمد  
 مطبوعہ مرکزی مجلس خدام القرآن لاہور۔ نمبر ۱۳۔ ص ۱۵۱ ]

**سہمی = موت** | سہمی ہیرتے جوگی

انسانی جسم ہرے عمل بات توں بعد آؤ ہیر دل مڑ کے جھات پائے سہمی  
 (موت) انسان دا ازل دشمن اے۔ جہڑا اوہدا رشتہ دنیا توں توڑ کے اوہنوں قسبت  
 دل توں دیندا اے سہمی رانجھے نوں وی اک عام دنیا داری دا چاہوان انسان  
 لکھ ماشیہ ۱۹۱۱ء پر ملاحظہ فرمائیں

سمجھ کے دُڑ کر کہ دی اے یعنی بیر دے لاگے نہیں لگن دیندے۔ جبر او ہنوں  
 لہوک بانڈی سے کہ ایہہ تاں بیر داناں وی جاندا اے تاں او ہنوں رمانا  
 انداز نوں سامنے رکھ دیاں، خوش تو نا چاہیدا سی کہ حق تیج دا پاجوان دی گدی  
 آیا اے۔ پر اہ اک ہوس کارتے سچے عاشق وچ فرق کرنا چاہندی سی۔  
 برابھے (جوگی) نوں جنبوٹھا عاشق ثابت کرن ای بڑا مشکل لاندی اے  
 ریس جوگیاں دی منگیوں نہیں بندی ہوساں تاہاں ہاں رمانیاں دیاں  
 بے شر دی مچھتہوں پوچھ پڈی جویں منجراں بیٹ نئے سائیاں دیاں  
 کھیاں ڈنکیاں نیں توں پو براوے پریم تھیاں ہوں سائیاں دیاں  
 سر سُن دا رھی تھیبہ لایا اے قدر اں ڈنکیاں ایڈ چائیاں دیاں  
 نیں فقرے جیت دا ذرا واقف خبراں تہہ نوں منہیں چرائیاں دیاں  
 چتر سواد بھرے دکھو گم لگا جویں نیاں ہوں حلوا سیاں دیاں  
 گدھے وانگ جاں جیوں کر میں کچھیاں تھنناں میں تاں پر میاں دیاں  
 باپو نہیں تہہ تینوں کوئی ملیا اے توہناں میں بھلاں مائیاں دیاں  
 اد عشق کیہ جان دے چاک چو بر خبراں جان نئے روئیاں ڈھائیاں دیاں  
 تیراں سہیلیاں توں ایس نہیں ڈرے کوئی رے بھیل دے سانگ کولوں (۲)  
 ایویں ماردی جاوسیں ایس پنڈوں جویں کھسک دا کفرے بانگ کولوں  
 بر کچ کے ٹریں گا چھیں ہٹا جویں سب اٹھ چلیں دا وانگ کولوں  
 ایویں کھپری سٹ کے جاویں گا توں جویں ڈھاڑوی کسکدا کھاگ کولوں  
 میرے ڈھبیاں سب سی جان تیری جویں چور ری جان چھانگ کولوں

لے سچے عاشق موت (موتی) توں نہیں ڈرے۔ موت دا ذرا ویساں توں ہندا  
 اے جہڑے جنبوٹھے ہوں۔ سہتی (موت) جوگی نوں تہہ تھامبھو کے او ہنوں ٹرانڈ  
 اے۔ تے او ہنوں ملے کار سمجھتی اے۔ سٹا سب ڈھاڑوی (ڈاکو) چور ہیرے۔

- (۳) اسان ہمارے گھول کے سب پینے کراں باوے مادواں وایاں نوں  
 وارث شاہ توں جو گیا کون ہندا اوڑک مجھس گما ساڈیاں بایاں توں  
 (۴) کہوں نہ ہمتاں بیباں نیک مرداں کہوں صحبتاں توں اثر پایو وے  
 فریجیاں کہیں چھناں واپس اس بنھتہ را بھیت نہ پایو وے  
 کن پار کے عمر گوا میو ای تینوں بھیت نہ فقرا کیو وے  
 ایہو جہیاں نصیحتاں لکھ پڑھیاں وارث شاہ کیہ آکھ سنا یو وے  
 (۵) جہی نیت تہی مراد ملیسی . گھر و گھری چھا ہی سہرا پوناں ایس  
 پھر کس سنگدا بھونکدا خوار ہندا لکھ دغے پکھنڈ کما وناں ایس  
 (۶) میری بھالی دے نال توں رمز ماریں بھلا آپ نوں کون سدواناں ایس  
 اُدھی حیران ہے نال زحمت گھری گھری کیہ پیا اکا وناں ایس  
 نہ توں وید نہ ماندری ، نہ ساداں جھائے غیب دے کاسنوں باوناں ایس  
 پور چوہرے وانگ ہے ٹیڈھ تیری پی جا پدی سری پھہا وناں ایس  
 کدی بھوتتا ہو کے جھنڈ کھولس کدی بنا دھاری بن آوناں ایس  
 گھود پھہا ہوڑی کھپڑی تین سنوں ہننے ہو رای یک لوا وناں ایس  
 فریجیاں بیری تیا وے اوکھے عشق دے جھارڑے یا وے وے  
 (۷) کلاں چا چو ادیاں بوست کریں او روگ نہ تدھ توں ہا وے وے  
 پیدوں رانجھا سہراں او سہنوں یقین دلاند اے کہ میں اپنے  
 کم دا پورا جانو تے نال آن . جویں .

سن پہنچے اسیں ناں ناگ تالے پڑو سیشیاں زبرد کما وے ہاں  
 مکر فن نوں بھن کے صاف کر دے جن نبوت توں ساڑو کھانے ہاں  
 نقش لکھ کے پھوکے چاناسیں سائے سول دی ذات گو او نے ہاں  
 دکھ درو ملا سب روز ہندے قدم بہناں نے دیزیاں پا وے ہاں  
 سنے تسمیہ پڑھ اتلا ص سورہ بڑھاں ویریاں پٹ دکھا وے ہاں

بہترے گھجھوونوں رن جانے وٹروٹنگ منتر کے چا کھواونے ہاں  
 ساڑے فن اٹے جڑی صدق رکھے اوہدے دکو تے درگواونے ہاں  
 ماں سہتی منھٹی پے جانندی اے۔ حال نامہ راجھا اپنی گل کبہ گیا اے  
 کہ اوہ فن کارا اے جو پ ساڑے فن اٹے ہاں رنرتوں ظاہر اے پر سہتی  
 راجھو عورت) بڑی چالاک ہندیاں وی بظاہر ایتھے مار کھا جانندی اے۔ تے  
 اوہدے چکر وچ آجانندی اے تے کہندی اے۔

سے خاص محبوب اشد دے او ایس وڈ ہٹری نوں کوئی سول ہے جی  
 کوئی بھڑا روک ہے ایس رگنا طبع اس دی رے رنجول سے جی  
 ہمتوں لڑھی جانندی لاکھنڈی اے و دہی ہو جانندی مختول سے جی  
 کروہرانی و دھو فقر سائیں تہا دی مددوں رب رسول سے جی  
 میرے ویر دے ناں سے ویر اہر اہما کافراں ناں رسول ہے جی  
 پر جہوں راجھا راجھی اے کہ اے۔

ناری دہیو کراں علائی اہا جے اڈے کے سمون دہنا نے مینوں  
 نبض دیکھ کے ایس دی کراں کاری و پوے ویدناں سجد بتائے مینوں  
 تاں سہتی جو کتی ہو جانندی اے۔ جوگی اپنے "فقر و پکار چلند ہویا کمل  
 ت کردا اے پر سہتی کمل کے کہندی اے۔

- (۱) سہتی گج کے اکھدی چھوٹا سبھ کنسود نوا لیاں سٹیاں نہیں  
 ہو سجد ذاتاں ٹنگ کھا دیاں نہیں پر ایس ویدے وئی ہٹیاں نہیں  
 (۲) یہی ویدگی آئی بگایا ای کس وید نے دوس پڑوایا ایس  
 دانک چودھری آن کے پیچ بیوں کس ہٹیاں مل سدا یا ایس  
 سہلی ٹوپیاں ہن کے لگڑ وانوں توں تاں شاد ہونو بن آیا ایس  
 ہڈے ذغے تے فن ذریب پڑھیوں ہوں کے کن کوایا ایس  
 توں جسط رہوں نہوں فقر ہویوں ایوں من کے گھون کرایا ایس

(۳) میرے نال کیہ پیا میں ویر چا کا مستحسا سونگناں وانگ کیہ ڈاہیا اک  
 ایویں گھور دانگ نون پھری کھانا کندے بر تر مول نہ واہیا ای  
 ذلی پورے دے ل و لقا وے اسان مال یہ خر ڈوہ چاہیا ای  
 وارث شاہ تون جو پیرا نوان ہویا ڈنگی و چھے نون چا ترا سیا ای  
 تے فیر رانجھا سستی نال اچی ساری گل کر کے بیرنی توجہ اپنے وک دلاند

تیری ہیر دی نہیں پرواد سانوں وڈی ہیر دی انگ سہاے ہیں  
 کیہا ویر فقیر دے نال چایو پچھتا چھتا انوھٹے سہاے میں  
 ملے سراں نون نہ جو پوڑ دینے سگوں وچھڑے سراں نون میلے میں  
 اد جیسی کونج تے جٹ انو پری ہتھی آجے گل تیلے میں  
 وارث شاہ پنس دے نال ہمجنس بندے بھوتازناں گدھے نہ میلے میں  
 اد گل بات سن کے میر نے ون کن کو سیا تے وارث شاہ توجہ :-

بہر کن دھریا اد کون آیا کوئی ادتاں سے درد خواہ میرا  
 مینوں بھوتازن جہڑا اکھدا اے اتے کدھا بنایا سوچا کھیڑا  
 متاں چاک میرا کوئی آن پھا ہے ایس نال میں اٹھ کے سراں جھیڑا  
 وارث شاہ مت کن پڑا رانجھا گھٹت مسندراں منیا حکم میرا  
 تے فیر ہیرا رانجھے نون مخا اب مو کے لہندی اے :-

بڈلی ہیر وے اڑیا جاسا تھوں کوئی خوشی نہ موئے نئے ہستہے کیوں  
 پردیسیاں بولیاں کھلیاں نون وچوں جیو را بجیت چا دینے کیوں  
 فقر بھارڑے گورڑے ہور رہینے کواری گڑی دے مال خر تھینے کیوں  
 جہڑا کن پیٹ لے نسل جائے مگر لگ کے اوس نون دھینے کیوں  
 تے فیر ہیر تے رانجھے (جوگی) وچھا بڑیاں پتے دیاں گلاں ہندیاں

نیں . ہیر پچھتا ہی اے :-

اک باز تون کاگ نے کونج "سو ہی دیکھاں چپا ہے کہ کرا لاوندا ای



اک جٹ دے کھیت آگ لگی دیکھاں آن کے گدوں کجھا ہندا ای  
دیواں چوریاں کھیو دے بال دیوے وارث شاہ جے سستاں میں اوند ای  
تے رانجھے نے رسزناں اپنے رانجھا ہون دا اوہنوں یقین دل دتا۔۔۔

چنانچہ ۔۔۔  
بیر اٹھ بیٹھی پتے ٹھیک لگے اتے ٹھیک نشانیاں سارباں میں  
پتے وکھیاں دے ایس ٹھیک دتے اتے میں وی ساڈیاں چارباں میں  
وارث شاہ اہ عالم وارثی ڈا ہڈا ہوں کہے حقیقتاں سارباں میں  
تے فیراد دو نویں اک دو جے نال گھٹیں جٹ جانے میں بسہتی نوں  
بڑا دکھ ہویا کہ متاں ادا تھوٹا جوگی میری جیناں نوں چکر دے جانے ادا تھوٹا  
نوں سمجھاندی اے :-

سہتی آکھدی منتر کھپانا میں اپنی جابجے گھول گھمسیاں میں  
ایس جو گڑے نال توں کھنوج ناسیں میں تیریاں لوں بلانیاں میں  
آنا خیر نہ بچیا لے دانے کتھوں کڈھنے ودھ ملانیاں میں  
تے فیر جوگی نوں کہندی اے :-  
خیر گھن کے جا فریجیا وے آراولا کھیاں چانیاں میں  
پھر کی بہتے پکھنڈھان دا توں اتھے کھپیاں وٹلیاں پانیاں میں  
تے اوڑک جوگی ۔۔۔ رانجھا سہتی نوں وئی اوہ سے دل دی گل

میکھل کے سمجھا دیندا اے :-

دھیان رہتے رکھ نہ ہوتی غصے ہون نہ بھلیاں دیاں جانیاں میں  
ساڈے پیر نوں جان اپنی مویا لکھتا میں کھابیاں دینیاں آتیاں میں  
نیموں شوق ہے تنہاں دا جھاگ بھرے جہاں ڈاپیاں مار چرایاں میں  
جس ریدے ایس فقیر ہوئے دیکھ قدرتاں اوس دکھانیاں میں  
وارث شاہ اہ سدا ہی جیوندے جہاں بیتیاں نیک لکھانیاں میں

پر کیا۔ چچی ہون دے سہتی جوگی نوں پے بانڈی اے۔ اگوں اڈ وی  
 کھریاں کھریاں سناندا اے تے ناں ہیر نوں وی ولہیٹ بند اے۔  
 اک بھونکدی دوسری کر کے بھکارا دنان بھانی دونوں شکلیاں نہیں  
 ایتھنے بوست فیتیر زحیر موئے ہیریندیاں دیندیاں اکٹیاں نہیں  
 تے ہیر سہتی سمجھاندن اے۔

ہیر آکھدی بہت ہے شوق تینوں بھیر پابہیں ناں دتیاں دے  
 وارث شاد میاں بھیرے نہ پئے کن پائیاں بے پٹیاں دے  
 تے سہتی ہیر نوں جھوٹھے پیراں فقیراں، صوفیاں تے جوگیاں وی تعریف  
 کر کے دس دی اے جہد اذکر "المستصوف" دی تعریف، میٹھ (تصوف دے  
 بیان وچ) آپکيا اے۔

بھابی جوگیاں دے وڈے کارنے میں نگلاں نہیں سنیاں کن پائیاں دیاں  
 روک بنو پے دہی ددھ پون وڈیاں چائیاں جوڑ دے آٹیاں دیاں  
 کچھ گنڈھ و دھاکے وال ناخن رچھ پلمدے لانگراں پائیاں دیاں  
 وارث شاد ادمست کے پاٹ چید بکاں کربلیاں وانانے میں گائیاں دیاں  
 آج سہتی تے جوگی فیر کھیرن لگ پیندے میں۔ ہیر نوں ترس آؤندا  
 اے۔ اڈ راٹھے نوں سینت مار دی اے کہ توں چپ کر۔ میں اہدے ناں  
 متمالفی آل جوگی چپ کر گیا۔ ہیر سہتی دے چھپے پے بانڈی اے۔ ہن اہ  
 دونوں لڑ سناں میں۔ لڑن دی وجہ کیہ اے؟

اڈ ہے کہ ہیر راٹھے نوں سچا سمجھدی اے تے اوہدی  
 ہر قدری کر دی اے۔ جد کہ سہتی جوگی نوں "جھوٹا"  
 آیت کر کے اوس توں ہیر نوں بچانا پابندی اے۔ تے اک مصرعے وچ موت  
 دارہ چپ دھار کے (سہتی موت) رمز مار بانڈی اے۔  
 مار بھلیاں تے تنکاں میں سٹاں پیرے اڈونڈا کاٹھ کھٹوریاں نہیں

یعنی جدوں میں اپنا کم دکھا دتا مانا اور (جوگی۔ رانجھا) کاٹھ کٹھوریاں ۔  
 جنازہ والا منجا بھدا پھرے گا ۔ یعنی موت انسان نوں اپنے آپ توں ڈانڈ  
 اے کہ عشق والا راستہ موت اول جاندا اے ۔

ہیر رانجھے دی طرفدار کیوں؟ ہیراڈ رُوح اے بہڑی ازلوں وچ  
 انسان دے اندر چھوکی ئی سی ۔ اُو

انسان دی بہتری دی چاہوان ایں ۔ اُو ساری مخلوق وچوں اپنے دُولھے  
 نوں پہچان لیندی اے تے انسان نوں پٹیک لاندی اے کہ توں تے ہمیشہ  
 داسکھ پاپنا ایں تاں مینوں حاصل کر ۔ کیوں جے میں رب دا امر ہون  
 پاروں رب نال کوٹھا تعلق رضی آں ۔ جے توں مینوں کھلا کے نفس امارہ  
 دے پھپھے لگیوں اس تیری تیر میں یعنی بس موت توں توں عشق دی راہ وچ  
 ڈر رہیا ایں اذیت تیرا کج نہیں دکاڑ سکدی ۔ اذ موت آومی ماوے ۔ تاں  
 ہمیشہ دی حیاتی دے جانڈا اے ۔ انسان ریتھے رانجھا ہیر توں حاصل کرن  
 ٹی بڑے باہر پیدا اے ۔ پر موت نال متھارانا من سوکھی گل نہیں ۔ سیکھ  
 ریتھے ۔ کم اتی ریتوں ننگھیا ۔ دا اے ۔

اڈاٹ تھانہ خوب توں تدوں پلیے ہوں پنا آپ والیے  
 اڈا ہستی جدوں ہیر نال سڑک ۔ ہفت ہاندی اے تاں ریل بانڈی  
 نوں کتا فی اے ۔

سہتی اٹھیا اڈا ریل بانڈی تیر یا فقیر نوں نہ تھینے  
 اناوت کے رگ تے ہک پیا وچوں اٹھ ہسار دی ورنے نہیں

لے ہاٹھ کٹھوریاں ۔ ہیرا کئی ریل نال لکڑے ۔ لوہے مسارا تے تے چلے ۔  
 تے ۔ پورا تھے رومنی منیاں وٹ جنازہ واد اے تے اسی اصوا پار جیاں دے  
 ہمارے نال چل کے تہستان پنج والے ۔

دست بچیا و بڑوں لہند آئے موزاویں بروہ دے گئے نیر  
**زیل باندی - جھکے** | آیر دے مار فانه رنگ و جہیل باندی  
 اور داز جھکے و اتر جہان میں۔ بیل باندی  
 ہن بہتی دانگم ہی کہ (زرگ نامہ ایک چینا دے کے فقیر (جھکے) نوں  
 مگر وہ لاد۔ پر بیل باندی نے کیہ کیتا۔ سو اسیان کروہ۔

باندی مانتے چپ ہو۔ مٹی ایک چینیہ دا پیا اسیا سہر  
 پہاں نہیں دے پو بر مری و چوں مگا بلاں کدھ کے ناخروں چھیر یا سو  
 باندی لاد دے مال چوا کر کے دھکا دے کے ناخو کھیر یا سو  
 چھبستی نکھ دج دے کے پتم پئے ہتھ ہو کی دے مو نہ تے چھیر یا سو  
 وارث شاد فرک دے باغ و ر کے دیکھ بکلا دے تنوں گیر یا سو

انجما۔ انسان رومانی لگن مال زجیا بختیا۔ جہنے رومانی دولت دی نا  
 رون (میر) دے کہن تے۔ (کیوں تے تبلیغ دا سر چشمہ رب دی ذات اسے  
 اونے انی پیغمبراں علیہم السلام نوں تبلیغ کارن بھجیا سی) گھر بار تے  
 دنیا ہی ہر شے تباگ اتی۔ تے لگوں مون ہو کے رنراب دا بندہ بن کے رب  
 دل اسیان لا کے۔ رب دی رحمت تے رننا بھدا چھیر یا سو۔ اوہنوں جدوں  
 پینا خیرت دے تھوڑے پایا گیا۔ ماں او تمار اٹھیا۔ چینیہ دی وضاحت  
 توں پہلاں اک حدیث شریف پڑھو۔

اک صحابی حضرت ابو سعید خدری توں روایت کر دے نیس کہ اوہنا  
 فرمایا۔ میں ایسے کمزور مہاجر ہوں جو چوں ساں بہاں (کپڑا نہ سون و جہوں)  
 پٹیاں تھروایاں تھانواں۔ دے دوسرے تھتیاں مال چھپایاں تھدیاں  
 اس اک قاری قرآن پڑھ رہیا سی۔ اپراں نوں سرور۔ دو بہاں تشریت لے آئے۔  
 تے ساڈے کول کھانے۔ جدوں قاری تے حضور نوں دیکھیا تاں او چپ کر  
 گیا رسول اللہ نے رنناں نوں سلام آکھیا تے چھپا۔ کیہ پئے کر دے سو۔ ۹

۲۔ لیتے۔۔ یا رسول اللہ! ایک قاری توں نماز کا کلام پاک سن رہے تھے اس  
 آہ سن کے آپ نے فرمایا، تعریف لائق آہ رب اے جہنمے میری امت ورنہ  
 ایسے لوگ پیدا فرمائے جنہاں بارے میںوں اللہ نے فرمایا اے کہ میں وہی  
 اُنہاں نال کچھ سمجھ رہا ہوں۔ چنانچہ حضورؐ ساڈے وچکار بیٹھ گئے جو آپ  
 ساڈے برابر دے بندے نیں۔ فی حضورؐ دے ارشاد موجب ایسے دامن  
 بنا کے بیٹھ گئے۔ تے کوئی نہیں سی پچپان سکدا کہ ساڈے وچ اللہ دارہوں  
 کبڑا اے۔ حضورؐ نے اپنے آپ نوں کمزور مہاجر اں وانگ بنا یاتے فرمایا  
 ۔ ستو مہاجر دہ ایشو! تہا نوں پوری پوری کامیابی دی بشارت ہوئے  
 کہ تہیں قیامت والے دن مال داروں نالوں ارحام دن پہلاں بنت ورنہ  
 باؤئے۔ جس دن مقدر ہنچ سو سال ہووے گی۔

(اشفٰ المحجوب ص ۱۰۰) ترجمہ مفتی غلام معین الدین  
 نوٹ :- ایسے حدیث نوں حضرت جنید بغدادیؒ نے حضرت راویان توں  
 بعض لفظی اختلاف نال بیان کر دے نیں۔ پر یہ توں سبجہ و آلواں  
 ایسے توں معلوم ہووے کہ وہاں ہر قسمی فلسفی تے غریبی کی مٹیاں دا  
 ذکر ملے۔ بشرطیکہ نادان ورنہ رد کے ورنہ بندہ بے سبب  
 دے حق حقوق پورے پورے ادا نہ رہوے۔ جے ادا کج نہ کر کے تان زنی  
 بھلکھتے تے متلی ترشی، اکوئی فائدہ نہیں۔ وارث شاہ نے بھلکھتے نوں سبیل  
 باندنی تے کردار نال تھا۔ کیہتا اے۔ ریل۔ ایک کنیز اے۔ کنیز دارہو سب  
 نوں معلوم اے کہ آہ اپنا کوئی اختیار نہیں رکھدی۔ وارث شاہ نے کہی کوئی  
 غلام ورنہ غلام عورت بارے کج کہوایا اے۔

پاکر موزماں سدا بے نعمت، سوون آتے آدمی بے نقصان ہووے  
 یعنی بھلکھتے اک کنیز اے تے کنیز خدمت کما رہندی اے۔ آہ اکوئی مُعذر  
 نور نہیں نہدا۔ بشرطیکہ اوہ مالک صحیح معنیوں ورنہ مالک ہووے۔

سروں کی گدی اے۔ تاں اونوں مٹان لسی کچھ کھانا پیندال  
 اود نوراک اہی ہون ہون اے کے برقی ہون۔ بکھے نے تاں ڈھڈ  
 بھراں ہن تھیاں ایں جہڑی تے نال وی بھر کجے۔ بھکھا بھکھا نہ  
 ہووے ساہن ساہرتے شاکر سووے تاں اود بڑے وقار نال آ لے سوا لے  
 نال بھڈ بھون دی تھیاں تے نال ڈھڈ بھرا ساہرا لے۔ اوہنوں بھکھا  
 رہیا منظر اے پر اود منظر کھا کے گزارا کرن نوں بھیرا اجبان دا لے۔  
 ایسے کر کے اشد والیاں لے نزدیک بھکھ دی بڑی فضیلت لے۔

**بھکھ دی فضیلت** | تَدْنَلِ ذِمَانْدَا اے۔ وَنَبِلُو تَسْرَ بَشِي  
 مِّنْ اَشْوَابِ وَالْجُوعِ وَ النَقْصِ مِّنْ  
 اَدْوَابِ الرِّبَا وَ النُّفْسِ وَ النَّمْرَاتِ - یعنی ریس فرور خون بھکھ  
 ماں جان تے ویاں د گھانا دے کے تہاڈا امتحان لوں لے یعنی بھکھ اتھما  
 دا ذریعہ لے۔

سول اللہ مو ان فریاء۔ بصر جاشع اعب۔ الی اللہ تعالیٰ  
 سبعین عابد عابد۔ یعنی اشد دے گھروج بھکھے دا پیٹ ستر  
 مائل ساہراں نالوں ودھکے محبوب لے۔

آپ دا ای ارشاد لے : اَجْبِعُوا بَطُونَكُمْ وَ اطْمِعُوا  
 كِبَادَكُمْ۔ اہم و اہم۔ لعل قلوب بکھ تری اللہ  
 عبا تا : الدنیا۔ یعنی تیں اپنے پیٹ بھکھے رکھو۔ اپنے جگر پیاسے  
 نے اپنے جسم بے زینت ماں جے اشد تعالیٰ تہاڈے دلاں لوں دیا ہوج  
 "ساہرا بکھے"

راتا ج بکھ وماندے میں ہو، نوں بھکھ بدن واسطے بلا لے۔ دل  
 واسطے وشنی لے تے جان واسطے منجانی تے باطن لئی بقا۔ جیروں باطن  
 تہاہم لے تے جان ساہرا سٹھری ہو جائے تے دل روشن ماں ایس

(بمقامہ جرن) اور کبیرہ ہرج اے۔ (کشت المحجوب ص ۲۲) بزرگوں کا قول  
 اے کہ الجوع طعام الصدیقین و مسلک المریدین و قید الشیاطین یعنی  
 "جھکھو صدیقان دی غذا مریدوں کا مسلک۔ تے شیطاناں لسی قید  
 (اداکم رکھدی) اے۔ جہڑا غذا دے بندیاں بندیاں لکھتے اس دے  
 اہ ای۔ "بھکھا" اے تے شیطان دی قید تے نقصانی خواہشاں دی بندش  
 جھکھا رہی ہن اے۔ یعنی بزرگوں دے نزدیک "فاقہ" دن دو راناں  
 راندا اے۔ یعنی دے نزدیک دن دن تے تن راناں دے لیس دے نزدیک  
 ساتے (بندیاں) راتے جس دے نزدیک چال دنیاں ۱۰ + چھتھن بزرگوں دا  
 مذہب ادا ہے کہ سچی جھکھو چالی دن بعد اکواری لگدی اے تے ادا جان  
 توں بندہ رکھ لسی کافی اے۔ ایس دوران وچ جہڑی بے حسنی تے بیقراری  
 ظاہر ہندی اے۔ اوہ طبیعت ہی شرارت تے اوہدا ٹھمنڈا اے۔ اسد  
 اوس توں بچانی رکھے آہیں۔ لہو بے عافاں ہن بھیاں سہ سہ راب دا  
 بیت "بندیاں نیں۔ تے اوہناں دے دل بے دین تے کیرے دل بند  
 نیں۔ اوہناں دے سینیاں دے وچ جہڑاں تے پوچھے گئے تے باندے  
 تے عقل تے خواہش بے دے دربار وچ بیٹھیاں بندیاں نیں۔ روح عقل  
 دی مدد کردی اے نفس خواہش دی۔ ہر یاں سمیعتاں بھتساں تے اوس  
 نفس و تاناں "نفس" طاقتور ہندا اے۔ خواہش دے دھدی اے۔ اس  
 انسان ہن اوہدا رو بھیلے۔ اے۔ جس مال "مال" ہن "مالا" تے پورا  
 جاندے نیں۔ جہوں جھکھو نفس توں ہر یاں پورا پورا بندہ اے۔ ہن  
 "بہوں" نفس کہہ دے تے تھاناہ و پانا اے جس مال "مال" ہن "مال" تے  
 ہو جاندی اے تے تھاناں دے حجاب لپہ جاندے ہیں تے سب دے سب  
 ظاہر ہوں تے پندے میں۔ ہوں نفس کہہ دے ہن "مال" تے پورا  
 تے اوس وچوں نفسانی تمہاش تے ہو جائے۔ تے اس لہو تے ہن

تلمار وچ گم ہو میراں نال اناں ویلے بندہ اپنا مقصد پالیندا اے  
 کتاب اشوب صفحہ ۳۰۳-۳۰۴-۳۰۵

**چینا** میں باندی نے جھگڑ مٹان لئی۔ چینا بڑی کیتا۔ چینا اک  
 بہت اناج۔ جنہوں کوئی کچھدا نہیں۔ تے علامت اے۔ دنیاوی۔ دنیاوی  
 مثال تصور علیہ السلام نے انج بیان فرمایا اے کہ الذنوب دنیا جیکہ...  
 ... الخ۔ یعنی دنیا اک مُردار اے تے اوہ اظہاب کتا۔ رانجھا اصل وچ  
 روت اے۔ رب دقا مٹان دا چاہو ای ایں۔ اوہ صرف میرا اظہاب اے۔ خیر  
 مٹان دا سلسلہ تان صرف زندہ رہ کے میرنوں ڈھونڈن دا اک وسیلہ اے  
 تان تہ زندگیاں ایں اہ میرنوں حاصل کر سکے۔ ربیل باندی نے حدوں چینی  
 دا پتہ الیریا۔ تان رانجھا غصے نال لو لاکھا ہو گیا۔

رانجھا دیکھ کے بہت حیران ہویاں دودھ وچ انب دیاں پھاڑیاں نیں  
 غصے نال جیوں حشرنوں زمین تپتے جو دج کھلیاں پیا۔ ریاں نیں  
 پینا چوگ چوئیاں آن پائیو مٹھی اسی گولے دا بڑیاں نیں  
 جس تے نبی دارو اوردناہیں اکھیں پھیرنہ مول اگھاڑیاں نیں  
 ڈب موٹے نیں کماہی وچ چینی وارثُ شاء نے بویاں ناریاں نیں  
 اہ بھچھیا گھتیو آن چینا نال فقروے گھولیاں یاریاں نیں  
 ہونے ہونے لوہڑا بڑا قبر ہو یا کم ڈوب سٹیا اناں ڈاریاں نیں  
 میرے کپڑے چاہیت کیتے پیاں دھونیاں سہنیاں ساریاں نیں  
 وارثُ شاہ بارود دی کوٹھڑی وچ سٹ چلی ایں توں اٹکیا رہاں نیں  
 ایساں شعراں توں ظاہر اے کہ رانجھے دے حق وچ چینا انج  
 سی جیویں دودھ وچ انب دیاں پھاڑیاں پئے جان۔ رانجھا بڑیاں رمنز  
 دیاں نکلاں کردا اے۔



جیسا چوڑے چھوٹیاں آئی پاؤں چلی ایسی گولے دہریاں میں  
 دُوب مونسے میں کما ہی دن جیسے وارث شاہ نے بویاں ماریاں میں  
 پھینا = مُردار دُنیا = چھوٹے = بھٹا گڑ وغیرہ کھان تال چھڑوں وچ کھاج  
 دُور ہو جاندا اے۔ تاں کبیا جاندا اے کہ چھوٹے لڑکے میں یعنی چھوٹا زندگی  
 داکیرا۔ یا دُنیا وی گندگی وچ کھتیا انسان دو جے لفظاں وچ راجھا کہندا اے۔  
 کہ ریل ما سبہ توں مینوں کوئی مُردار خور یا گنداکیرا سمجھ بیا ائی کہ اہ خورا کہ  
 مینوں پھلکھ لائن کارن پیش کیستی۔ — بے دُھی تیرا ایہو خیال اے۔  
 تاں فیر توں بڑی چال کی کیستی اے۔  
 کاسی داسطک جلاہ۔ پر ایجھے کاسی تو مُرد دُنیا دار اے۔  
 جہڑا دُنیا حاصل کرن لئی رات دن کسب یعنی کم وچ لگا رہندا اے۔  
 "جوگی" اک تھیاں اپنی تعریف اِنج کردا اے۔

جوگی آکھیا خیال نہ پوو میرے سب شیندہ فقیر وادیس کہیا  
 نونجاں وانگ مویاں دیں جھدے اساں ذات صفات داجیس کہیا  
 وحن دماں دے مال تے ذات جوگی ساڈا دیس قبیلہ اخیوش کہیا  
 تہڑا وطن تے ذات دادھیان رکھنے دُنیا دار ہے تہ درویش کہیا  
 دُنیا مال ہے اساں پونڈ کہیا، پتھر بوڑنا مال۔ سریش کہیا  
 سب خاک درخاک فنا ہونا وارث شاہ پھرتہاں نوں عیش کہیا  
 یعنی اصل وچ انسان دا مقصد ایہو اے کہ اوہ اپنی ہستی نوں  
 فنا کر کے اصل ہستی یعنی رب مال محو ہو کے باقی ہو جائے۔

بقول اقبال " سے

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ ترہی ہے کہ دانہ ناک میں گل و گلزار موتا  
 نوٹ :۔ جنت تے گل و گلزار وچ بہرا معنوی اشتراک اے اہ وی گود کو پرا

## دُرودِ والی کل

اُپر اک مصرعہ بڑا اہم آیا ہے۔ یعنی دع  
 بس تے نبی واروا دُرودِ زانیس کھیں پھیرتہ مول گھازیاں نیس  
 یعنی اہ لوک جہڑے رسول دا نام سُن کے "صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم"  
 کہن دے روادار نہیں۔ یعنی اہ "محمد" دا نام سُن کے دُرود پڑھنا ایس  
 لئی ضروری نہیں سمجھدے کہ اہ آپ نوں رسول اللہ نہیں سُن دے۔ اہ لوک  
 جے دنیا داری وچ کھیس جان تاں سُر کے اکھاں اگھاڑن دا سوال ای پیا  
 نہیں ہندا۔ جے اکھاں اگھاڑن وی تاں اوہناں دے کسے کم نہیں  
 اوندیاں (الاما شا اللہ) کیونکہ ہدایت دا سرچشمہ رب دی ذات لے  
 اہ رہی خواہش مال ہدانت نہیں پاسکدا۔ ہدایت اوہنوں مل دی  
 اے۔ بھڑا سچے (رب رسول دے) رستے دا راہی ہو جائے۔

## دُوبجا مطلب

ایس مصرعے دا دُوبجا مطلب اہ ہے کہ جہڑا مسلمان  
 نبی پاک دا نام سُن کے آپ اُتے دُرود نہیں بھیجدا۔  
 ہدایت شریف دی دُونالی اہ بخیل اے۔ بخیل دُنیاوی مال دی چاد وچ  
 گڈیا ہندا اے۔ تے اہ اللہ دی راہ وچ تاں اک پاسے، اپنی ذات دا  
 دی مال خرچ کرنا مناسب نہیں سمجھدا۔ مایا نعت اوہنوں مکتی توں دُور  
 کھو دیندی اے۔ اہ ایس مود وچ کھب کے اتھا ہو جاندا اے۔ تے

لے بے تنگ جہڑے لوک (رب اُتے) ایمان لیا تے جہڑے یہودی نے  
 یا ستارہ پرست یا نصاریٰ (اہنوں وچوں) جہڑا ایمان لیا یا رب اُتے تے  
 چنگے عمل کائے تے اوہنوں تے دُرود اے تے اہ خوف کھاوے: (۵: ۶۹)۔  
 نالے فرمایا۔ صرف نصاریٰ ہی یہود تے مشرکیں دے مقابلے وچ تہاڈے  
 (مسلماناں) قریب تر نیس تے نالے تہاڈے دوست نیس کیوں جے ایہناں  
 دوج عالم تے درویش موجود نیس۔ جہڑے مغرور نیس بیگے۔ (۵: ۸۲)۔

فیرا ہمنوں اکھیاں دھولن دی توفیق ای نہیں ہندی تے اخیر ایسے حالت  
وج ادبی موت آجاندی اے تے نتیجہ - خراب -

قرآن مجید وج آؤندا اے -

سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِينَ تَقُومُ ۖ وَمِنْ شَرِّ لَمَسِ السَّجْدِ ۖ إِذْ سَبَّحْتَ بِحَمْدِ رَبِّكَ  
سَدَدَةً ۖ وَلَا يَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَهُ ۗ ۝ كَلَّا لَبِئْسَ الَّذِيكُ  
فِي الْخُطْبَةِ ۗ ۝ وَمَا آذُرُكَ مَا الْكُفْرَةُ ۗ ۝ مَا نَسَرَ  
اللَّهُ الْبُذُوقَةَ ۗ ۝ الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى الْآفِئَةِ ۗ ۝ إِنَّهَا  
عَلَيْهِمْ مُّؤَصَّدَةٌ ۗ ۝ فِي حَمِيٍّ مُّؤَصَّدَةٌ ۗ ۝ (سورہ ہمزہ)  
خرابی اے بر طعنے باز غیب دے ستاشی لہی جنہے سمیڈیا مال تے گن  
گن کے رکھیا ایس خیال مال کہ اد مال اہے مال سد ر ہو کے گا کوئی  
گل نہیں او ہنوں سٹیا جائے گا - دھولن والی وج - تینوں پتہ اے؟  
کون اے دھولن والی اگ اے رب دی سلگانی ہونی، جہڑی ولاں کے  
چڑھ جائے گی، بے شک اہ او ہناں اُتے بند کر دی جائے گی، لے  
لے ستوناں وج (یعنی او ہناں نوں اگ وج سٹ کے بے بند کر  
وتے جان گے -)

سورہ بنی اسرائیل وج آدمی دی فطرت انکے بیانی گئی اے -  
" اے نبی اکافراں نوں کہہ دے کہ جے تیس میرے رب دی رحمت  
دے خڑا ہنیاں دے مانگ ہندے تاں او ہناں نوں وی روک رکھ دے  
ایس خیال مال کہ متاں خرچ ہو کے ملک (جان) دکان الائنٹاں  
قنوں اہ یعنی "اد آدمی پڑا کجوس اے" (۱۰: ۱۰)

تے بعد رانجھا " چینی " بارے کہندا اے  
میرے کپڑے چا پیت کیتے پیاں دھونیاں سمیڈیاں لیاں

ظاہر ہے کہ چینا بطور اناج گندگی وچ شمار نہیں ہوتا۔ یعنی اصل  
 وچ چینا "نکھد دنیا داری دی مثال ہے۔  
 ریل بندی جواب وچ جس چینے دی گل کردی ہے اسے اے (دوسری  
 رمز داخل ہے۔

(۱) اناج (۲) دنیا داری سے چا ہوان لئی نکھد دنیا داری۔  
 (۱) بطور اناج

چینا جھال جھلے جھٹاں ساریاں دی چینا مول ہے دکھیاں سکھیاں دا  
 ان چینے دا کھائے نال کھنے سواد ڈھونڈیے ٹھکان رکھیاں دا  
 بنی پتیاں ایس دے چاولاں دیاں مائی باپ ہے نکھیاں بھکیاں دا  
 وارث شاہ میاں نواں نظر آیا اہ چالٹا لچیاں بکھیاں دا  
 یعنی چینا۔ ہراک غریب سکھیں تریب دی خوراک ہے اہ بڑا سواد  
 مند ہے۔ ادیاں پتیاں وی بن دیاں نیں۔ وغیرہ۔

(۲) بطور نکھد دنیا داری: ایس توں مراد ہے کہ ہر شے ایس مادی  
 دنیا دا وسیلہ ہون کر کے روٹی ٹکڑا کھا کے ای جیون دا محتاج اے  
 پیغمبر ال توں لے کے امام انساں تک سب روٹی کھا کے جیون کرے  
 ہے نیں۔ ایس توں بغیر کوئی گزارہ نہیں کر سکدا۔

لے تن وچ لفظ بھکیاں لکھیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اصل لفظ بھکیاں ہے  
 اک طنز یہ مثال ہے۔ "مرچاں کھاندے نکھے تے گھو کھاندے سکے" یعنی مرچاں کھان والے  
 آں موٹے تازے تے ڈلے مشندے نیں تے گھو کھان والے سکے کاتے ورگے۔ تالے  
 بھکیاں دا قافیہ آپرے مہرے وچ وی آیا ہے۔ تکرار بیزاری دا سبب وی لگدی  
 ہے۔ ایس لئی میں تصرف کردیاں "بھکیاں" توں ترجیح دتی ہے یعنی لے کہ وارث شاہ نے وی  
 ایچھے "بھکیاں" لکھیاں سی۔ جہڑا بید وچ بھکیاں کر دتا گیا۔ (قدر آفاقی)

(۳) دُنیاوی مثالِ مردارِ نال (حدیثِ مؤحب) دتی گئی اے۔ پر حرام  
 شے اُدوں تے "ادنی حلال ہو جاندی اے۔" جدوں "جانِ خطر  
 وچ ہووے تے" جتنی "نال صرف جان نچ رہوے۔ اوس توں ودھ حرام  
 اے۔ یعنی نیجا مطلب اہ کہ دُنیا داری وچ ایسی حیاتی نوں قائم رکھن لئی  
 اک حد توڑی کھینا جائز اے تاں جے انسان زندگی یا میں "آخرت" سنوار  
 دابند و بست کر کے۔ کہندے نیں اَللّٰہُ نَسَاہُ مَوْزُؤُتَاہُ اِرَاخِرَہُ۔  
 جتنی اہ دُنیاوی آخرت دی کھیتی اے۔ پنجابی وچ کہندے نیں: دُنیا کھیتی  
 آخرت سیٹی۔ بہر جاں ایس بند ری اپنی تہ صریح اہی کافی اے۔  
 راجھا چنے بارے غلط فہمی مذہبی تے شرعی مثالوں دے کے اچ گل  
 کر دا اے۔

پینا خیر دینا بُرا جو گیاں نوں چھی بھا بڑے نوں پاس باہ ہنساں نوں  
 سہا چو ہنساں نوں بیجا مومناں نوں موت اجڑاں نوں آکھیں ہنساں نوں  
 وارث شاہ جیوں سنکھیا چو سہیاں نوں، سنکھیاں تے پانگ پرہنساں نوں  
 تے فیر باندی نال اوکھا پھیکا بوتدا اے۔ چنگ منداری بولد اے: سہتی  
 نوں وی وچے گھیٹ لیا تدا اے ہیر نوں وی اوہنساں وچ اہی شمار  
 کر دا اے۔ پچ اوہنوں کہندا کچھ نہیں۔ بلکہ صرف سہتی تے باندی  
 نوں اہی جو کہندا اے سو کہندا اے۔

تسیں تے گھولائناں او اجان دا اں کڈھاں دواں دانا پوسٹا وڑا نیں  
 تے ہیر نوں گھل کے اچ آکھیا نیں۔  
 میرے تیرا حیا ہے بہت مینوں نہیں ماراں سو کپڑا پھل کے نیں  
 تے ہیر کہندی اے۔

بولی ہیر میاں! غاب پاتری، پچپا تھیاں اہیں پھو سناں اہں  
 پیانے وچھڑے چونپ نہ رہی کافی لوکاں و اناں نہ بھٹیاں میاں اہں

اسیں جو کہ اسی خاک تیری ہو کچھ آکھسو اسیں منیساں ہاں  
وارث شاہ پر دسی دی غور کرینے اسیں اپنے دس پان پیناں ا

### جن پیمان = راک وضاحت

ایس بندوج "بیر" نے ریل بانڈی، سہتی تے اپنے آپ نوں پر پیناں  
اکھیا اے۔ تے اہ دی پچھیا ٹرٹیاں عام کھاظمال بیر تے پر دسین ہوسکدی  
اے۔ پر سہتی تاں اجے کواری اے تے پکیاں گھر بندی اے اُد پچھیا  
ٹرٹی تے پر دسین کیویں ہونی؟ تے ریل بانڈی وی سہتی دی کمرانی ایں! اونوں  
- دسین کہنا وی مناسب نہیں سی - فیر بیر نے سبھناں نوں پر دسیناں اکھیا؟  
تاں کیوں آکھیا؟

دوجے مصرعے وچ اہ پیاریاں دے وچھڑن دا ذکر کر کے تے آس تری بن  
کے کہندی اے کہ اسیں دوجیاں زنانیاں ہاں انوں مٹھیاں تے وچوں مینیاں  
نہیں ہاں۔ - تیجے مصرعے وچ آکھیا اے کہ اسیں تیر پیراں دی خاک  
آں تے جو آویں منن تے مجبوراں ہاں منن لئی تیار تہیں بلکہ مجبوراں (مینسیساں  
دا ایہو مطلب اے کہ ساڈی ڈیوٹی اے کہ تیری بات سننے۔ تے چوتھے مصرعے  
وچ وارث شاہ غور کرن لئی کہہ کے ہیر کولوں اکتو ادا اے کہ اسیں ہاتھے زیاں  
وسنیک نہیں ہاں۔ ایہہ اسیں اپنے دس (ماکے عدم، روحاں دا جہان)  
ریاں وسنیک ہاں یعنی ایس دنیا وچ رہندیاں وی ساڈا دل ہر ویلے اوسے  
اے نگار بند اے۔

ایہناں مصرعیاں نوں اہ گل ظاہر بندی اے کہ پر

(۱) بیر - روح اے تے عالم ارواۃ اہدا اصلی دس اے اہ دنیا اول  
لئی پر دس اے۔

(۲) سہتی - موت اے۔ موت دی رب دی مخلوق اے۔ قرآن مجید  
خلق الموت و الحیات - موت تے زندگی نوں پراکھیا گیا

(سورہ مائک) یعنی جس طراں زندگی نوں ایں دنیا دج گھلایا گیا اے۔ اوسے  
 طراں موت نوں وی ایٹھے بھیجا گیا اے۔ مقصد کہیہ اے؟ قرآن موجب  
 لَبِيبٌ لِّكُلِّ اٰیٰتٍ اَحْسَنُ عَمَلًا۔ آزمائش کہ کبھی اُسٹھری عمل  
 کر دیا اے۔ لہذا سہتی وی پردیس ثابت ہو گئی۔

(۳) نہ بیل باندی = بھکھ۔ قرآن وچ آوند اے کہ ایں اماناں  
 توں رزق امارنے آں۔ گویا رزق رب دی عطا اے۔ جے رزق رب دی  
 دین اے تاں بھکھ وی اوسے ولوں آوندی اے۔ جو ایں ارشاد اے۔  
 يَسْطُرُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ۔ یعنی جنہوں چاہوئے  
 اہ کھلی ڈھلی روزی دیندا اے۔ جنہوں چاہے کن من کے۔ گویا رزق تے  
 بھکھ وی رب نے ایں دنیا وچ انسان دی آزمائش کارن بھیجی اے۔  
 سو ثابت ہو یا کہ بیل باندی وی ایں دنیا وچ بیرتے سہتی وانگ  
 پر دیں اے۔ حالانکہ ظاہر ارتگ موجب سہتی نے بیل باندی توں  
 پر دیں نہیں سی آکھیا جاسکدا۔

اُن سہتی اہ راز کھلن توں بعد ہیر دے دولے جو جاندی لے تے  
 طعنے منے زیندی دانی پاندی اے۔

زیر لوجھے گھنے یار نے نیں کارے منھھے چاک دیے پاریسے نیں  
 پہلے کم سنوار ہوہیں نیاری بیلے کبیر نے جلتے ڈار پے نیں  
 اکھیں مار کے یار توں چھیڑ بو ای نی مہاشتی چنچل مار پے نیں  
 ہوارٹے ناہ ہمتی ہڈے دی لاج بندن ساکھ کرتے تے پارا مار پے نیں  
 تے آخری مصرعے وچ جہڑی سہنت اے۔ اوہ دوہری کاٹ

رکھ وی اے۔ یعنی

(۱) اہ اک مطلب اہ ہے کہ جے توں رانجھے دا ہنڈو پھریا سی

ناں اُدی لاج رخصتی سی۔ جے کسے مجبوری و تہوں پہلاں ناکام رہی ایں  
تاں نہن موقع ائی ساتھ کرے تے تاں پاروی آنا لاری اے۔

زوج دو با مطلب اہ کہ جس طرف روح نون حکم سی کہ تون انسان و روح کے  
اوپدی آزمائش دا سبب تے ذریعہ بنا ایں۔ اوسے طرح مینوں ز سہتی موت  
نوں حکم اے کہ میں انسان دی آزمائش دا کارن بناں۔ ایں لحاظ مال ایں  
دو تویں آزمائش لئی ایں دنیا و روح گھلیاں گھیاں ہاں۔ جے تون کامیابی چاہی  
ایں تاں میں وی کامیابی چاہی اں یعنی تیرا میرا ساتھ رہ دی رضا نالے  
اے۔ اہ ساتھ چھڈ نہ جائیں۔ تے نیر جھکڑے کڑے و روح سہتی نے چینی  
دا بگ جوگی دے کھوٹھے و روح گھت چھٹا یا تاں جے دیکھے کہ اوہ ایں  
آزمائش و روح پوراوی اتر و اے یا مار کھ جائدا اے۔

پر را بچھا ایں آزمائش دی بھٹی و چون کندن بن کے نکل دا اے

گھوٹھے و روح سہتی جینا گھت پر پھٹ جوگی دے کالجے و روح پیا

بھٹوں چھڈ ز بیل جا۔ تون ماری جینا ڈلھ پیا گھوٹھا بھج پیا

تے را بچھا گھوٹھا بھٹوں و جہوں رہ پڑا کے پہہ جاندا اے۔ تے بیرنوں پر

کے طعناں دا جواب اے دیندا اے :-

جے تاں پول کدھا فنا نہیں آہا گھوٹھا فقر واپا بھٹا بیے کیوں

پہہ جانی تون مہنا چاک و اسی یاری نال بلوچ دے لائے کیوں

تے سہتی موت بارے بڑیاں سو بھیاں کھاں کر دی لے تہدا مطلب اہ

جے دل نفس ذالقت الموت۔ یعنی ہر کوئی مرے گا۔ البتہ رہا

نال یاری رکھن و اے مٹی و روح رل کے بھی نہیں مرن گے۔

کل جہتنا ہو خاک لئی ثابت فو اللہ دے رہن گے دے

تے نیر را بچھا پھلا مار کے ہیرے و روح بہہ جاندا اے۔ بہانہ اہ

گھوٹھے یاں ٹھیکریاں جوڑ سیا اے۔ پر اصل و روح :-



بہنوں نے نظرتے پیر کے دل دیکھے کرے سینتاں کے رمزا الے  
وارث شاہ نے مکر سکھا رہا دیکھو جھگڑوں مول نہ مارا اسے

مکر دے معنی بن تدبیر، داؤ، آئے چکر بازی، جے  
اب لفظ نیک کردار کے لئی ورتیا جائے۔ اس کی دی

مکر وہی بحث

مخاطبات کارن تدبیر کرنا۔ داؤ کھیلنا۔ مراد ہندالے۔ جوہی اسلئے  
تیکیر ڈن کیداً واکید کیداً۔ یعنی اہ کافر حق دے مخالفت (وی  
چکر چلانے میں آئے میں وی داؤ کھیلناں۔ یا۔ ذواللہ خلیفہ  
الکماکیر یوں۔ یعنی شہ پاک سب توں سوئے واؤ جانہ ہمارا اسے۔ تے  
جے مکر دی نسبت باطل تے جھوٹا مال ہووے تاں اہرے معنی دھوکھا  
فریب وغیرہ ہندے میں۔ اچھے چونکہ وارث شاہ نے مکر سکھایا۔  
اسی لئی پتھے مکر دے چنگے معنی مراد نہیں۔ جوہی حضرت یوسف سے جھڑ  
مصراے میں۔ تاں بنیائیں (یوسف دا بھرا) توں اپنے کول ٹھہرن لئی  
حضرت یوسف نے۔ ب دے دس مال کہہ داؤ پٹایا۔ جس مال اوہ بنیائیں  
وں اپنے کول رکھن وجہ کامیاب ہوئے سن۔ ایسے طریقہ دا اک واقعہ  
معادہ حدیبیہ بارے پیش آیا۔ چہروں ابوسنیان کافروں دا ٹھہرنا  
لنا کے معاہدے دی کرڑی خلافت ورنی توں بعد۔ اس معاہدے  
دی تجدید لئی مدینے گیا۔ پر حضرت رسول کریم توں کے حضرت  
صدق اکبر تے حضرت عمر فاروق تہہ پھانساں توں ناپوس ہوئے  
آخر وجہ شدت علی کول لیا۔ سب نے فرمایا۔ توں مسعد بن ہونہ وجہ  
معاہدے دی تجدید ااکولا اعلان کرے۔ اس چلا جا۔ چنانچہ اوہنے  
اچھی کیتا۔ جدوں تے اڑیا تاں لوکاں حقیقت حال سن کے آکھیا۔  
"اے تاں کولی گل نہ ہونی" ایس وجہ حضرت علی دی دانائی تے تدبیر  
سلاہی جوگ سی نتیجہ ابد نکلیا کہ مسلمان جنگ کی تیاری کرن لگ پئے

جد کہ قریش "گو مگو" و اشکار ہو کے آخرت میں مات کھا گئے۔ مطلب اہ کہ اچھے مقصد لئی تدبیر کرنا بظاہر مکر لگدا اے پر اصل وجہ اہ مکر نہیں بلکہ حکمت عملی ہندی اے۔ جد کہ بڑے مقصد لئی اجہبی استادی "کارستانی" گئی ہباندی اے۔

ہن ہیرا رنجھے دی طرف۔ ار بن کے سہتی نال مستھا لاندی اے۔ دونویں کہ وحی نون دا ہوا لکنا نویاں گلاں لاندیاں نیں۔ سہتی کہندی اے۔  
 یمنوں سدھ کمال ولی عوث دے مینوں ٹھگ دے جھیس جھوٹیاں دے  
 تیرا ابا سالوں نہ جھاوے آئی ہو رکیہ مو نہوں اکھا وئی ایں  
 تے اخیر سہتی، ربیل باندی دی مدد نال رنجھے نون ڈھا کے کٹ  
 اہ صدی اے۔ دونویں ہیرنوں اندر واڑ کے گندی لاندیاں نیں۔ چھڈان  
 والا کول کوئی نہیں۔ رانجھا پا سے بھٹا کے تھوڑی دیر بعد نیر گرم ہو جاندا  
 اہ غصے دھا آ کے سہتی تے باندی نون چنگار کھکے ماردا اے۔

بہا رچھ تلندراں کول بوندا، سوٹے چتر دیں لاندیاں سو  
 "جوگی! واسطے رب دے بس کر جیا۔ ہیر اندروں آکھ چھڈا یاں سو"

ایتھے رمزدی گل ایسی ایں کہ :-

**رمزدی گل**

"موت کولوں نہیں ڈر دے جنھاں نیں ملا لے نیں"

صدقے جان دلیر دے جنھاں نیں ملا لے نیں"

یعنی رب نال تعلق رکھن والا بھکھ تے موت توں ڈر دا نہیں۔ جہدا  
 نتیجہ اہ ہندا اے کہ اہ کامیاب ہو جاتا اے جے ماریا جائے تاں شہادت پا  
 کے ہمیشہ دی زندگی دا مقدر ہو جاتا اے جت جاتے تاں غازی۔

بیخ ہوا میں | وارث شاد نے انسان دی بے بسی دا نقشہ کھچیا اے

بیر چپ بیٹی اسیں کٹ کدھے ساڈا واہ پیا نال ڈوریاں لے  
 وارث ڈاڈیاں دا تنوٹ و تہیں ہائے رب اگے کزوریاں لے  
 ہن رانجھا رب ول دھیان کروا اے ۔ جدوں سارے اسباب  
 فیل ہو جان تاں فیر رب دی ذات اتے توکل انی کم دیندا اے ۔  
 یسوں رب باہجوں نہیں تاہنگ کافی سب ڈیاں غماں نے لتیاں نہیں  
 تے ہیر (روحانیت) ادھنوں سمجھاندی اے ۔

روندا کاسنوں بیر بنا لیا وے پنجاں پیراں دا تھلاپ میاں  
 لازم کار توں پیر پنچے ترادور ہووے دکھ تاپ میاں  
 تے رانجھا ۔ اسباب توں مونہہ موڑ کے توکل تے حقیقت لے

وردا پیر پیراں بہندا اے ۔ ادا نگر چھڈ کے کالے بارغ چلا جاندا اے  
 ہتھیں سونج ڈھواں سرچا ٹریا کالے بارغ ڈھیر مچا بیٹھا  
 اکھیں میٹ کے رب دادھیان ڈھرا چارے طرف ہی صونیاں لا بیٹھا  
 وٹ مار کے چائے ہی طرف اچی او تھے ولکن خوب بنا بیٹھا  
 "اساں کج کیتا رب سچ کرسی" ادا اکھ کے ویل جگا بیٹھا  
 بھڑکی اک جیاں اون تار کیتا عشق مشک و ہان سنکے جا بیٹھا  
 وارث شاد اوس ویلے نوں ٹھہور دا سی جس ویلے اکھیاں لا بیٹھا  
 میٹ اکھیاں کھیاں بندگی تے چھلے وچ مستانڈا ہو رہیا  
 کرے عاجزی وچ مراقبے دے ذمیں رات نڈتے رو رہیا  
 کدے مست مجذوب لٹ باورا مو الف سیاد متھئے لے پو لہیا  
 آواز آئی بچہ رانجھیا او تہیں صبح مقابلہ ہو رہیا  
 وارث شاد نہ فکر کر مشکلاں دا کجھ ہوناسی سو ہو رہیا  
 ہیر نے رانجھے نوں "پنجاں پیراں" نوں نکارن لئی آکھیا سی ۔ پنچ ہیر

ہنچ جو اس میں۔۔ جو اس دا اسباب تال تعلق اے۔ رانجھا اسباب تال  
چھڈ گیا اے۔ تے توکل تے ہو رسیا اے۔ فیر تو اس (اسباب) دی لوڑ  
میں پیش آئی۔؟

**وجہ** | اہ جو اس رہ کھاندے لئی مادی اسباب مہیا کر دے  
نہیں۔ پر جے بندہ ذکر فکر بھکھو تے فائے نال اصدق یقین دی وچارھا کے  
نفس نوں مواتے طاقتور بنان دی بجائے (روح تے عقل نوں طاقتور  
بنانوتے تال ایہو جو اس اپنی طاقت دے مالک ہو جاندرے نہیں کہ دنیا  
دیکھ کے حیران رہ جاندری اے۔ مثلاً اکھیاں دکھیں لئی نہیں۔ پر اکھاں  
نال بعض عامل اپنے وڈے وڈے کم لیندے نہیں کہ یقین کرنا محال بند اے  
تو جہ یاد دھیان و تھ اپنی طاقت مہدی اے کہ ایس نال بے جان چیزاں نوں  
حرکت دتی جا سکدی اے۔ اہ تال دُریا دار عاظاں دی گل اے۔ اشد مال  
تعلق رکھن والے جہوں جو اس اُتے قابو پالیندے میں تال ہر شے  
ادبیاں اگے مُستحق ہو جاندری اے۔

شیخ سعدی ہوراں اک حکایت لکھی اے کہ

یکے دیدم از عرصہ رود بار      کہ پیش آمد پر ملتے سوا  
چنار گل زان حال بر شست      کہ رسیدم پائے زنتن بہ بست

یعنی میں اکواری رود بار      سے میدان وچوں نگھدیاں اک

اشد و بندہ دیکھیا بہڑا پلنگ (جیتا) اُتے سوار آ رہیا سی۔ میں اہ نظارہ  
ملک کے سہم گیا تے میرے پیر تون دی تھماں بھو کے رہ گئے۔ اوہ گول آیا  
تال میں اوہنوں چھپیا۔ ایہ کیدہ؟ اس آکھیا۔ اہ کوئی وڈی گل نہیں۔ ہر  
کے دی گل ایہا۔ "کہ از نیم داوڑ تو گردن میسج۔ کہ گردن نہ پید ز حکم تو  
سج"۔ یعنی توں اشدرے حکم توں نابری نہ کر۔ تال جے کوئی شے تیرے حکم  
دی نابری نہ کرے۔ چنانچہ اشد نال تعلق جھڑن پاروں بندہ ایساں اُچا ہو

جاندا اے کہ ہر شے اودھے اگے سچ ہندی اے۔ اودھی عقل سمجھو نہ رہتا  
 رکھیں، سُسن، جاکھن، تے محسوس کرن دیاں طاقتاں رب دی معیت نال  
 انساں نوں آپڑ جانداں نیں۔ اک حدیث قدسی دا مفہوم اے کہ اللہ فریاد  
 اے کہ جہڑا میرا بندہ نفلوں تے ات محبت بھری عبادت راہیں میرا قرب  
 حاصل کر لیندا اے تاں فیریں اودھے کن نیک، انگھیاں وغیرہ بن جاواں  
 آں۔ جنہاں نال اہ کم لیندا اے، چنانچہ میرا (روحانیت) تے راجھے  
 دیاں پنجواں پیراں نوں لکارن لئی جہڑا آکھیا۔ اہدا مطلب ایہو سی، جو حدیث  
 قدسی توں مراد اے۔ یعنی اللہ دے خلوص والے بندے بنی دا درس  
 اے۔ (مُخْلِصِيَاتٍ لِّكَ يَا رَبِّ) (قرآن)

رب وُلِّدْ صَيَانَ كَرْنِ تَوْنِ بَعْدَ مَا كُنْتُمْ نُوْنِ اَكَاوَدِ  
**ہجور آزمائش** | آیا سی کہ تیرا صبح مقابله ہجور سیامتے پینا کچھ

روز جھیرے تونہنجاں دوڑ کیتی تونہنکے کٹاک اربیلیاں دے  
 جوڑی کونجاں دیاں ڈاران ایسویں بائیس پیرن کھلے اونٹن مہیلیں لے  
 ہونہم کار پے کی تے دودت ملی جھنٹے پاسنے گرب گھیلیاں دے  
 ایہو تون دی تھاں وچ آن دڑیں ہونہم کار پے گئے جوڑیاں لے  
 وارٹ شاہ ہشتناک جیوں دھونڈ لیندے عطر واسطے بنے پھیلیاں  
 تے فیرا وہناں رانجھے دے اسباب دا لے سامان بخش تونہنکے  
 اوہ مارے رانجھا لٹیا پٹیا گیا، پر اوہنت ہمت نہ اری تے سوچیا: ہونہو  
 تک پیغام تاں کسے فریے ٹھلن

توہ رنوں مور پے تبا ڈھکے شجھون تے تیار ہوس جیوانی  
 تراز پوس جیوں دھانڈوں شینہ جھنٹے اٹھ لوتیاں لے بے گجیاوی  
 سبھے نس لٹیاں اک رہی جھنٹے باسوٹن چڑنی اٹے وجھیاوی  
 باب! اے ماہی منڈے جاناہیں پری دیکھو ادھوت تلجیاوی

نشکی ہو بیٹھی سرٹ ستر زبور سبحہ جان بہانیاں تجیای  
 ملک الموت عذاب تھیں کرے تنگی پردا کے واکدی نہ کجیای  
 وارث شاہ حساب توں پری کپڑی صورت حشر دا دیکھ لے و جیای  
 تے کڑی نے اگوں آکھیا :-

کڑی آکھیا مار نہ پھاوڑی وے مرجاواں گی اہل دیوانیاں وے  
 نکل دستنی ہے سو دس مینوں تیرا لے سینہوڑا جانیاں وے  
 میری چاچی تے جہڑی تہہ سلین اسیں حال تھیں نہیں بیگانیاں وے  
 تیرے واسطے او سدھی کراں منت پاس ہیرے جاٹیاں وے  
 وارث آکھ کیوں آکھاں یا اوستوں آوے ہیر دلا مال خزانیاں وے  
 راجھا ان گل سن کے اندر و اندر خوش ہو یا کہ جلو محبوب مات منجھن  
 والا قاصد تاں ہتھ آیا تے قاصد وی مستہر جنے دستیا کہ اسیں تیرے حال  
 توں پہلاں انی واقف ہاں سو پوری کر شمس کر دیکھاں گے  
 رانجھے سینہا دا کج کھلایا :-

جا میری آکھتا بھلا کیتو ساتوں حال تھیں چاہے حال کیتو  
 بھنڈا سیاہ سفیدی عشق والا گھٹ بھیمہ غم لال کیتو  
 طلا کندن اک داتا کیے چاندروں پابروں لال کیتو  
 فتح آباد چا دتی او کھیریاں توں بھار انجھنے وے ویر و وال کیتو  
 کر کے لوک دکھاوڑا ویاہ والا ڈولی چڑھن لگی حال حال کیتو  
 چھڈ نہی ایں سیاں تے مہیں ماہی وچ کھیریاں دے کجاں کیتو  
 جاں میں گیا ویرے سہی نال نال کے بھیرے چور و انگوں میر حال کیتو  
 بھلے چودھری دا پت چاک کیتو چا جگ اُتے مہینوال کیتو  
 تیرے باب درگاہ تھیں ملے باہ نالے اترھ میں نال کیتو  
 ساڑیاں بے حال کنکال کر کے حال نال تھیں چالے حال کیتو

ز تو اپنا شوق تے سوز مستی دارت شاہ فقیر نہال کتیو

رانجھے دی آزمائش جاری اے۔ ایس بند وچ رانجھے نے انسان دی  
پڑبیتی دی دس پائی اے کہ کس طرالیں او دنیا وچ حتا کج دی خاطر دھکے دھوڑ  
گھاندا اے۔ اصل صورت حال انج اے کہ عشق دی ڈنڈی پینا بڑا اوکھا کم  
ایں۔ پر ایجھے ہر انسان واسطے لازمی اے کہ او رب دے عشق والی بازی  
جت جائے۔ بھانویں سر لہہ جائے۔

رانجھا ایجھے جہڑیاں ٹسکاں تے شکوے کر دا اے اوہ کوئی نکلی چھپی گل  
نہیں۔ حدیث شریف وچ آندا اے کہ دنیا مومن واسطے قید خانہ اے  
اوہنوں کھل ڈکھ تے آرا دی نہیں۔ بلکہ اوہنے گوہر مقصود دی حفاظت  
کر دیاں ایس دنیا وی گزاران گزارنی ہندی اے۔ ایجھے ہر مصرع اک  
"خزانہ" اے جہدی تشریح واسطے کئی ورقے چا بیدے نیں میں ایجھے مرت  
اک مصرعے دی تشریح کراں گا۔ باقی ساری گل بات قاری حضرات آپو  
گویدین گے۔

مصرعہ ۷۷  
فتح آباد چا دتی او کھیڑیاں نوں بھانوا رانجھنے دے پور ووال کتیو

**تشریح** | کھیڑیاں عزرائیل فرشتہ اے۔ فرشتیاں نے آدم دی پیدائش  
ویلے اعتراض کیتا سی کہ او دنیا وچ نسا دے خون خرابہ کرے  
گا۔ (بقرہ) پر اللہ پاک نے آکھیا جو میں جانناں او تئیں نہیں جانڈے +  
تے انسان نوں پیدا کر دتا فرشتیاں وچ ہوا و ہوس وغیرہ کچھ نہیں رکھیا  
کیا۔ جہد کہ انسان وچ ادھمنا د چیزاں رکھیاں گئیاں نیں۔ دو جے نغظ  
وچ ہر لحاظ نال فرشتے فتح مند نیں۔ کیوں جے اوہناں نوں کسے نال رونا  
نہیں پیندا۔ سگوں رب دے حکم موجب عمل اوہناں دی نظرت اے۔  
نایدی اوہناں وچ ہے ای نہیں۔ ایس کر کے نہ اوہناں نوں سزا خود

نہ جزادی خوشی۔ اوہ فتح مند نہیں۔ دُوبے پاسے انسان اے۔ پہلاں تاں ایس  
 نوں متضاد چیزاں دے میل نال پیدا کیتا۔ قیر ایس دے اندر متضاد چیزاں  
 نیکی بدی۔ صبر بے صبری۔ عقل بے عقلی۔ علم بے علمی۔ عشق تے ہوس و غیرہ  
 رکھیاں جوئی ارشاد باری اے **قَالَ لَهُمَا فَجُورَ هَا وَتَقْوَاهَا**  
**وَالشَّمْسُ تَغْرِبُ فِي أَفْئِقِ مَرْجَومَ زَكَاةً**۔ یعنی اپنے اندر توں پاکیزہ بنان  
 دی شریاوی لاہتی تاں جے خلاصی ہوئے جہڑا ناکام رہوے اہ سزا دے مستحق ہے۔  
 سب توں وڈی گل سی شیطان دا وجود جنہوں واصل دے کئے تے انسان  
 دا ویری بنا کے اُدیے مگر لاہتا۔

بظاہر فتح آباد تحصیل ترنتارن ضلع امرتسر (بھارتی پنجاب) وچ  
 اک پنڈا اے۔ تے ڈیر ووال وی ایسے تحصیل دا اک ہور وڈا قصبہ اے۔  
 (د قصبہ پٹھاناں را کر کے مشہور سی) دریائے بیاس دے کنارے تے واہوا  
 گنگرا قصبہ اے۔ پرویر ووال توں مراد اہ ہے کہ انسان لئی اہ دنیا دشمن  
 نگری اے۔ ایسے ہر انسان دشمن دارا اے۔ اوہنوں ہر ویلے سوکھتے چوکتا  
 رہ کے اپنے اندر رکھے ہوئے "ذَقُّوا دینا" دی راکھی کرنی پیندی اے۔ جد کہ  
 قدم قدم تے ایمان تے ریاست دے دشمن اہ مال کھوہ لہن لئی پھیراں پاندے  
 پھنڈے نیں۔ آدم توں سجدہ نہ کرن توں بعد ابلیس نے بدوں انساناں نوں  
 گمراہ کرن دا ٹھیکہ چکیا تاں رب پاک نے فرمایا میرے مخلص بندے تیرے  
 قابو نہیں چڑھن گئے۔ سو اہ دنیا دا سلسلہ اصل وچ مخلص تے غیر مخلص دی  
 پچھان تے پرکھ وی سبارٹری اے۔ جہڑا ہر بندے واسطے "ڈیر ووال" اے  
 اتنی مصرع یعنی متطیع وی مخلص بندیاں دی ترجمانی کردا اے۔ جہناں توں رہی  
 محبت وچوں حصہ تے ایمان دی دولت مل گئی اے۔ اوہناں کول دنیاوی  
 مال بھانویں بالکل نہیں۔ اوہ بظاہر کنکال نیں۔ پر شوق تے سوز و مستی دی

تے افغاناں



دولت نال رھے بچھے نیں۔ تے ایس حال وچ نہیڑا ای او بنناں دی کاسیابی دی  
دیل اے۔

کڑی بان مچھا کے پنڈ بھنج دی اے۔ تے فیر سے  
سہجے آن کے ہیر دے کول بہہ کے حال جوئی دانگول کے دیسیاں  
پھڈنگ ناموس فقیر ہویا رہے روندرا کدی نہ ہستیا ای  
ایس حسن کمان نول آتھ پھڑ کے اُتھر داتیر کیوں کستیا ای  
وارث تسادے تھرات مینہ وانگول نیر اوسرے نیناں تھیں ویسیا ای  
تے اگول ہیر جواب وچ کندی اے کہ راجھے نے ظلمی لسی تھریاں تھیں  
دس ہیٹھا۔ اوتیاں نول پتہ لگاناں اہ پیر تے اوہدے ٹگریے گئے نیں اوسار  
میں نہیں ہون ریندے ایس بارے اک حدیث شریف اے۔ دس مہینے  
نہجی۔ جھنے چپ وئی اہ نجات پا گیا۔

بولن ناول چپ بھلی تے چپ وچ لکھاں پڑے  
جے منصور چپ کر رہندے سولی کابنوں چڑدے  
فیر گزنی ہیر نول چیتا کراندی اے۔ کہ اڈ کوئی اچ دتیرا عاشق اے؟ اہ ناں  
ازلاں توں تیرے شوق وچ مست اے۔  
جھوں روح اقرار اخراج کیتا تہوں باتھیوت وچ ڈھسیا سی  
بندار اچھے نول کندی دینی ٹھیک نہیں۔ پر ہیر نول غصہ اے کہ  
راجھے نے ہیرت کیوں بھنیا۔؟  
چنانچہ اہ کندی اے۔

عاقی ہو بیٹھے ایس جو گیزے تھیں جالائے زور جو لاوناں ایں  
ایس حسن تے ہو مغزور بیٹھے چار چشمہ دانگول لٹاوناں ایں  
سرمہ اکسیاں دے وچ پاوناں ایں ایس وڈا گھمتہ رچاوناں ایں

رُنج دے کے یار پیارے تائیں سید را بجھے دے نال لڑاؤں ایس  
 را بجھے کن پڑا کے جوگ تیا ساں جوگ تے جز یہ لاؤناں ایس  
 وارث شاہ اہ باغ وچ جا۔ میٹھا ساں باغ دا حاصل لیاؤناں ایس  
 پر گڑی وی بلا اے۔ اہ بیر نوں کھاڈا رکلاں سمجھاندی اے کہ بہ  
 غائی ہو کے کھیڑیاں وچ وڑی ایس عشق حُسن دی وارثی جھینے تا  
 پچھا انت توں دیونا ہو کے جس نوں جھکا اوس دا کاسنوں پھینے تی  
 جہڑا دیکھ کے مکھ نہاں ہووے کجھے قفل نہ بان پھینے فی  
 پچھا مانہہ دتھے سچے ناشقاں نوں جو کجھ جان تے بنے سو کھینے فی  
 اچھو جوگی تے جا کے ہو حاضر اسیس کم وچ دھل نہ گھتتے فی  
 وارث شاہ نباہئے توڑ تائیں نیوں لا کے پچھیاں نہ ہنٹے فی

تے ایس توں بعد بیر: اہل موم ہو جاندا اے۔ تے اوہ بہتی نوں نال  
 رلا کے اپنے مقصد وچ کامیابی بارے کوشش کرن لگی اے۔ بہتی ایدھر اودھر

لے گڑی کون اے؟ تہ جنماں وچوں گڑیاں نے نکل کے دھاوا بولیا سی۔ باقی گڑیاں  
 آں نس کیماں۔ اک قابو آگئی۔ گڑیاں عارفانہ رنگ موجب خواہشاں تے شہوات نیں۔ سو  
 اہ گڑی وی اک خواہش اے جنہوں را بجھے نے زیر کر کے اپنی گرفت وچ لے لیا۔ جیوں  
 خواہشاں اتے گرفت حاصل ہو جانے تاں اہ بڑیاں تابعدار ہو کے انسان دے کم آؤندیاں نیں۔  
 تنہیں مارہ خواہشاں دا سر چھپا اے۔ پد جیوں اہنوں مغلوب کر لیتا جاندا اے تاں ایہو  
 اتہاں مظہرندہ میں جاندا اے۔ منور دا ارشاد اے کہ ہر بندے اُتے اہد شیطان غالب آجاتا  
 اے سوائے عمر کتاب دے کہ اہ اپنے شیطان اُتے غالب آگئے (گتف المحجوب ص ۲۸۲)  
 سو اہ گڑی شیطان تے شہوانی قوت سی جنہوں را بجھے (انسان) نے قابو کر لیا۔ تے نر  
 اوس توں مرئی موجب کہیں داہتیں کیتا جوں حضرت سلیمان پناں نوں مغلوب کرن توں بعد  
 او پناں توں کم لینا دے ہندے سن۔ (قدر آفاقی) ص ۱۰

دیاں کافی گلاں کر دی اے۔ پھر ہیر دیاں لیسیاں سُن کے اوہ وی اگوں موسم ہو  
 جاندی اے۔ ایتھے وارث شاد عورت ذات دی اک فطرت انج بیان کردالے۔  
 جیو رن دا چھلڑا کچ دا اے

تے زیر سہتی ہیر نوں کہندی اے :-

جا بخشبا سبھ گناہ تیرا تینوں عشق قدیم تے سچ دا لے  
 وارث شاہ پل یار متا ایسے ایتھے نواں اکھاڑا راج دا اے  
 ایس توں اگے گل چلان توں پہلاں ہیر دے "عاقی ہون" تے حسن اپر غور  
 کرن والے بند بارے گل کتھ ضروری باب دی اے۔

## وارث شاہ دا دعویٰ

وارث شاہ دا دعویٰ اے کہ :-

اد قرآن مجید دے معنی میں بھڑے شعر میں وارث شاہ دے نہیں

آؤ ذرا قرآن مجید دی رونال نکورہ بند دا ویروا کرے ہیر اکھدی اے :-

(۱) عاقی ہو تہنئے ایس جو کیرے تھیں بالالے زور تو لاوناں ایں

(۲) ایس سُن تے ہو مغور بیٹھے پار چشم دا کنک سٹاوناں ایں

(۳) لکھ زور توں لاجے گدا ای اسان بدھیاں باجھ تہاوناں ایں

(۴) کُمرہ اکھیاں دے دج پاوناں ایں اسان وڈا علمتہ پچاوناں ایں

(۵) رُخ دے کے یار پیارے تائیں سیدار اچھے دے نال سٹاوناں ایں

(۶) رانجھے کن پٹا کے جوگ رہا اسان جوگ تے جزیہ لاوناں ایں

(۷) وارث شاہ اہ باغ صبح جا بیٹھا اسان باغ دا حاصل لیاوناں ایں

تشریح :- انسان رب نال پیار کھن دا کتاں وی دعویٰ کرے جہ تک

آزما سُنال اہ اپنے دعوے دج پورا نہ اترے رب اوہا دعویٰ تسلیم نہیں

کر دا۔ بیویں اہ فرماندا اے :-

(۱) تنہا ڈاکیہ خیال اے کہ تیں جنت دج داخل ہو جاؤ گے جہ کہ رب نے

اجے پڑتایا نہیں کہ تہاڈے وچوں کیترا جہاد کر داتے تے کیترا نابت قدم رہندا  
 س۔ (آل عمران : ۱۴۲)

یعنی آزمائش توں بعیر جنت (بمیر = روح . رب دی رضا جنت . رب  
 دادیدار) نہیں مل سکدی ۔

(۲) تہاڈے وچوں کوئی دُنیا دا طالب اے تے کوئی آخرت دا چاہوون

فیر رب نے تہا نوں ازمان لئی کافراں و لوں پھیر دتا۔ (آل عمران : ۱۵۲)

یعنی اہ و کایھن لئی کہ مصیبت وچ تہا ڈی کیتھ حالت ہندی اے . یا کون  
 تہا ڈے وچوں سچا اے تے کون جھوٹا ؟

(۳) اللہ تعالیٰ تہاں مومنوں نوں موجود حال تے نہیں چھڈن لگا۔ جد

تائیں چہ نصیبت (ناپاک . منافق) نوں طیب (مومن . پاکیزہ) توں وکھ نہ

کر لوے۔ تے اللہ تہا توں غیب دیاں گلاں دسن والا نہیں سیکن اللہ پاک

پہن رسولوں وچوں جنہوں چاہوے (ایس کم لئی) چُن لیندا اے۔ سو

اللہ تے اوہدے پیغمبراں اتے ایمان لیاواتے جے تئیں رنج کر دے تے مُتقی

بنوگے تاں تہا ڈے لئی بڑا ثواب ہووے گا۔ (آل عمران : ۱۷۹)

(۴) مسلمانوں! تئیں اپنے مال تے جان دے سلسلے وچ ضرور آزما

جاو گے۔ تے تہا نوں اپنے توں پہلے اہل کتاب (یہودی تے نصرانی) دیاں

گلاں سننہاں پھین گئیاں تے (جہ نیاں ہون گئیاں) مُشرکاں (مُشرکین مکہ)

و لوں بڑیاں تکلیفاں تے جے تئیں صبر کیتا تے تقویٰ رکھیا تاں بے شک اہ

سنت و اکم اے (آل عمران : ۱۸۶)

(۵) وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَكِن لَّ

يَسِّرَنَّ لَكُمْ دِينَكُمْ فَاسْتَقِيمُوا لِحَيْرَاتِكُمْ (المائدہ : ۴۸)

مسلمانوں! بے اللہ چاہتا تاں تمناں اتواتنت بنا دیتا پر تہا نوں

دینا آسان فرمادے گا۔ اوس مال جو کچھ کہ تہا نوں دتا۔ سو نیکیاں وچ (الکدو جے

توں) اگے ودھو :

(۶) اُد ای رب اے جہنے تہانوں زمین وچ نامب بنایا تے تہاڈے وچوں  
اک دے درجے دوجے ناموں بلند کیستے۔ ایس لئی کہ تہانوں جو دنیا (سب حال وچ  
رکھیا اے) اوس مال آزماے۔ (کہ امیر امیری وچ خاکہ تے فقیر فقیری وچ  
سابقہ ہے کہ نہیں)۔ (الاحقاص: ۱۶۵)۔

(۷) قیامت والے دن کافر دوزخ ول پکے جان گے۔ تاں جے اللہ جیٹ نوں  
پاکیزہ توں وکھو کر دیوے۔ (الانفال: ۳۷)

(۸) اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِينَةً لِّهَا لِنَبْلُوَهُمْ  
اَلْيُحْسِنُوْا اَحْسَنُ عَمَلًا۔ اسان زمین اُتے جو کچھ بنایا۔ اوہدی  
سجاوٹ تے رونق لئی بنایا۔ تاں جے ایس لوکاں نوں پرکھے کہ اوہناں  
وچوں کیہڑا ودھیا عمل کروا اے۔ (الکہف: ۷)

(۹) وَنَبَلُوْكُمْ بِالْاَشْرَارِ وَالْاٰخِرَ فِتْنَةً وَاللّٰهُ  
تُرْجِعُوْنَ۔ (الانبیاء: ۳۵)۔ تے ایس تہانوں بُرائی تے پھیلانی

پچا کے آزمانے آں تے تسان ساڈے ول ای پرمتنا اے +

(۱۰) کیہ بھلا لوک ایس گھمنڈ وچ نہیں کہ اُد ایسی کل کہیں مال چھوڑ  
دیتے جان گے کہ "ایس ایمان لیائے" تے اوہناں دی آزمائش نہیں  
سووے گی؟ تے بے شک اسان اوہناں توں پھیلیاں نوں آزما یا۔ تے  
منزور اللہ سچیاں بارے جانے گاتے نالے جھوٹکیاں بارے وی۔ ۲۹۱: آتاس

(۱۱) جے اللہ چاہندا تاں کافراں توں تہانوں لڑایاں بغیر ابدانے لیندا  
پر اوہدی مشیت تاں اہ ہے کہ تہانوں اکہ وچے نال (لڑاکے) پرکھے۔ (سورۃ محمد: ۴۱)

(۱۲) مسلمانو! ایس تاں تہانوں منور پرکھاں گے۔ ایہتھوں تک کہ علم ہو  
جہت کہ تہاڈے وچوں مجاہد کیہڑے نیں تے صابر کیہڑے؟ تے زوالے ایس  
تہاڈے حالات پرکھاں گے۔ (محمد: ۳۱)

(۱۳) تہاڑے مال تے تہاڑیاں اولادوں تہاڑے لئی آزمائش نیں۔ تے  
 جہڑے اہناں دے ہندیاں آزمائش وچ پورے اترن اہناں لئی) اللہ کول بڑا  
 اچا اجر (تے ثواب) اے۔ (تغابن : ۱۵)

(۱۴) بے شک اساں اہناں نوں پرکھیا۔ جے کن باغ وایاں نوں پرکھیا  
 سی۔ جیوں اوہناں سو نہہ کھاہدی کہ ضرور سویرے ہندی نوں اسیں سارا پھل  
 توڑ لوں گے تے "انشاء اللہ" نہ آکھیا تے تیرے رب ولوں اک پھیری کرن  
 والا باغ اتے پھیرا کر گیا۔ تے اُوہ تے پئے سن۔ تے سویرے باغ ارج سی کہ  
 جیوں سارا میوہ کسے توڑ لیا ہووے۔

اُوہ تڑکے سارے اک دو جے نوں بلارے سن۔ کہ چلو سویرے سویرے  
 اپنی کھیتی ول جے ودھنی ایتاں۔ تے آپو وچ اُوہ ہولی ہولی گلاں کر  
 دے جاندے پئے سن کہ ارج کوئی مانگت تہاڑے تک نہ اُپرڈ جائے تے (اُوہ)  
 تڑکے تڑکے تڑے اپنے اسیں ارادے موجب خود نوں قادر سمجھ کے۔ تے  
 فیر بدوں اوہنوں تکیا۔ (زناں) آکھن لگے۔ بے شک اسیں راہوں کھنچ  
 لگے (اساں)۔ سگوں ساڈی قسمت کھوٹی (ہو گئی) اوہناں وچوں جہڑا  
 کسے حد تک عقلمند سی کہن لگا۔ میں تہاڑوں آکھیا نہیں سی کہ تیسں تیس  
 کیوں نہیں کر دے؟ (انشاء اللہ کیوں نہیں کہندے؟) کہن لگے ساڈا  
 رب پاک اے۔ بے شک اسیں بے انصاف ساں تے فیر اک دو جے  
 توں الاہے دین لگ پئے۔ (فیر) آکھن لگے۔ ساڈی قسمت بھیرنی۔ سچ  
 مچ اسیں (رب دے) باغی ہوئے ساں۔ امید اے کہ ساڈا رب ساتوں  
 ایس توں ودھ کے جہ دے گا۔ اسیں اپنے رب ول رجوع کرنے آں۔  
 (القلم : ۱ تا ۳۲)

(۱۵) هُنَا نَبِيكَ اُبْتَلِيَ الْاٰمُوْمِنِيْنَ وَزَلَّزَلُوْا زَلْزٰلًا  
 شَدِيْدًا ۝ (احزاب : ۱۱)۔ اوتھے (اوس موقعے تے) مومن پرکھے

مئے تے اوہناں نوں دتا گیا تگڑا ہلونا

آزمائش بارے آپر کچھ قرآنی آیتاں یا اہنیاں دا ترجمہ تہاں بمع حوالہ  
پڑھیا۔ اہ تحریر پڑھن والے سجتن میری جاچے میرے نالوں زیادہ عالم و فضل  
تے سمجھداریں۔ اہ آپر دتے بند والے مصرعیاں دی "تطبیق" میرے  
نالوں بہتر طریقے نال کرسا دے نیں۔ سمجھداریوں اشارہ کافی اے۔ تے  
جہڑے دُسر دے رتے ہوں اوہناں نوں بیٹھیر دی آکے سمجھاندے رہے  
پر اوہناں دے پٹے کچھ نہ پیا۔

(فما ختاروا یا الوالا ابصار)

راجھا میرا پیش

سہی نوں جدوں میرے یقین دلایا کہ راجھا میرا سچا عاشق اے تے  
ہر آزمائش و چوں سنگھن لئی تیار اے ایس کر کے توں میرا سزاخند دیہو۔

میرا یار آیا چوں دیکھ آئے تہاں مار دی سیں پئی بوسیاں تیں

جس ذات صفات چودھڑ چھڈی میرے واسطے چاریاں کھوسیاں تیں

جہڑا مڈھ قدیم دایار میرا جس کھنڈیاں جو دریاں آھو ایساں تیں

وارث شاہ گمان دے نال بیٹھا نہیں بولدا ایسا بوسیاں تیں

ایتھے مقطعے وج "گمان" دا لفظ اقبال دے لفظ "خودی" دے ہم معنی ایس

راجھا اپنی خودی نوں ایناں اچانے گیا کہ زیر نوں آمدنی مرئی اگے تھکنا پئے

گیا۔ اقبال دا ارشاد اے۔

خودی کو کر بلند آسنا کہ ہر تقدیر سے پہلے خدا بندے سے خود بوجھے بتاتیں فنا کیا ہے

اے مثلاً میر کہندی اے۔

جو گل چل مٹانے باغ و چوں آتھ بندے کے مٹا بوسے تی

جو کہے سو بہرتے من لے ملی شادیں مولا۔ ڈولنے تی

او بنے سستی نوں مجھایا کہ "راںجھا" واقعی ہن "میر" دے قابل اے توں  
 (موت) میر اساتذہ دے کے رانجھے نوں ہمیش دی زندگی تے بقا دا پیالہ چکھا  
 دے۔ یعنی رانجھے نال دشمنی والا ورتار اچھڈ تے محبت والا طریقہ اپنا۔  
 کیوں جے رانجھانیک تے متقی اے۔ متقییاں نال ملک الموت دا ورتارا  
 بڑا دوستانہ تے محبت جیرا ہندا اے۔ حد کہ غلط کاراں تے بے ایمان  
 نال اہدے الٹ۔ سورہ والنزعت وچ آؤندا اے۔

وَالنَّوْمُ عَذَابًا وَالنَّشِطَةُ نَشَاطًا — یعنی  
 قسم اے گھسیٹ لیان وایاں دی کھب کے۔ تے قسم اے آزاد کرن  
 وایاں دی بھجھ کھول کے۔ اد دونوں آنتاں انسان دی موت دین پیش  
 کر دیاں میں۔ پہلی وچ نہہنار یا بے ایمان دی جان نکلن دا منظر اے۔ دوجی  
 وچ ایمان دار تے نیک دی حالت دا نقشہ اے۔ رانجھا چونکہ ہن رب  
 ؤل پورا دھیان دین و جہوں نیکاں وچ شمار ہو گیا۔ تے ہیرنے وی اوہوں  
 کامیاب قرار دے رہا۔ ایس کر کے سہتی (موت) وی اوہدی طقدار  
 یا دوجے لفظاں وچ گولی یا کنیرین کے سامنے آؤن لگی اے۔ پر دل  
 وچ کوڑا جے وی باقی اے۔ اُد کہندی اے

بیا لعنت دا طوق شیطان دے گل اہنوں ربّ عرش تے چاہڑناں ایس  
 جھوٹے بول کے جنہاں بیاج کھا ہد اتہناں وچ بہشت نہ وارٹناں ایس  
 سانوں مار کے بھتیا پٹیاں نوں چاہڑ سیخ لٹے، جے توں چاہڑناں ایس  
 ایس جہودی میل چکا مٹھے ووت کراں نہ سیوناں پاڑناں ایس  
 اگے جوگی دے مار کرائی آ ای ہن ہور کیہ پڑتساں پاڑناں ایس  
 توبہ انہنوں جے مونہوں بولاں نک وڈھ کے گدھے تے چاہڑناں ایس  
 میرے نال نہ وارٹا بول ایویں متاں ہو جائے کوئی کارناں ایس  
 پد میر مٹھی پے کے مٹھا بول کے اوہنوں بھرماندی اے :



آسہتے واسطہ رب دا ای نال بھابی دے مٹھڑا بولے نی  
 تیرے جیہی تنان بو میل کرنی جیو جان بھی اوس توں گھولے نی  
 جوگی چل منائے باغ وچوں ہتھ بختہ کے مٹھڑا بولے نی  
 جو کجھ کہے سو میرے متے لے غمی شادلیوں مول نہ ڈولے نی  
 چل نال میرے جیویں بھانگ بھریے میل کرنیے وچ وچولے نی  
 کیوں میرا تے راجھے دامیل ہوئے وارث ڈوہ وچ کھنڈ چا گھولے نی

تے سہتی نے ساتھ دین دا وعدہ اچ کیتا :-

جانجشیا بھگنا تیرا تینوں عشق قدیم تے سچ دا اے  
 وارث شاد چل یادنا آئے اتھے لوں اکھاڑ راج دا لے

چنا کچھ سہتی راجھے کول جانڈی اے۔ اوہنے کھنڈ ملانی دا تھال بھر کے ستر  
 پوش تال ڈھکیا ہندا اے اُپر پنج روپے نقد رکھے نیں۔ راجھا اوہنوں  
 دیکھ کے مونہہ بھواں لیندا اے۔ سہتی ہتھ بختہ کے سلام کردی اے۔  
 راجھا کوئی جواب نہیں دیندا۔ کیوں جے اوہنوں ہیردی اڈیک سی۔

طلب میندی وگیا آن بھگڑ یارو آخری دور تہن آیا ای  
 عامل چورتے چودھری جٹ حاکم وارث شاد توں رب دکھایا ای

ایتھے سہتی تے جوگی وچکار مرداں تے زانیاں دے وصفیاں بارے لمی  
 چوڑی گل بات ہندی اے۔ جہد اذکر کھیلے صفحیاں اُتے آگیا اے۔ بس  
 لسی دُسران دی لوڑ نہیں۔ ایہہ بھگڑا سہتی نے مُکان دی اچ کوشش کیتی :-  
 پنڈ بھگڑیاں دی کہی کھول بیٹھوں وڈا مسخراہیں گھنڈ باولا دے  
 اسان اک رسال ہے بھال آندی بھلا دس کھاں کیہ ہے راولا دے  
 اُتے رکھیا کیہ ہے نڈرتیری؟ گئیس آپ توں بہت اُتاولا دے  
 کیہ روک سے کاسدا ایدہ یاسن ساں دس کھاں سوہنیا راولا دے  
 تے جوگی کہندا اے :-

کرامات ہے قہر دانائے زنہ کیہ گھٹیا آن و سوریا احی  
 فقرا کھسن سوئی جو رب کرسی انہویں جوگی نوں چاؤ ڈوریا ای  
 اٹے پنج پیسے، لال روک دھرو کھنڈ سپاولاں دا تھال پوریا ای  
 سہتی دا خیال سی کہ اوہنے :

سہتی "کھنڈ مالائی دا تھال بھریا" چاکیرے وچ لکایا ای  
 اٹے پنج روپے سو روک رکھے جا فقرے پھیرا پایا ای  
 پر بدوں رانجھے نے کھنڈ مالائی دی تھال "کھنڈ چاولاں" دی دس پائی تاں  
 سہتی سمجھی کہ جوگی جھوٹا اے اہ بظاہر جوگی نوں پر حقیقت وچ انسان  
 نوں پہنا مار دی اے کہ توں کم کیرہڑے آیا سیس۔ تے کر کیرہ رہیا ایس  
 مگر پتیراں دے اتھا باز پھٹتا جا چھبڑے دانہ پتا نوں  
 گھسیا پھلن گلاب دا توڑ لیا سیس۔ جا چھبڑے توں سمھا توں  
 انڈا موہرے لایا قافلے دے، لکھوایا سو سا تھ دے چا توں نوں  
 وارث شاد تندور وچ ذب میٹھا اتھا رٹنے گھٹیا سا توں نوں  
 رانجھا سمجھ گیا کہ انہوں کھنڈ مالائی والا شک پکا اے چنانچہ اہ کہندا لے۔

جا کھول کے دیکھ جو صدق آوے کیہا شک دل اپنے پائیو ای  
 کیہا آساں سورب حقیق کرسی کیہا آن کے معز کھپائیو ای  
 جا دیکھ جو دوسوہ دور ہووے کیہا ڈر دران مچائیو ای  
 شک مٹے جے کھول کے تھال دیکھیں ایتھے کر کیرہ آن پھیلایو ای

تے بقول وارث شاد :

سہتی کھول کے تھال جاں دسیاں کیتا کھنڈ پاولاں دا تھال ہو گیا

لے ہاؤ موجود گلاب رو دے پر کچھوہ دیکھ کے وہی ایمان نہ بیان دے سورب نے فرمایا کہ  
 ایسا بارہا ہر روز ہوتا ہے بربادی نوں دولت دین برابر اے ۔

چھٹا تیر فقیر دے مُجھزے دا ہ چوں کُفر دا جو پو لیا  
 جہڑا چلیا نکل یقین آہا۔ کرامات نوں دیکھ کھلو گیا  
 وارث شاہ جو کیمیا نال چھٹھا سونا تانبیوں تر ت ہی ہو گیا

ایتنے متطوع و حج نسبت دے کمال دا ذکر اسے جنہوں جد سے نال نسبت  
 ہو جائے اوہدی عزت ادرتے شان دا تعلق وی اُہدے نال ہی ہو جائدا اے  
 صحاب کہتے داکتا نیکان دے لڑنگ کے بہشتی ہو گیا۔ تے نوح علیہ سلام  
 دا بیٹا غلط نوکان نال نسبت تے تعلق پاروں مار کھا گیا۔ تے جس انسان نے  
 رب رسول تے فرشتہ نال نسبت قائم کیتی تے اوہ تر گیا۔ سہتی کرامات کیت  
 کے دلوں جانوں رانجھے دی غلام ہو گئی۔

ہتھ پنچھ کے بنی کرے سہتی دل جان تھیں چیری آں تیری آں میں  
 پیر سچ دا اسان بھتیس کیتا دل جان تھیں گولڑی تیر سری آں میں  
 کرامات تیری اُتے صدق کیتا تیرے کشف دے علم نے چیری آں میں  
 ساڈی جان تے مال ہے بہر تیر نال سنے سہیلیاں چیری آں میں  
 اسان کرے نہ کسے دی گل مٹی تیرے اتم اعظم سب گھیری آں میں  
 اک معرفت اتم دا رکھ تقویٰ ہو ڈھان بھٹی بھئے تیریاں میں  
 پوری نال حساب نہ ہو سکال وارث شاہ کیتہ کراں گی شیراں میں  
 آخر گلے شلوکے توں بعد رانجھا مقصد دی گل آج بیان کر دا اے :-

بخشی سب گناہ تقصیر تیری لیا ہیر نوں جُنڈ تے واسطای  
 تے سہتی جواب دیندی اے کہ میں تیری غلام آں جو حکم ہووے ہیر نوں  
 بچا دیاں گی — رانجھے آکھیا :-

لیا ہیر سیال جو دید کرے مل جاو دلبر واسطای  
 جا کے آکھ رانجھا تینوں سوس کبر دا گنڈ لہا او دلبر واسطای  
 دینس رات نہ ہوگی نوں مگن دیندی تیری چاہ او دلبر واسطای

لوٹے لٹیاں نیٹاں دی جھاک دے کے بوہڑیاہ او دبر او اسطای  
 گل پڑا عشق دیاں کٹھیاں نوں، مونہہ گناہ او دبر او اسطای  
 صدقہ سیدے دے نوں پیار والا مل جاہ او دبر او اسطای  
 وارث شاہ نماز و آفرض و ڈا سروں لاہ او دبر او اسطای  
 سہتی مطالبہ کر دی اے

بیمینوں ملے مرادتاں جیونی ہاں کرو شیش تے پتھنوں لہنی آں  
 وارث شاہ کر ترک بڑیاٹیاں نوں دربار اللہ دانستنی آں

عارفانہ رنگ دے لحاظ نال سہتی (موت) فنا دی بجائے امر ہونا  
 چاہندی اے۔ بظاہر اوہنے مراد بلوچ نال ملن بارے مطالبہ کیا۔ پتھ جے  
 مراد نہ ملنا دنیا دار داری دی گل سی تاں مقطع بے معنی ہو کے رہ جاندا اے جس  
 وجہ اہ وعدہ کر دی اے کہ میں "غلط کاریاں" تیاگ کے اللہ دے دربار  
 وج حاضر رہن دا جتن کر دی رہواں گی۔ وارث شاہ دی بندش بڑی پراسر  
 اے۔ "بیمینوں ملے مرادتاں جیونی ہاں" ————— یعنی دوہرے معنی  
 ایس وج مل دے نیں۔

نکتہ دی گل | ایٹھے "نبت" دے حوالے نال گل کرن دی لوڑ

اے۔ ہر شخص نے موت دا ذائقہ ضرور چکھنا اے پر  
 ہر شخص جس اُتے موت وارد ہندی اے۔ ضروری نہیں کہ اُہ فانی ہو جائے  
 بلکہ ہو سکدا اے کہ اہنوں بقا حاصل ہو جائے ایس واسطے کہ موت نرا  
 فنا دا پیغام نہیں بلکہ اہرے اندر بقا دا پیغام وی چھپیا ہندا اے۔ حضرت  
 ابوالقاسم بن محمد بن محمود نصر آبادی نیشاپوری فرماتے نیں :-

اے انسان! تیرا وجود دو نسبتاں دے وچکار اے۔ اک نسبت  
 آدم و آل (تے آدم مٹی توں پیدا کیئے گئے سن) تے دوجی نسبت اللہ تعالیٰ و آل  
 (تے اللہ دی ذات باقی اے)۔ جدوں تہیں آدم و آل منسوب ہندے



نسبت والے شخص دی موت — اودے دل ای مرچاندی اے — تے  
 رحمانی نسبت والے آدمی دی موت — (اودے وانگوں) بقا درجہ  
 پاجاندی اے۔ چنانچہ راجھے دی موت (سہتی) وی بقا دی علیکار ہو کے تے  
 غلامی قبول کر کے نزع کر دی اے کہ :-

میںوں ملے مرادتاں بیونی ہاں کرو شمش تاں ایچوں تہنی آں  
 تے راجھا — سہتی نوں (اصولی طور تے) خوش خیری سناندا اے کہ  
 جے میںوں بقا دراجام (بیرد اناپ) مل گیا تاں توں وی :-  
 یاد رکھیں سہتے مراد پاویں گی !  
 سہتی راجھے نال وندہ کر کے بیر کول آؤندی اے تے اہنوں ایچ  
 سمجھاندی اے :-

سہتی جاکے بیر دے کول بہہ کے بھیت یار دا بھگد سمجھایا ای  
 تہنوں مار کے گھروں فقیر کیتو اد جو گہرا ہو کے آیا ای  
 اہنوں کھگ کے مہیں چرائیاں ایچھے اکے رنگ دٹایا ای  
 تیرے نیناں تے مار ملنگ کیتا منوں اوس نوں چار بھلایا ای  
 اہدے کن پاٹے تائے ون لٹھا آپ وو ہڑی آن سدایا ای  
 دتے قول ترار و سار سارے آن سیدے نوں کنت بنایا ای  
 دین دار مواس ہو آن بیٹھا لہن دار سی آگ کسے آیا ای  
 ہو جائیں نہال جے کریں زیارت تینوں باغ وچ اوس بولایا ای

بیر اکسیا جاکے کھول بیکل اہدے ویس نوں چوک دکھاؤنی ہاں  
 نینان سان چڑھا کے کراں بیرے قتل عاشقاں دے اتے رساؤنی ہاں  
 اگے چاک سی خاک کر ساڑساں اہدے عشق نوں صبقل چڑھاؤنی ہاں  
 مویا پیا ہے نال فراق راجھا عیسے وانگ مڑ پھیر جواؤنی ہاں

وارث شاہ پتنگ نوں تمح اُتے آگ لاکے ساڑ وکھاؤنی ماں

بیرنہا کے پٹ دا پہن تیور والیں عطر پھلّیل لگا وندی ہنسے  
 دل پا کے میڈھیاں کالیاں نوں گورے مکھ تے چاؤ پلھا وندی اے  
 کجّ بھنڈے نہیں اپر ادھ نٹے دونوں خن دے کنگ لے کھا وندی اے  
 مل وٹناں ہونٹاں تے لاسرخی نواں لوہڑے بوہڑ چڑھا وندی اے  
 گھت جھانجراں لوہڑے سرے چڑھ کے ہیر سیال شادی آ وندی اے  
 کدی کدھ کے گھنڈ لوہڑا بندی کدی کھول کے مارنکا وندی اے  
 گھنڈ لہ کے ننگ دکھا ساری خبی رُکھڑ یار منا وندی اے  
 ہاتھی مست چھٹا چھٹا چھٹا چھٹا قتل عام غلوت ہندی آ وندی اے  
 مانک مال دے نوں سب کھول دولت وکھو وکھ چاؤ کدھ وندی اے  
 وارث شاہ ماں پری دی نظر چڑھیا غلّ سیفیاں کھو کدی آ وندی اے

رانجھے نے بیرنوں آوندیاں دکھیاں ماں دل وچ رنگ برنگے خیال تے  
 وسوسے آؤن بگ پئے اوس خیال کیتا " شاید کوئی پری یا خبرے بیر لے  
 لا کوئی حور یا موہتی اندر رانی۔ جے بیر ہو دے ماں شاید کوئی سیال دی نال  
 ہو دے۔" اہ سارے وسوسے چھٹ گئے جدوں۔

نیرے آکے کالجے دھائی جویں مست کوئی نشے دے نال توہے  
 رانجھا آکھدا ابر بہار ہو یا بیلا آتے جنگل لا لال ہووے  
 چمکے بیاتہ القدر سیاہ شب تھیں جس تے پوے سو نظر نہال ہوے  
 وارث شاہ آچمیری رانجھنے نوں جیہا گدھے دے گل وچ لال ہوے

گھنڈ لہ کے بیر ویدار وتا مہیا ہوش نہ عقل تھیں عاق کہنا

لٹک باغ دی پری نے جھاگ دے کے سینہ چاک داپاڑ کے چاک کیتا  
نالے عرض کیتی ۱۔

بھہ ماپیاں ظالماں ٹور دتی تیرے عشق نھ مار کے خاک کیتا  
ماں باپ تے ساک بھیا۔ بیٹھی اسان چاک نوں اپنا ساک کیتا  
تیرے باجھ نہ کسے نوں انگ لایا۔ سینہ ساڑ کے بہ ہوں نے خاک کیتا  
دیکھ توں زروئی امان تیری شاہد حال دایں رب پاک کیتا  
وارث شاہ لے چننا تساں سانوں کس واسطے جیو نمناک کیتا

رانجھ ۱۔ یقین کرے؟ پچھیا! تجربہ بے صبری دا کارن بنیا ہویا ہے۔ اُد  
نکالہ کر دا اے۔

چودھرائیاں چھڈ کے چاک بنیاں میں چار کے انت نوں چور ہوئے  
قول کواریاں دے، لوہڑے ماریاں دے، اُھل ماریاں دے، ہورو ہور ہوئے  
ماں باپ کر قول قرار مارے کم کھیریاں دے زور و زور ہوئے  
راد سچ دے تے قدم دھرن ناہیں جہتاں کھوٹیاں دے من کھور ہوئے  
تیرے واسطے ملے ہاں کڈھ دیوں، امیں اپنے دس دے چور ہوئے  
وارث شاہ نہ عقل تے ہوش رہیا مارے ہیر دے سحر دے مور ہوئے

تے ہیر تقدیر الہی "دامسلہ ڈاڈ کے، نوٹھ دے بیٹے تے یعقوب دے پتریاں  
دی یوسف نال بدسلوکی دیاں مثالان دے کے رب دی مرنی اگے بے وکی  
کوٹ دا ذکر کر دی اے۔

خوابش حتی دی قلم تقدیر وگی، موڑے کون امڈ دے بھائیاں نوں  
کسے تیرے سمے سی نیوں لایا، اسناں بیجیا بھجیاں دانیاں نوں  
وارث شاہ امڈ بن کون چھپے پچھیا ٹرٹیاں اتے نمائیاں نوں



گلے شکوے 'مکے' تاں "بیر" نے کہیا کہ جے آکھوتاں سہتی نال زل کے  
عشق وچ کامیابی دی کوشش کراں۔ اجازت ملی تاں گھر آکے سہتی  
نوں آس دلاندی اے۔

⑥ تینوں ملے مراد، تے اساں ماہی دونوں اپنے یار ہند ایسے نیں  
تے اقرار کر دی اے :-

باقی عمر چھپے دے نال جالاں کوئی سہتے ڈول بندے نیں  
تے متا یہ پکا کہ :-

ع بلع جانداں اسیں نہ سوندیاں ہاں کوں یار نوں گھریں سیایسے نیں  
اخیر سہتی اپنی ماں نال گل بات کر دی اے تے بڑے "مکر" راہیں  
سچائی دا مقصد حاصل کرن دا جتن کیتا جا رہیا اے۔ مَن سوال ادا وے  
کہ آیا "مکر" راہیں سچائی دا مقصد حاصل کرنا جائز اے ؟

جواب :- "مکر" بارے کھچھے پرانے وچ بحث آچکی اے۔  
کہ مکر دا مطلب اے حکمت عملی، پالیسی تے سمجھ داری نال کوئی کم  
کڈھنا۔ "مکر" دے اچھے یا بُرے معنیاں دی بنیاد "گوہر مقصد" نال  
تعلق رکھدی اے۔ جے بڑے کم لئی مکر کیتا تاں اہ فریب تے گناہ والی  
صل اے۔ جے نیک مقصد لئی کیتا گیا تاں اہ ثواب تے اچھائی دا وسیلہ۔  
مثلاً یوسف نال بھراواں اک بُرے مقصد لئی آپ نوں کھوسے سٹن والا  
ورتار ایتا۔ نیت بُرئی سی۔ چالاکی تاں چل گئی پر نتیجہ خراب۔ (خود اوہنا  
واسطے خاص کر کے) دوجے پاسے یوسف۔ مکر دا شکار۔ بے گناہ  
تے معصوم سی چنانچہ نتیجہ۔ (مصر دی بادشاہی تے زینجا دا ملاپ)۔ بہتر  
ہو یا یوسف دے حق وچ۔ مَن ذرا آگے ودھو۔ بے خبری وچ یوسف  
دے جہرا غلہ لیں مصر جاندے نیں تے دوجے پیرے بنیامین نال ہتھ لائے  
یوسف بہانے نال بنیامین نوں اپنے کول رکھن کارن اہنی چھٹ وچ ہونے

دا برتن لکوا دیندا اے۔ نے بعد وچ چکر چلا کے "بنیامین" نوں چوری دے  
 وگھ "اپنے کول رکھ لیندا اے۔ ایجھے اُہدے بھرا بے قصور ہندے نیس۔  
 بنیامین وی بے قصور اے۔ پر یوسف سچا پیغمبر ہندیاں وی "چوری وی  
 تہمت" راہیں اپنے بھرا بنیامین نوں اپنے کول رکھن وچ کامیاب ہو جاندا  
 اے۔ سوال ادا دے کہ اہ گل جائز کیوں ہوئی ۱۶۹ !!

**جواب (۱) یوسف دے بھرا اڈھوں ظالم سن ظلم کماندے رہے۔**  
 یونوں ستانڈیاں اہ دن آئے سن۔ اُہناں دا ضمیر مجرم سی۔ اوہ یوسف دے  
 مجرم سن۔ اپنے یو دے مجرم سن۔ اُہناں وچوں یہودا بھانویں کافی نیک نیت  
 تھے۔ نیک فطرت سی۔ پر بھراواں دا ساتھ ہی تے حامی کار ہون وچوں اُدوی  
 اُہناں وچ ای شال گنیا گیا چنانچہ یوسف دا اپنے مجرماں کوں (اُہناں نوں کوئی  
 نقصان پچھلے بغیر پاکہ اوہناں نوں صحیح معنیاں وچ فائدہ چچان لئی) اپنے سکے بھرا  
 نوں حکمت عملی نال وکھ کر کے اپنے کول رکھ لینا جائز سی کیوں جے نیت نیک سی  
 تے آخر یوسف نے اپنے باپ تے بھیناں بھراواں نوں سنن مٹرے کنعان توں مصر بلا  
 کے اوٹھے آباد کیتا۔

ایسے طرحاں بہتی نے جہڑا رستہ اپنایا۔ اوہ بظاہر قابلِ اعتراض سی یعنی دنیاوار  
 دے لحاظ نال اپنی بھرجائی نوں اُدھلن وچ مدد دینا تے نالے آپو اُدھلن دی مراد  
 حاصل کرنا۔ پر حقیقی رنگ موجب ہیر نے سیدے نوں نیڑے ای نہ ڈھکن دتا۔  
 اد بات بہتی نوں معلوم سی۔ ایس کر کے اوہنے ہیر نال ظلم دا درتارا جاری  
 رکھن دی تھاں ہیر تے رانجھے دی مدد ا منصوبہ بنایا۔ تے بڑی نیکہتی نال  
 بنایا۔ تاں جے ہیر تے رانجھے نال جہڑی ودھکی تے ظلم ہیر دے مایاں تے کھیریاں  
 زل کے کیتا سی اُہدی تلافی کیتی جاسکے بہتی نے سچے دل نال اد حقیقت تسلیم  
 کیتی کہ ہیر تے رانجھے توں مزید وچھوڑے وچ رکھنا ظلم اے۔ تے جدوں  
 اد ایس ظلم نوں سکھا چھڈے گی تاں اہدا نتیجہ خود اُہدے (بہتی دے) حق

وچ ادا نکلے گا کہ اہ اپنی مراد توں پہنچ جائے گی۔ جہدی خوش خبری متوکل رانجھے  
نے کرامت دکھان توں بعد دئی سی۔

کہیا جاسکھا اے کہ ہیرتے رانجھے نال ناں پلو ظلم ہو یا سی اُسناں دی  
مدد تاں سہتی نے کیتی۔ پر سہتی نال کہرا ظلم ہو یا سی۔ او منے ہیر رانجھے توں  
اُھسن وچ مدد دین لئی حامی کیوں بھرنی؟

جواب :- اصل وچ سہتی تے ہیرا کو جہے ظلم تے ودھیکی دا شکر  
سنن۔ ہیرا تے جہرا ظلم واپر چکیا سی او د سہتی اُتے وپرن لئی تیار سی۔ سہتی نے  
ہیر دے واقعے توں سبق حاصل کیتا تے بانخ تے عاقل ہون دی حیثیت وچ  
اوبنے مراد نال نا کھڑکے بعد وچ اوں نال شادی دا پروگرام بنایا۔ تے  
گانڈا اُن ایدو حصوں حاصل کیتی۔

سہتی بھاپی دے نال پیا مصالحت دوا کر ٹھپا کے یوں دی دے  
گردان دی مگر مطولان توں اُتے کتر فریب دی کھول دی اے  
تیرے بار دا شمار دن رات مینوں جان مایاں دے وتوں ڈول دی اے  
وارث شاہ سہتی، اگے ماں ہڈھی، اوڈے غضب دے کیرے پھولدی اے  
پہیاں ہیر اپنی کس کول آئی کہ مینوں کھیتاں ول جا کے سیرن  
دی اجازت دیو مگروں سہتی مہانے نال چہکدی لنگدی اگے نہ صرف  
نال وچ ہاں بلندی اے۔ بلکہ :-

چل بھاہے واء جہان لیتے بانہوں ہیر نوں کپڑا اٹھاوندی اے  
دونہاں دا رخ دیکھ کے ماں آہنری اے

”کس منع کیتا کھیت نہ جائے.....“  
تے فیر سہتی بڑیاں رمز بھریاں گلاں کر دی اے جس موجب :-

مجھیں گائیں سنگا ریاں سچر تے اتے توہاں سنڈار مہن گدراں دے نیں  
خیر خواہ دے نال بدخواہ ہونا اہ کم ہن کتیاں خراں دے نیں

مشہور سے رکن جہاں اند۔ پیار و وہٹیاں دے نال وراں دے نیس  
دل عورتاں لین پیار کر کے اہ گچھ و مرگ ہن سراں دے نیس  
سیدار کچھ کے جائے باوا انگوں ویر دوہاں دے دھڑاں تے سراں دے نیس

رمزی گلاں ماں دا کلیجہ چیر جاتاں نیس اوہ ہیر بارے دل واساڑا نچ کڈھے  
دی اے :-

اُسداجیو نہ پڑ چدا پند ساڈے ایس اہدا علاج کپہ کراں گے نیس  
سوہٹی زن ہزارہہ و کھپنی ایس ویاہ پتر دا ہور تھاں کراں گے نیس  
دوہٹی گچھ و دونہاں توں وال اندر ایس جنڈرا باہرں جڑاں گے نیس  
سیدا ڈھلکے ایس توں لے لکھا ایس چکٹیوں مول نہ ڈراں گے نیس  
یعنی ماں نوں وی سارا اے کہ سیدے نال اہدا میل جول نہیں ہیگا بہتی  
نیر رمزا دی اے -

نونہ لعل جہی اندر گھٹی آئی - پکھ باہروں ، لعل و نجاونی ایس  
تیری اہ پھیلے پڑی پڑی ایس واو لیں کھٹوں توں گواونی ایس  
اہ پھیل گلاب دا گھت اندر پئی دکھ دے نال سکاوونی ایس  
وارث دھی سیالاں دی ماری ایس دس آپ نوں کوئی سداونی ایس

ہیر اکھیا بیٹھ کے مگر ساری میں ماں اپنے آپ نوں ساڑتی ماں  
مناں باغ گلاں میرا جیو پر چے انت اہ وی پڑتیاں پاڑتی ماں

ماں و نوں اجازت ملی ماں تھان بھر جانی تھے پوری تیری کھیتی : نال  
پورے چند دیاں کڑیاں توں نے جان دا پروگرام بنیا - اہ کڑوا دھا کپاہ  
میں دے بہانے کھیتاں وچ گیا - تے کلر دی اک سول چوکید کے ہیر نوں سپ

لڑن داناٹک رچایا گیا۔ انہوں منجی تے پا کے گھر لیائے۔ ہیر نے مکر تے ایکٹنگ  
 راہیں ثابت کر دتا کہ واقعی اوہنوں سب لڑ گیا اے۔ اوہناں تے مڈری  
 نیاندے پرکسے دامنتر پھر دانیس سی۔ اخیر رانجھے جوگی نوں لیاں بارے  
 گل پئی بہتی نے اہدی تعریف بڑے ڈھنگ نال کہتی۔

سہتی آکھیا فرق نہ پوے ماسا اد سب نہ کیل تے آوندے نیں  
 کالے باغ وچ جوگڑا سدھ دانا جیندے پیر پاپاں دکھ جاوندے نیں  
 باشک ناگ کر دندئیے، میڈ بچپک، پھیٹے تیری سیس نو اندے نیں  
 سنی زار، دو ہیرے تے گھنبرائی، منتر پڑھے تاں کیل تے آوندے نیں  
 کنکوڑیا، دھاسیا، اس لساتے رتوڑیا کچھیا جاوندے نیں  
 راؤ راجے تے جت تے دیو پرپاں بسھ اوں نوں مہیہ دکھاوندے نیں  
 چنانچہ اجڑنے سیدے نوں جوگی کول جان لئی تیار کیتا۔

سید امار بھل، بدھی پچا رکی، جھتی چاہر کے ڈانگ لے کر کیا لے  
 واہو واہ چلیا کھڑی بانہہ کر کے، وانگ کانگوں مال تے سڑ کیا لے  
 کالے باغ وچ جٹ جاں جاوڑیا جوگی دکھ کے جٹ نوں ڈر کیا لے  
 کھڑا ہوماہی منڈے کہاں آویں بال بھانسیہ شور کر کڑ کیا لے  
 سید سنگد اٹھ پھر کھڑا کنبے اُسا اندروں کا کجہ دھڑ کیا لے  
 وارث شاہ جیوں جوئیاں کڈھ آئی زہری سب سلیمی نوں لڑ کیا لے

رانجھیا تے کیہا

جوگی ہو ری نھرے کر کے بھاراں تے چنڈے نیں۔

تقدیر نوں موڑنا بھالتا ایں؛ سب نال تقدیر دے ڈنگ دے نیں  
 جہنوں ربدے عشق دی چاٹ لگی دیدوان قضا لے رنگ دے نیں  
 جہنے پھڈ جہان اجازتوں صُجبت عورتاں دی کولوں سنگ دے نیں  
 کدی کسے دی کیل وچ نہیں آئے جہڑے سب پال تے جھنگ دے نیں

اساں چاہ قرآن تے ترک کیتی سنگ مہراں دے کولوں سنگدے نیں  
 مرن دے جی ذرا وین سنیے ہو کے نکلن رنگ برنگ دے نیں  
 جوان مرے مہری اوٹے رنگ ہندے خوشی ہندے نیں رنگ دے نیں  
 وارث شاہ سناکے سس دائری برائے ہاں سسلی سنگدے نیں  
 سید اترے تے منتاں کر دا اے کہ تیس چل کے علاج کرو کیوں جے  
 غم وچ سارا کوڑما بھکھا آسا بیٹھا اے۔ تے رانجھا پو لے جے آکھا اے۔  
 لکھی وچ رضادے مرے جی جس نے سپ دا دکھ ہے جا لیا اوٹے  
 تیری جی داکیہ علاج کرنا اسان اپنا جھگڑا اکھیا اوٹے  
 وارث شاہ رضا تقدیر ویلا پیراں اویاں وی نہ مالیا اوٹے  
 تے فیر آکھا۔

اسی جھڈ جہان فقیر ہوئے جھڈ دونتاں تے بادشاہیاں نوں  
 تیرے نال نہ چٹیاں نفع کوئی میرا علم نہ پھرے وہاہیاں نوں  
 تے سیدے نے گواہی دتی کہ :-

سید اکھدارونڈری پی ڈولی چپ کرے ناہیں تھیاری اٹھنے  
 بڑی جوان، بالغ اتے پری صورت تن کپڑے وڈی مٹیاری اوٹے  
 جے میں ہتھ لاواں سروں لاہ لیندی جا گھدی جیج چہاری اٹھنے  
 ہتھ لاوناں پلنگ نوں ملے ناہیں خوت فطریوں سے نیاری اٹھنے  
 اسان اوس نوں کدی نہ ہتھ لایا کانی لاغر لوکھ ہے بھاری اوٹے

رانجھے یقین نوں بچتہ کرن لئی اک کایرواہی تے اوس اُتے چھری دی نوک کھوہری  
 کے سیدے نوں آکھیا :-

کھا قسم قرآن دی بیٹھ جتا، قسم چور نوں چا چوایا سو  
 اُہدے نال توں نامیوں انگ لایا ۹ پھری ٹیکے دھون رکھایا سو

تے سید اقسام کھاندا اے ۔

کھڑے نشادتی اگے جو گڑے دے سانوں قسم ہے پیر فقیر دی جی  
 مراں ایس جہان توں ہو کوڑھا جے میں ڈھٹی ہانی صورت ہیر دی جی  
 سانوں تہمہ اہ دیوار دے ڈھکاں نیڑے تے کالجہ چیر دی جی  
 اُسدی جھال نہ اسان توں جائے جھٹی جھال کون جھلے جی ہیر دی جی  
 لوک اکھدے بن اپرا دھٹی اسان نہیں ڈھٹی صورت ہیر دی جی  
 وارث جھوٹھ نہ بولے جو گیاں تے، خیانت نہ کریئے چیز پیر دی جی  
 راجھا تسلی کر کے ہو چوڑا ہو گیا ۔ وٹ اہ کہ ۔

اہ ہیر دا وارٹی ہو بیٹھا چا داروں سواہ وچ سُٹیا ای  
 تے الزام لگایا کہ ۔

سے جھتیاں چونکے وچ آن وڈیوں ساڈا دھرم تے نیم میں پٹیا ای

تے فیر ۔

پکڑ سیدڑے نوں نال چھو ہڑیاں دے چوریاں وانگوں ڈھا کٹیا ای  
 لٹ پٹ کے مار کھٹ کے تے کٹ پھاٹ کے ٹوئے وچ سُٹیا ای

سید امارت کے نساتے گہرا کے اپنا جتنا دکھایا۔ اُبدے پیوں بڑا دُکد  
 ہو یا اخیر سہتی دے کہن تے اُبو آپوکا کے باج گیا۔ تے رانجھے نوں اکھن لگا ۔  
 ہمتہ بنجھ کھڑا جا پیرا اگے تئیں لاڑے پروردگار دے او  
 تئیں فقر اللہ دے پیر پورے وچ رکھ دے میخ نوں مار دے او  
 ہونے دعا قبول پیاریاں دی دین دتی دے کم سنوار دے او  
 میری نوٹہ نوں سپ دا اثر ہو یا تئیں کس منتر سپہ مار دے او  
 لڑھے جان بیڑے او گتہاریاں دے کرو فضل تاں پار امار دے او

بظاہر انجھان بھان مئی تیار نہیں۔ پر اجودے تریاں تے اندروں اپنے  
دل دی بہت نے اوڑک مجبور کیتا۔

جوگی پتیا روح دی کلاہتی، تیر بولیا شگن مناو نے نوں  
ایتوا نہ چھپیا کھیریاں نے جوگی آندا نہیں سیس مناو نے نوں  
راکھا جواں دے ڈھیر دا گدھا ہویا اٹھا گھلیا حرف لکھاو نے نوں  
اہناں سب داما ندری سد آندا سگوں آیا جے سب لڑاو نے نوں  
وسدے جھگڑے چوڑ کراو نے نوں اُدھوں پٹ بوٹاے جاو نے نوں

تے پنڈ دیاں عورتاں بہت خوش نیں کہ ہیر دی جان بچی کیوں جے۔

دکھ درد گئے سب ہیر والے کامل ولی نے پھیرا پایا نہیں  
جہڑا چھپڈ چوڑھراٹیاں چاک ہواؤت اوس نے جوگ کما یا نہیں  
نلے سہتی دے حال تے رب ترٹھا جوگی دلاں دا فالک آیا نہیں  
تتاں دھراں دی ہونی مراد حاصل دھواں ایس چوڑکتاں پایا نہیں  
مشریک تے پتیاں دو اڈن اللہ والیاں کھیل رچایا نہیں  
ہموں لا بیٹھا جوگی مڈتاں دا آج کھیریاں نے نیر پایا نہیں  
لکھوں لکھ کر دے خدا سچا دکھ ہیر دا رب گوا یا نہیں  
بھلاکھے ایٹھے نہ ہووسن دو توں کڑیاں ساووں شگن ایہو نظر پایا نہیں

فیر کڑیاں نے ہیر نوں مل کے ودھائی دتی۔

ملے آپ حیات پیا سٹاں نوں حد جوگیاں دی وج آئی ایس تی  
تینوں دوزخ دی آگ حرام ہوئی رب وج بہشت دے پائی ایس تی  
جوڑی رب نے میل کے تاری ایی توں ہوئی عمل دے نال ہوائی ایس تی

راجھے نے منتر توں پپلاں مہر مہر بارے دسیا کہ جس کو مٹے اندر ہیر لے  
اوتھے کوئی سرود ت پیرہ پاوے نہ سے دا پر چھالواں اودے۔ البتہ ایک



کواری گڑھی کدے کدے پھیرا پاسکدی اے۔  
ادھال جی اک کواری ہی آوناں ملے ساتھ اوکھا سب داروگ گونا اوئے  
 کواری گڑھی دارکھ وچ پیر پائے نہیں ہو کسے ایٹھے آونا اوئے  
 پنڈوں باہر مریاں دا اک کوٹھا سی اوٹھے راجھے نے ہیرد "علاج  
 کرنا سی بہتی وی نال نال سی بکھیرے بے فکرے ہو کے گھراں وچ جا  
 کے سوں گئے۔

جدوں ادھی رات ہوئی ناں۔

ادھی رات راجھے پیر یاد کیتے طرہ خضر دا ہتھ تے تو لیا ای  
 شکر گنج دا پکڑ رومال چٹے مندرا لال شہباز دا تو لیا ای  
 کھنڈی سید جلال بخاریئے دی وچوں بطنے مشک نوں کھولیا ای  
 خیر کدھ مخدوم جہانیئے دا وچوں روح رکھئیئے دا تو لیا ای  
 پیر بہاؤ الدین زکریئے دھمک دیکھے کھنڈ دھاکے راہ نوں کھولیا ای  
 تے حکم دتا کہ :-

جاہ کاس نوں بیٹھا ای اٹھ جتا سوئی نہیں تیرا راہ کھولیا ای  
 تہن ہیرتے راجھا دونوں کوٹھے توں باہر آکے تارمی بنس لئی تیار کھدے  
 سن۔ ایسے وچ بہتی نے حاضر ہو کے ادب نال سلام کیتے عرض کیں۔

بیرا لائے اسان عاجزاں دارب فضل تیرے تے نام کیتا  
 میرا بار ملاؤنا واسطہ ای اسان کم تیرا سر انجام کیتا  
 بھائی بھتہ پھیرا کے تو رتی کم کھیراں دا سجدہ تمام کیتا  
 ملے شاد مراد تاں موئی بیواں جیویں تسان لے جو آرام کیتا

راجھے سمجھ اٹھا دنا منلی، رہا مینا یار کواری دا  
 ایس حب دے نال بے کم کیتا بیڑا یار کرنا کم ساری دا

پنجاں پیراں دی تورت آواز آئی رہا بار میلین ایس یارنی دا  
فضل رب کیتا، یار آملیا اوس شاہ مراد پکاری دا

ڈاچی شاہ مراد دی آرتگی، اتوں بویا سائیں سنواریے نی  
شاہلا دھکا آوے دھک شش نیرے اچڑھیں کچاے تے ڈاریے نی  
میری گئی قطار کدراہ گھٹھھی، کوئی سحر کیتو ٹونے پارے نی  
وانے سوئے دی پوتری اد ڈاچی گھن جھوک پلانے نوں ڈاریے نی  
وارث شاہ بہشت دی عورتائیں کسے فرشتے اُونکھ تے چاہڑیے نی

سہنتی لئی مراد تے ہیر رانجھے، رواں ہو چلے لایے لاڑیاں نیس  
راتورات تے تے کے باز کونجاں ہیریاں گاں دیاں شبنہاں ساڑیاں نیس  
خیر ہونی کرواناں نے کوچ کیتا دیکھ کھیریاں نے واسراں چاہڑیاں نیس  
ایتھے وارث شاہ نے عام لوکیاں دے خیالات دا نقشہ ایج کھچیا لے بہ  
اک جاٹ بھنے نال بوہت خوشی، بھلا بویا فقیراں دی آس ہونی  
اک جاں روندے جوہ کھیریاں دی اج دیکھوتے چوڑنخا کس ہونی  
اک لے ڈندے ننگے جان بھنے یار وپئی سی ہیر ادا کس ہونی  
وارث شاہ کیہ من دباں ڈھل لگے جدوں اترے نال پٹاس ہونی  
واہراں دا چھپا کرنا | پہلی واہرنے مراد بلوچ دا بچپا کیتا۔ اگوں بلوچاں  
وی ڈٹ کے مقابلہ کیتا۔ جس وچ کھیریاں  
توں شکست فاش ہونی۔ تے اد نھس بھج گئے۔ دو جی واہر ہیر تے رانجھے  
مگر دوڑی۔

دو جیاں واہراں رانجھے نوں جاہلیاں ستاپیا اجاڑ وچ گھیریاں  
ہیر ہیر دے پٹ تے رکھ ستا، سب مال توں آکے چھیڑیاں نیس

بیر بکڑ لہتی رانجھا قید کیتا دکھو جوگی نوں آن کے مھیریا نہیں  
 لاد سہیلیاں بھنڈے کے ہتھ دے نوں پنڈا چا بکھاں نال پیریا نہیں  
 وارث شاہ فقیر اللہ دے نوں مار مار کے چاء کھدیریا نہیں

پنجاب پیراں دا حکم سی کہ نیندر نہ ماننا۔ پر خرگوش ہار تھوڑی منزل مار کے سو  
 گیا۔ تے واہر دے قابو چڑھ گیا۔ میر نے نیند بارے وین پائے کہ نیندر نے  
 بڑے بڑے ولی غوث قطب پنجمبر تے راجے رانیاں وغیرہ نوں امتحان وچ  
 پایا اے۔ اشراف نصیحت کر دی اے۔

ہائے ہائے مٹھی مرت نہ لئی آ دتی عقل ہزار جو کیتیا ہے  
 اس پیوں توں ویریاں ساڈیاں دے کیہ واہے مشاک پیتیا ہے  
 تیسرا اھنڈا یا وچ جہان سائے نہیں جا وناں مول پیتیا ہے  
 راجہ عدل سے تخت تے مدل کردا کٹری یا نہ کر کوک رکھ پیتیا ہے  
 بناں ٹھل دے نہیں نجات تیری پیاراں قطب دا پیتیا ہے  
 نہیں تھو بہشت دی ہو جاندا گدھا زری دے نال پیتیا ہے  
 اثر صحبتاں دے کہ جہان غلبہ تارا جے دے پاس پیتیا ہے  
 وارث شاہ میاں لوہا ہوئے سونا جتنے پیتیا ہے نال پیتیا ہے

راہیے باپا کارنیا کے جگ وچ شور ککارا پادشا تے راجے عدلی ائے عرض کہتی ہے۔  
 حکم دے دتا ہے رب تعینوں تیرا حکم تے راج آراستہ ائی  
 تیری دساک پئی روم شام اندر بادشاہ دے آس پاس ائی  
 تیرے راج وچ بنا تسمیر لسیا نہ لٹا تے نہ کوئی واسطہ ائی  
 لکھی تھہ۔ وچ چاسدی ہونیرے وارث شاہ ایویں بند چاسدا ائی  
 اے دے فوجی کھیریاں نوں ہتھ کے لے آئے۔ اوہناں اے آگے تہا دی

بن کے پتہ کیس پیش کیا کہ اد فقیر ساڑی و یا ہند زنائی نوں کڈھ کے لے چلیا  
سی۔ اسان پھر گھستا اے۔ رانجھے صفائی وچ آکھیا اد فقیر تی سیری اے پنجاں  
پیراں دی مجا ورائی۔ بس خوب صورت ہون و جمہوں اسناں میرے کولوں کھوہ  
سٹی تے نئے کے تس ترے تے مینوں مار مار کے کھڈیڑ چھڈیا

راجے نے کھیڑیاں نوں داہہ ماریا پر بعد وچ مقدمہ قاضی دے سپرد  
کر دتا۔ قاضی صاحب کیس سنیا تے فیصلہ رانجھے دے خلاف دے  
کے ہیر نوں کھیڑیاں نال کھل دتا۔ رانجھے نے دہائی دتی۔

”آؤ دیکھ ٹو سنن گنن وایو! اد قاضی جے ڈویدے ہیریاں نوں“

اد سن کے قاضی آکھیا :-

دُنیا دارالوں عوزماں زہدقتاں، میاں چھڈ جھگڑیاں جھیریاں نوں

رانجھے جواب دتا :-

قاضی بہت جے آؤندا ترس تینوں بیٹی آپنی بخش تے کھیڑیاں نوں

قائمی داہہ ماریا :-

چھڈ جا حیا دے نال جٹا نہیں جانیس دڑیاں میریاں نوں

تے اعلان کیتا :-

قماضی کھوہ دتی ہیر کھیڑیاں نوں یارو اد فقیر دعویا جے

وچوں چورتے باہروں ساہد دے بنے ملکیوں دلی تے ادیا جے

کھیڑے ہیر نوں نے کے نھس ترے۔ رانجھا روند ارہ گیا۔ ہیر نوں

وتی بڑا سل اے پر کر کجھ نہیں سکدی صرف دعوا آسرا رہ گیا۔ سو

اُہنے دعوا منٹی :-

ہیر نال فراق دے آد ماری ربا دیکھ اسادیاں بھنن بجائیں

اگے اک پچھے سہپ، شینہہ پاسیں ساڈی واد نہ چلدی چوتھویں راہیں

اگتے میل سائیاں رانجھیا راسینوں اگتے دوہناندی عمر وی اگتھ لاہیں  
ایڈ قہر کیتا دیس وایاں نے ایس شہر نوں قادر اباگ لانیس  
تے فیر اسلامی تاریخ دے حوالے نال ہیر نے قہر دی دُعا منگی تہ کہ رانجھے نے  
برصغیر دی تاریخی روایات دے حوالے نال قہر واسطے پلا اڈیا۔ دوہاں دی  
دُعا دا اثر اہ ہویا کہ :

اُہدا اکھیا رب منظور کیتا ترت شہر نوں اگ رگیا ای  
بدوں اگ نے شہر نوں چور کیتا دھم راجے دے پاس پھر آیا ای  
راجے سپاسی بھیج کے کھیڑیاں نوں سنے ہیر واپس بلایا نے ہیر اہناں کو لوں  
کھود کے رانجھے نوں دلانی ۔

رانجھے نوں ہیر ملی تاں اہنے راجے دے حتی وچ دُعا منگی تے فیر  
ہیر نوں نال سے کے اپنے پنڈ تخت ہزارے وُل ٹر پیا۔ رستے وچ ہیر نے  
رانجھے نوں سمجھیا کہ بنیر نکاح توں میں تخت ہزارے پیر نہیں پانا کیوں جے  
زنانیاں بولیاں مارن بیتاں کرا دھل کے آگئی اے۔ بے حیا کسے کھناں دی  
یس کر کے میں نکاح کر کے ای جاواں گی۔ رستے وچ پہاڑی عورتاں ملیاں ۔  
اُہناں کو لوں خبر میں ہون تاں سدھے بھٹنگ سیاں دے بیلے دم لیا ہیر  
نے چیتا رانڈیاں اکھیا ۔

راجے راہ سیاں دے جاوندے سن ہیر اکھیا اہلے تہوہ میاں  
جتھے کھیڈ دے تے سی نال خوشی تقدیر سٹیا وچ کھنڈہ سیاں  
بدوں جنج آئی کھر کھیڑیاں دی طوفان آیا ہیر نوں میاں  
اد کھناں جتھے کھیڈ وچ پنا تیا سی نال سہیلیاں بنو دھوہ میاں  
اینے وچ جھماں دے چیتے وُل دوہناں نوں تکیا تے سیاں نوں  
نہ کیتی۔ سیاں کھیڈا۔ یہ نوں گھر لیا ورتے راجے نوں اکھ جج تے  
کے آوے۔ تے ہیر نوں ویاہ کے لے تباہے ۔

او دھر کھیریاں دانائی آیا کہ ہیرا دھل کے آگئی لے۔ اسنوں اپس  
 کرو۔ سیالان آکھیا۔ ہیرا تہاڈے کولوں لکھ نہ ہوئی۔ اسیں کیہ کریئے  
 جا دفع ہو جا۔ مٹر کے ایدھر منہ نہ کرنا۔ نانی چا کبیا۔ تاں ہیرے بھراواں :  
 بھائیاں جا کے ہیرنوں گھریں اندرا نبھاناں ای گھریں منکائیو نہیں  
 لاد مندران جٹاں منا سٹیاں سر سوہنی پگ۔ بھائیو نہیں  
 مکھن گھت اتے کھنڈ دودھ چاول اگے رکھ کے پاتنگ وچھائیو نہیں  
 جا۔ بھائیاں دی جنج جوڑ لیا دیں اندرواڑ کے بہت سمھائیو نہیں  
 یقوتے دے پیارے پت و انگوں کڈھ کھوہ تھیں تخت بہائیو نہیں  
 نال دہ لاگی خوشی ہو سمھناں طرف گھراں دی اوس پچائیو نہیں  
 بھائی چارے نول میل بہائیو نہیں سمھ حال احوال سنائیو نہیں  
 دیکھو دغے واپیوند لائیو نہیں دھی مارن دامت پکائیو نہیں  
 وارث شاہ اہ قدرتاں رب دیاں نہیں دیکھو نواں پکھنڈ جگائیو نہیں  
 رانجھا تخت ہزارے اڑیا۔ سارا کوڑماں اکٹھا کیتا۔ بھر جائیاں  
 وچ پیچ بن کے بیٹھتے آکھیا چلو ہیرنوں ویاہ لہا یے۔ اوس سب تیار ہو گئے  
 واپے گا جے وچن لگ پئے۔ ایدھر سیالان ہیرنوں زبردے کے مار دتا۔  
 تے کفتا دفنا کے ناعی ہتھ رقعہ گھلایا :-

ہیر تیان بحق تسلیم ہوئی سیالان دفن کر خط کھلا شیا ای  
 ولی فوت تے قطب سجد ختم ہونے موت سچ ہے رب فرمائیا ای  
 كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ حُكْمُ وَجْهِ قُرْآن دے آئی ای  
 اسان صبر کیتا تسان صبر کرتا اہ دھروں ہی نہنڈرا آئی ای  
 رضارب دی ملے نہ کدی ہرگز۔ لکھ آدمی ترت بھجائی ای  
 ڈیر دھیدو داپچھ کے جاوڑیا خط رو کے سجد پھرائیا ای

قاصد نے دُسکدیاں ہیر دی موت دی خبر سنائی۔ سن دیاں سار  
راجھے دے خانیوں گئی۔

راجھے وانگ فراد دے آہ ماری۔ گئی جان سو ہو ہوا میاں  
دو توں وارڈنا تھیں گئے ثابت جا پھرے نیں دار ہقا میاں  
دونویں راہ مجاڑی اے ثابت نال صدق دے گئے وہا میاں  
وارث شاہ ایس جواب سراں اندر کئی واجڑے گئے وہا میاں

سید وارث شاہ فراندے نیں :-

کئی بول گئے شاخ عمر دی تے کسے آہنا مول نہ پایا ای  
کئی حکم نے ظلم کما چلے نال کسے نہ ساتھ لدا یا ای  
وڈی عمر تے وعظ اولاد والا نوح جس طوفان ڈوبایا ای

اد روح قلبوت ذکر سارا نال عقل و بیل ہلایا ای

اگے ہیر نہ کسے نے کہی ایسی شعر بہت مرغوب بنایا ای  
وارث شاہ میاں لوکاں مکلیاں نوں قصہ جوڑ ہتیا رنایا ای  
سن باریاں سو۔ اسی نبی سبجری لئے دس دے وچ تیار ہوئی  
اٹھار آسے تے تیتیا سمتاں دارا جے بکر ماجیت دی سار ہوئی  
وارث جنہاں نے اٹھیا پاک کلمہ ہیری تہنا دی ماقتت پار ہوئی

عارفانہ گل بات | اسی ہیر دے قصے دا منطقی انجام جنہوں تید وارث شاہ  
نے اک تھماں مجازی تے ڈوبی تھماں روح قلبوت  
دا ذکر کیا اے۔ ایس بارے جھلے پرائیاں وچ کافی ملی ہوڑی تے کھٹی ڈھکی

محبت کیسی جاچکی اے۔ ہُن اسیں اگے ودھ رہے اں۔ یعنی جتھوں گل چھڈی  
سی اوتھوں اگانہہ نیر پینے اں۔

میر روح تے سہتی موت اے۔ رانجھا بدن اے۔ جدوں انسان دلوں  
جانوں رب دی محبت (روحانیت) وچ گٹ ہو کے اگے ودھدا اے۔  
ماں اگوں رب وی انسان ول (نیرے) ڈھکدا اے۔ تے آدمی دی خواہش  
دے مطابق اسباب پیدا فرادیندا اے۔ اک حدیث شریف موجب اللہ  
بندے دے ظن (گمان خیال) دے قریب اے۔ اولیاء کرام دے ہتھوں  
جہڑیاں کرامتاں دیکھن وچ آوندیاں نیں اہ دراصل جن تے گمان داہتہ بندیا  
نیں۔ یعنی اولیاء کرام نوں اہ پکا یقین ہندا اے کہ اہ گل رب ضرور اچ کرے گا  
چنانچہ اہ گل ضرور اچ ہو جاندی اے۔ اچھے بعض اولیاء نوں "سیف زبان"  
کہیا جاندا اے کہ اہناں دے مونہوں نکلی گل جھٹ پٹ پوری ہو جاندی

رانجھے تے جدوں جھوٹے آسے تیاگ چھڈے تاں سیر تے اہنوں دیدا  
نال نہال کر کے سہتی نوں اپنی ہمزاتے مددگار بنایا۔ چنانچہ رانجھے ہتھوں  
کشف دا اظہار ہو یا جنہوں سہتی نے دلوں تسلیم کیتا۔ جد رانجھے نوں ہمیش دی  
حیاتی (میر۔ روح۔ رب دی رضا) دی خوش خیری ملی تاں سہتی (موت) وی  
ایسی فنا توں ڈر گئی۔ تے بقا واسطے عرض گزار ہوئی۔ کیوں جے شہید دی موت بقا  
دا پیغام ہندی اے۔ جہڑی موت بقا دا پیغام دیوے اہ آپوندا دشکار کیوں  
ہو سکدی اے۔ ایہ وجہ اے کہ جدوں رانجھے نوں موت راہیں بقا (میر)  
دا جام ملیا تاں موت (سہتی) آپ وی بقا دی دولت نال رنج پچ گئی۔

ہذا باب لوں پنہ لگا۔ ادہناں گمروں واہراں گھلایاں۔ سہتی والی واہر  
لوں شکست ہونی کہوں تے اقاوالی موت کو لوں بقا والا جام کھوہنا ممکن  
نہیں سی۔ البتہ رانجھا بن میر مانگ پیا۔ غفلت داشکار انسان۔ عذو



مٹینس دے ٹیٹے ضرور چڑھ جاندا اے۔

رانجھا کھیریاں سٹھوں پکڑیا گیا۔ بیروی کھس ٹٹی۔ پھاٹ دی کہانی پی۔ سہتھ  
 پے کچھ نہ آیا۔ اخیر رون رون کر لان لگ پیا۔ بیرار روح۔ رب دی طرفوں ہر ایت  
 دی روشنی نے آکھیا۔ عدلی راجے اگے جا کے فریاد کر۔ شاید تیری سنی جائے۔ رانجھا  
 عدلی راجے دے دربار وچ حاضر ہویا۔ اہنوں اپنی بہتا سٹانی۔ اہتے فوراً سپاہی  
 گھل کے کھیریاں نوں۔ نہ لیا تدا۔ نال بیروی سی۔

وارث شاہ نے عدلی راجے نوں نیک اعمال دے  
**عملیاں اپر بیٹری** | تمیشی روپ وچ پیش کیتا اے۔

عدلی راجہ نے نیک اعمال تیرے جس ہیرا یان دوایا ای  
 عدلی راجہ کول جدوں مقدمہ پیش ہویا تاں اوہنے کھیریاں نوں داتے  
 شبے مارے۔ پر بعد وچ کیس قاضی دے سپرد کر داتے قاضی نے  
 رانجھے کولوں ہیر کھوہ کے کھیریاں دے حوالے کر دتی۔ رانجھ کیوں ہویا؟  
 ایس موقعے نوں وارث شاہ نے حشر دا میدان تصور  
**حشر دا میدان** | کیتا اے۔ ایس توں پہلاں کالے باغ نوں گور

(قبر) دا تمیشی روپ دتا سی۔ یعنی

دُنیا جان اینویں جیوس جہنگ پیکے۔ گور کلا باغ بنایا ای  
 کالے باغ توں رانجھا ائے نوں سفر کر ما اے۔ تے بیروی  
 سیک قبر وچ وی اوہنوں ملن نہیں دیندی اہنوں قبر وچ وی ہیرا رب  
 دی سنا۔ رحمت تے روحانیت توں زورنی۔ عذاب جہنا پے رہیا اے  
 پر سوال ادوے کہ بھلا قبر وچ گنہگارن دے دوران گناہواں دی  
 معافی ہو سکدی اے؟

جواب نہ اک حدیث شریفہ (اسفہوم اے کہ بعض مسلمان جدوں  
 قبر وچ داخل ہون گے تاں اُد گنہگار۔ بچن گے۔ پر سبوں اُد سٹرنوں قبروں

وچوں کٹھے جان کے ناں اہنان سے سبھ اُتار معاف ہو چکے ہوں گے۔ کیوں  
جے اُسناں واسطے زندہ مومن تھے مسلمان دعا کر دے رہے ہوں گے۔  
دو بے لفظاں وچ عام مسلماناں تے نیک اولاد دی دُعا تے صدقات  
جاریہ راہیں قبر دے عذاب توں نجات مل جاندی اے۔ ایٹھے سوال ادا  
دے کہ رانجھے واسطے دُعا کہنے کیتی ؟

جواب :- رانجھے واسطے دعاواں تے نیک خواہشاں دا اظہار سہتی توں  
لے کے پنڈ دیاں عورتاں تے گڑیاں سبھناں نے کیتا۔ چنانچہ رانجھے دی  
قبر والی مشکل (کالے باغ والی) مصیبت دا خاتمہ ہو گیا۔

قبر دے عذاب توں چھٹکارا ملن توں بعد جدوں رانجھا  
اگر سوال

میرنال نہال ہو کے رنگ پور تیز دُور چلا گیا۔ تاں  
کھیڑیاں دے قابو چڑھ گیا۔ عدلی راجے (نیک اعمال) نے اوہنوں حوصلہ دتا  
پر سوال ایہہ دے کہ اُہنے اپنا فیصلہ سُتان دی تھیاں مقدمہ قاضی دے  
سپر دکیوں کیتا؟ تے فیر قاضی نے اُہتوں ہیر کھوہ کے دو بار د کھیڑیاں دے  
سپر دکیوں کر دتی؟۔ دو بے لفظاں وچ رانجھے نوں گویا دوزخ وچ کیوں  
سُٹ رہا؟ (ہیر توں دوری دوزخ دے برابر اے)۔

جواب :- حدیث شریف وچ وضاحت نال اد گل ملدی اے کہ  
کوئی انسان جہڑا دوزخی اے اہنوں اوناں چر دوزخ وچ تہیں سُٹیا جائیگا  
تک اہنوں جنت وچ اُہ جگہ نہ دکھا لیتی جائے جہڑی بخشش تے نیک  
اعمال دی صورت وچ اہنوں ملتی سی۔ ایسے طرحاں کسے جنتی نوں اوناں  
جہڑے جنت وچ جان دا حکم نہ ہووے گا جیتک اہنوں دوزخ وچ اُد جگہ نہ  
دکھا دتی جائے گی جہڑی بُرے عملاں و جہوں اُہا مقدر ہوتی سی

ایسے طرحاں رانجھا اُنچ تاں بخشش ہونی روح سی یعنی نیک عملاں  
پاروں جنت تے بخشش (ہیر) اُہا مقدر سی پر حدیث دے مضمون موجب

ادھنوں دوزخ والا نظارہ وی مشروح کرانا ضروری سی۔ عملوں دا فیصلہ  
 حشر توں پہلاں ممکن نہیں سی۔ حشر وچ جہنم رانجھے کولوں ہیر  
 کھسی گئی تاں گویا اہنوں دوزخ وچ اُہدی جگہ دکھا دتی گئی جہڑی بد عملیاں  
 دا نتیجہ ہو سکدی سی۔ پر رانجھے کول بد عملیاں دے مقابلے وچ نیک اعمال  
 دا ذخیرہ وی سی۔ اُہدے نیک عملوں دا اثر ادا ہو یا کہ ”عدل نلری“ وچ اگ  
 لگ گئی۔ تے معاملہ راجے کول اُپڑیا۔ اُہنے کھیڑیاں کولوں ہیر کھوہ کے رانجھے  
 دے حوالے کیتی۔ گویا انسان نوں نیک عملوں دے نتیجے وچ اللہ دی رحمت  
 دا دائمی توشہ دان ہو گیا۔ اہنوں جنت مل گئی اہ بخشیا گیا۔

**تمثیلی تے مجازی قصے و انت** | حقیقت اہ ہے کہ روح ثابت  
 دے تمثیلی قصے و انت ایسے

نماک جاندا اے۔ ایس توں اگے جہڑی گل بات اے۔ اہ ہیر رانجھے دے  
 مجازی رنگ دی کہانی و انت تے اُہدا منطقی نتیجہ اے۔ دُنیا داری  
 دی روناں ہیر نوں جہنم رانجھا تخت ہزارے وُل لے کے چلیا۔  
 ماں رستے وچ جھٹنگ دی جوہ سی۔ ہیر نے آکھیا۔ ”نیں اُدھل کے نہیں  
 جانا۔ ویاہی باواں تے تخت ہزارے پیرا پاواں گی۔ میں شریف عورت  
 آں۔ تیریاں بھابھیاں وغیرہ دے طعنے نہیں سُننے۔“ رانجھا وی ایس گل  
 تے پہاں توں پیرہ دیندا اُہسیا سی۔ اُہنے ہیر دے آکھن دے باوجود  
 کدی وی ہیر نوں اُدھالن دا خیال دل وچ نہ لیا ندا۔ ایس کر کے اوہنے  
 ہیر دی گل نال اتفاق کیتا۔ ایدھر بیسیالاں نوں ہیر تے رانجھے دا پتہ  
 لگا۔ اہ دُونہاں نوں گھربائے۔ اُہتاں ظاہر طور تے رانجھے نوں اپنا  
 داناہ تسلیم کردیا کیوں جے جہاں منا کے سو ہنسی پگ بنھانی تے سوہنے  
 کپڑے پوائے۔ تے جمع راجے ہیر نوں ویاہ کے لے جان دا مشورہ دتا۔ ناں  
 اوہدے لاگی وی توہریا۔ رانجھا خوشی خوشی تخت ہزارے اُپڑیا۔ ایدھر بیسیالاں

نے بیرنوں زہر دے کے مار دتا۔ تے رانجھے نوں خبر گھلائی۔ رانجھے سُنیا  
 تان اہ فریاد وانگوں آہ مار کے اپنے یار دے و جوگ وچ ہیٹھ واسطے  
 سُسری وانگ سوں گیا۔ ایس وقوعے نوں وارثُ شاد نے انج  
 بیان کیتا اے :

رانجھے وانگ فریاد دے آہ ماری گئی جان سو ہو ہوا میاں  
 دونویں دار فنا تھیں گئے ثابت جا پھرے نیں دار بقا میاں  
 دونویں راہ مجاز می رہے ثابت مال صدق دے گئے ولامیاں  
 وارثُ شاد اس خواب سراں اندر کئی دابرے گئے وجامیاں

ایساں شعراں توں ثابت اے کہ بیر رانجھے دے قہقہے نوں مجازی رنگ  
 وچ وی اک منطقی انجام تک پچانا ضروری سی۔ سو وارثُ شاد نے ایس  
 رنگ توں وی منطقی انجام تک پچایا۔ تے جہڑا مقصد اوس حاصل کرنا سی۔ اہ  
 وی حاصل کیتا۔ یعنی قہقہے نوں "المیہ" دارنگ دے کے اہدی مقصدیت  
 نوں ہور اگھیر دتا۔ تے عورتاں دے حقوق دی اد جنگ لڑ کے دکھائی۔  
 جہڑی رہندی دنیا تک یاد رکھی جائے گی۔

مجازی دے مقابلے وچ حقیقی تے تمثیلی رنگ راہیں وارثُ شاد  
 نے انسانیت دی ہدایت تے اصلاح دا مقصد حاصل کرنا سی۔ اہ  
 وی اوسنے کیتا۔ تے ایسا پکا پیڈ اکامیاب ہو یا کہ اہ مچھوئی جہی کتاب  
 پنجابی ادب وچ بے مثال گئی جاندی اے۔

ادب دے ماہرین ایہوں ادب دا شاہکار گن دے نیں بصوت  
 دے سو مچھوان ایہوں پنجابی وچ تصوف دا شاہکار قرار دیندے نیں  
 تے وارثُ شاد خود ایہوں مولانا روم دی مثنوی "ہست قرآن در زبان  
 پہلوی" ہار پنجابی زبان وچ قرآن مجید دے معنی قرار دیندے نیں ہ

ص۔ اِد قرآن مجید دے معنی میں جہڑے شعر میں وارث شاہ دے تیس

آخر وچ میں اہ دستا ضروری سمجھناں کہ میں سیر وارث شاہ بارے شعری  
حوالے لئی چودھری محمد افضل خان مرحوم دی تریب کیتی ہیر وارث شاہ نوں بنیاد بنا  
اے کیوں جے میری جاچے اہ پرچیت ہیراں وچ زیادہ نرول تے ملاوٹی شعراں توں پاک  
اے بہر حال میں ہیر نوں ہر رنگ وچ پڑھن تے سمجھن دی کوشش کیتی اے تے ہر رنگ  
دی وضاحت وی کرن دا جتن کیتا اے بس ایس کوشش وچ کتھوں تک کامیاب رہیاں  
اد فیصلہ انصاف پسند قارئین کرن گے۔ اچ دے قارئین وی تے گل کلام تے وی۔  
میں کسے گل بات نوں واہ لگدیاں تیا نہیں چھڈیا۔ فیرو دی کوئی گل بات کسے سمجھ سیتی  
دی سمجھ وچ نہ آئی ہووے یا میرے کولوں اُہدی وضاحت رہ گئی ہووے۔ تاں میرے  
دلوں کھلی اجازت اے کہ خط پتر راہیں ہر کوئی ماہنامہ لہ لہ لاہوردی معرفت اپنا  
بیان کر کے کچھ کچھ کہ سکدا اے۔ یا ایس پتے تے خود لکھو: قدر آفاقی۔ ایس مسانرد  
شکرانہ | سیر وارث شاہ نے ہیر دی لکھت بارے دعویٰ کر دیاں فرمایا اے۔

پر کج شعری آپ کر لین شاعر گھوڑا پھیرا وچ نخاس دے میں  
میں کوئی دعویٰ ناں نہیں کر دا۔ البتہ بٹی عاجزی تے ادب منگی ناں ریدا شکر کرناں کہ  
اُہنے میرے کولوں سیر وارث شاہ دے عارفانہ رنگ دی جہڑی تشریح کرانی اے۔ اد  
اُہدی خاص کیم فوازی تے کریمی دا صدقہ اے  
تے اُہدی اہی تشریح اچ تائیں (پوری دی پوری) شاید ای کسے نے بکوکے  
کیتی ہووے۔ رہی ایس نعمت دا چرچا تے شکر! نہ میرے تے واجب سی بیوں جے  
رب پاک دا قرآن مجید وچ ارشاد اے:  
وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ہ یعنی اے رہی نعمت تے انعام دا چرچا کیتا کر۔  
الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ  
وَنَحْنُ عَلَى ذَلِكِ مِنَ الشَّاكِرِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

## تقدیر آفاقی کی "ملکی مدنی ماہی" کا مختصر تحلیل جائزہ تالیف

پروفیسر صاحبزادہ سید محمد کبیر احمد صاحب منظر  
شعبہ عربی پنجاب یونیورسٹی

چلو دیکھئے چہل سپاہی نوں اُس "ملکی مدنی ماہی" نوں  
جنینے موہ لیا ذات الہی نوں اوہدے صدقے صدقے جائیے  
اُو ساریاں حوراں نی آپاں رمل منگل کایے اِنج رات معراج دی اے نی کئی والے دی زیارت پائیے  
نعت نبویؐ کے یہ پڑ تا شیر بول ایک دانشور کے طفلانہ شعور نے ۱۹۵۳ء میں جذب کئے جو اٹھارہ  
سال بعد ۱۹۷۱ء میں اس کے ذہن میں سیرت نگاری کا ایک عنوان بن کر اُبھرے حتیٰ کہ اگلے چودہ سال کی  
بحث و تحقیق کے بعد ۱۹۸۵ء میں ایک مستند اور ضخیم کتاب ملکی مدنی ماہی صلی اللہ علیہ وسلم کا روپ دھار  
کئے۔ اس کتاب کا مصنف (بشیر احمد) قدر آفاقی رولدات ۳ نومبر ۱۹۳۸ء پنجاہی زبان کا ایک نامور  
ادیب، تنقید نگار ہے وہ ایک عرصہ پنجاہی ماہنامہ "لہراں" سے بھی وابستہ رہا۔ نیز پنجاہی تنقید پر اس کی  
دو کتابیں "پنج رنگ" اور "پنجاہی افسانہ تے ڈراما اہل فن اور طلبہ دونوں کے ہاں مقبول ہیں۔ قدر آفاقی  
کا نیا کارنامہ "دارت شاہ دا بولنا بھیت اندر" ہے جو بہیر وارث شاہ کے عارفانہ رنگ کی سب  
سے پہلی شرح و تفسیر ہے۔ اس کے منسلق میں اپنی طرف سے کچھ کہنا نہیں چاہتا۔

قدر آفاقی اردو پنجاہی اور کسی حد تک فارسی کا شاعر بھی ہے اور فن شعر گوئی میں  
جناب محمد یامین خاں میخ دہلوی سے ملحد رکھتا ہے۔ جو جناب حیدر دہلوی کے شاگرد خاص  
ہیں اور آج کل کراچی میں مقیم ہیں۔

قدر آفاقی کی شناخت کے لئے شرق پور شریف کی نقشبندی خانقاہ کی طرف رجوع ناگزیر  
ہے جس سے وہ وابستہ ہے اور جہاں سے اسے قدر (VALUE) اور آفاقی (UNIVERSAL VALUE) ہونے کا یا قدر آفاقی (UNIVERSAL VALUE) بننے کا ذوق اور رجحان عطا ہوا۔ یہ  
محبت کیش اور درویش صفت آدمی جو نرم دم گفتگو اور گرم دم جستجو کا مرقع ہے اپنی بلند پایہ  
تصنیف "ملکی مدنی ماہی" صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت بڑے مصنفین اور عصری محققین کی صف  
میں شامل ہو گیا ہے اور یقین سے کہا جاسکتا ہے کہ وہ اس زندہ جاوید کتاب کی وجہ سے ایشیا و ایشیا میں  
رہے گا اس کے بے تعصب نکتہ نگاہ اور آفاقی مزاج کا پتہ اس کتاب کے مراجع و ماخذ کی فہرست کے مطالو  
سے چلے گا جسے اس نے خوف طوالت (جان بوجھ کر) نظر انداز کر دیا تھا۔ دیکھیے ملکی مدنی ماہی ص ۷۲/۷۳  
بے تعصبی کے بارے میں اس نے لکھا کہ میں نے ہر مکتب فکر کی متعلقہ تصانیف کا مطالعہ پوری دیانتداری  
اور خلوص کے ساتھ کھلے دل سے کیا اور پھر بلا جھجک مصدقہ متحققہ اور کافی حزنک منفقہ باتیں

بھولا خذکین، دکنی مدنی ماہی ص ۱۹ اور پھر تعصبات سے تیزیری کا اظہار بقول اقبال یوں کیا:۔  
 درویشِ خداست نہ شرقی ہے نہ غربی گھر میرا نہ دلی نہ صفایاں نہ سمرقند  
 کہتا ہوں وہی بات سمجھتا ہوں جسے حق نے ابلہ مسجد ہوں نہ تہذیب کا فرزند  
 اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں بیگانے بھی ناخوش میں نہ ہر بلا ہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند  
 چنانچہ قدر آفاقی نے قدیم و جدید شرق و مغرب اور عربی فارسی اردو پنجابی کے ان تمام منالوح سے استفادہ  
 کیا ہے جہاں تک ال کی رسائی ہو سکی، مگر مدنی ماہی کی فہرست کتابیات جو میں نے صرف جدیدہ چیدہ کتب کے بارے میں  
 اکٹھی کی ہے ذیل میں بدریہ تاریخین سے جو ال کے آفاقی اور بے تعصبانہ مطالعو کی وضاحت کرتی اور شہادت  
 دیتی ہے مثلاً اس میں جہاں انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا اور دائرہ معارف اسلامیہ ولیم میور کی کافی آن محمد فارسی کا  
 خلاصہ جعفر فیروز جیسی جدید کتب سے استفادہ کیا گیا ہے وہاں میرت ابن ہشام، ابن خلدون، میرت حلبیہ در  
 مدارج النبوة جیسی معتبر قدیم کتب سے بھی فائدہ اٹھایا ہے علاوہ ازیں ابن قیم، نواب وحید الزمان نواب صدیق حسن  
 بھوپالی اور مولانا ابوالاعلیٰ مودودی جیسے اکابر کی کتب سے بھی بھرپور فائدہ اٹھایا ہے۔ فہرست کتب یہ ہے۔

## کتب ترجمہ و تفسیر قرآن

۱۶۔ تفسیر ابن عباسؓ = ابن عباسؓ مطبع مصر  
 ۱۷۔ مدارک التنزیل = عبداللہ بن احمد النسفیؒ

### کتب سیرت (عربی و فارسی)

۱۔ السیرة النبوة = ابن ہشامؒ  
 ۲۔ الشفا بتعريف حقوق المصطفىؐ = قاضی عیاضؒ  
 ۳۔ الخصال کبریٰ = جلال الدین سیوطیؒ  
 ۴۔ المواہب اللدنیہ = علامہ فسطائیؒ  
 ۵۔ زرقانی علی المواہب = علامہ زرقانیؒ  
 ۶۔ الوفا باحوال المصطفىؐ = ابن جوزیؒ  
 ۷۔ جواہر الجہاد = یوسف نبہانیؒ  
 ۸۔ جوامع السیرة = ابن حزمؒ  
 ۹۔ سعادة الدارين = ابراہیم بن عثمان منہودؒ  
 ۱۰۔ دلائل النبوة = البیهقیؒ، مصر  
 ۱۱۔ دلائل النبوة = ابو نعیم، حیدرآباد، دکن  
 ۱۲۔ محمد رسول اللہ = محمد رضا المصريؒ  
 ۱۳۔ مدارج النبوة = شیخ عبدالحق محدثؒ

۱۔ اردو ترجمہ قرآن مجید = حضرت شاہ عبدالقادر  
 ۲۔ = احمد رضا خانؒ  
 ۳۔ کنز الایمان = صدق الاناضل نعیم اللہ  
 ۴۔ تجویب القرآن = علامہ وحید الزمانؒ  
 ۵۔ تفسیر حینی (فارسی) = ملا حسین واعظ کاشفیؒ  
 ۶۔ تفسیر الدر المنثور = علامہ جلال الدین سیوطیؒ  
 ۷۔ تفسیر روح البیان = علامہ اسماعیل حقویؒ  
 ۸۔ تفسیر روح المعانی = شہاب الدین آلوسیؒ  
 ۹۔ التفسیر الکبیر = امام رازیؒ  
 ۱۰۔ تفسیر خازن = علامہ علی بن ابراہیم خازنؒ  
 ۱۱۔ تفسیر بیضاوی = قاضی ناصر الدین بیضاویؒ  
 ۱۲۔ معالم التنزیل = ابن مسعود الفراء البغویؒ  
 ۱۳۔ التفسیر الامدیہ = امام جیونؒ  
 ۱۴۔ الصاوی علی الجلالین = احمد بن محمد الصاویؒ  
 ۱۵۔ الاتقان فی علوم القرآن = علامہ سیوطیؒ

۱۴۔ معارج النبوة = ملا معین الدین کاشفی  
۱۵۔ السیرة الحلبیة = برہان الدین الحلبی

### کتاب سیرت و اردو پنجابی

- ۱۔ سیرت النبی (مختلف جلدیں) شبلی نعمانی  
دوبہ سلیمان ندوی  
۲۔ سیرت سرور عالم = ابوالاعلیٰ مودودی  
۳۔ رحمت للعالمین = محمد سلیمان منصور پوری  
۴۔ سیرت رسول عربی = علامہ نور بخش توکلی  
۵۔ سیرت پاک = محمد اسلم قاسمی  
۶۔ شان حبیب الرحمن = مفتی احمد یار خان  
۷۔ آئینہ نبوت = محمد منیر سیالکوٹی  
۸۔ نثر الطیب = مولانا اشرف علی تھانوی  
۹۔ انذکر الحسین = محمد شفیع ادکاروی  
۱۰۔ خطبات نبوی = محمد عبداللہ خان  
۱۱۔ نقوش رسول نمبر = مرتب محمد طفیل  
۱۲۔ فضائل درود و مقام = محمد سعید شبلی  
۱۳۔ نبیان و اسرار = حبیب اللہ فاروقی  
۱۴۔ سچی سرکار = عبدالکریم ٹمہر

### کتاب حدیث - تاریخ اسلام و

#### دیگر موضوعات - !

- ۱۔ کتب صحاح ستہ - سنن دارمی - مولانا امام  
مالک - مشکوٰۃ تریف  
۲۔ مجمع الزوائد = ابن حجر مکی  
۳۔ کنز العمال = شیخ علی منتقی  
۴۔ اشعة السموات = شیخ عبدالحق محدث  
۵۔ شرح سفر السعادت = شیخ عبدالحق محدث  
۶۔ کشف الغمّة = عبدالباق شاعرانی

- ۷۔ حجة اللہ البالغہ = شاہ ولی اللہ  
۸۔ اردو ترجمہ حصن حصین = عبدالکبیر ندوی  
۹۔ الاستیعاب = علامہ ابن عبدالبر  
۱۰۔ اسد الغابہ = ابن اثیر مطبع مصر  
۱۱۔ سیر اعلام النبلاء = علامہ ذہبی  
۱۲۔ الاصابہ = ابن حجر عسقلانی  
۱۳۔ الطبقات الکبیر = ابن سعد  
۱۴۔ جمہورۃ النساب العرب = ابن حزم  
۱۵۔ فتوح البلدان = ابوالفضل یوسف  
۱۶۔ تاریخ الرسل والملوک = الطبری  
۱۷۔ تاریخ یعقوبی = علامہ یعقوب یوسف  
۱۸۔ تاریخ ابن خلدون = اردو ترجمہ  
۱۹۔ تاریخ اسلام = اکبر شاہان نجیب آبادی  
۲۰۔ خلاصہ تاریخ عرب = سید لوی  
۲۱۔ غربت تاریخ جغرافیہ = فارسی  
۲۲۔ ارض القرآن = سید سلیمان ندوی  
۲۳۔ تاریخ حرمین شریفین = عباس کرارہ مصری  
۲۴۔ انجیل بزنا باس = اردو ترجمہ سیاضی  
۲۵۔ جلاء الافہام = ابن القیّم  
۲۶۔ معجم البلدان = یاقوت حموی  
۲۷۔ تہذیر الناس = محمد قاسم نانوتوی  
۲۸۔ المہند علی المنہد = طبع دیوبند  
۲۹۔ مثنوی معنوی = مولانا رومی  
۳۰۔ مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی  
۳۱۔ مسک مجدد الف ثانی = میاں جمیل احمد شترقپوری  
۳۲۔ امداد المشتاق = شہناز امجدیہ اور  
امداد السلوک =  
۳۳۔ الشماخۃ العنبریہ = نواب صدیق حسن خان  
۳۴۔ ڈکشنری آف بائبل = بیسٹنگن



- ۲۵۔ لائف آف محمد : ولیم میور  
 ۲۶۔ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا طبع یازدہم۔  
 ۲۷۔ اسلامی انسائیکلو پیڈیا  
 منشی محبوب عالم لاہور۔ ۱۵۳۹۔  
 ۲۸۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ  
 (مختلف جلدیں پنجاب یونیورسٹی)  
 ۲۹۔ غلامہ ازیں متعدد اخبارات اور جرائد اور کتب

یہ فہرست کتابیات شاہد عادل بنکے قدر آفاقی نے بحث و تحقیق کی وادی کی تیسری کتاب اور دہن سے گلہائے رنگارنگ کو اکٹھا کر کے ایک حسین گہ متہ ترتیب دیا ہے وہ اس راز سے جو واقف ہے۔ سیرت نساری کے فن میں بنیادی عنصر عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس سے عذری زبان و بیان فضل بیان کے لئے غیر مفید اور نقصان دہ ہے۔

در دل مسلم مقام مصطفیٰ است  
 آبروئے مازنام مصطفیٰ است  
 چنانچہ اس نے قلم کو عشق نبوی میں ڈبو کر اور ادب کی لگام دے کر رواں کیا ہے اس طرح اس کتاب میں رحمت لافا بین، سیرت رسول عربی اور مدائح النبوت کی جھلک نمایاں ہو گئی ہے بلکہ نوجو کتاب کا نام، مکی مدنی ماہی۔ اور اس کا ۴۲۰ صفحات کے حدود پر ختم نام جس کا حضور نے کرتے سے اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اعداد ۵۷ رہ جاتے ہیں اس کتاب کے مصنف کے پیرمیت اسلوب تیسرے کامنہ بولنا ہوت ہے۔

البتہ اس نے کتاب کی علمی جلاہت اور شان کو برقرار رکھتے ہوئے عشق و محبت کے جتنی برعلاو اور ناشائستہ طرز انہما سے کمال اجتناب کیا ہے۔۔۔ چنانچہ اس نے ایسے شاعر کا یہ راگ نہیں اپا ہے

احمد و تیج فرق نہ کوئی  
 اک رتی بھیت ہر و طری دا  
 بلکہ علی الاعلان کہا ہے  
 بلتے شاہ دا رنگ و جودی  
 عشق بھتہ اخلاص نہلایا  
 موہنا نبی رحمت دا ساج

قدر آفاقی نے سیرت نبوی کو عصری مسائل کے تناظر میں بھی دیکھا ہے اس طرح اس کتاب کو پڑھ کر محسوس ہوتا ہے کہ حضور علیہ السلام ہمارے ساتھ ساتھ چلتے ہیں اور انہما کی دولت میں ایسے مواقع پر سیرت سرور عالم اور سیرت النبوی جیسی کتابوں کا پڑھنا نظر آتا ہے۔  
 قرآن مجید پر بحث کرتے ہوئے مصنف نے معلومات کا انسائیکلو پیڈیا فراہم کر دیا ہے۔ یہی حال حضور علیہ السلام سے متعلق شخصیات کے بارے میں ہے کہ پوری کتاب ہی جہاں تحقیقی مباحث کی اجین ہے وہیں شماریات کا خزانہ بھی ہے۔ یہاں گنجائش نہیں کہ اس سے نمونے کے اقتباسات دینے جا سکیں تاہم ایک اقتباس درج ذیل ہے۔

«روزنامہ نوائے لاہور» جلد ۲۸ شمارہ ۲۲۲ آخری صفحہ کا نمبر ۸۔ پنج سارے دہائی لکھی

مورخہ اصغر المنظر ۳۹ مطابقت ۲۱ جنوری ۱۹۷۸ء مطابق ۸ ماگھ ۲۰۳۱ بکرمی موجب پتھتھے جسے مسجد نبوی دی توسیع ویلے حضرت عبداللہ دی قبر دی کھدائی کیتی گئی تاں جے جسدا قدس ثواب سے ہور کھیاں دفن کیتا جائے۔ چنانچہ آپ داجسد مبارک بالکل اصلی حالت و تہج برآمد ہو یا۔ خبر دی سرخی تے متن ایہہ لے۔

”جمودہ سوہری بعد حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کاجسد مبارک قبر سے صحیح حالت میں برآمد ہوا، سات صحابہ کرام کے جسد مبارک بھی اصل حالت میں تھے“ (ملکی مدنی ماہی ص ۱۴۱)

حقیقت یہ ہے کہ اخبارات کی خبروں تک سے استفادہ، بغیر ایک خاص قسم کے ذوق کے ممکن نہیں جس کا منشا اس ہستی والہ سے متعلق ایک ایک شے سے کمال وابستگی کے سوا کچھ اور نہیں۔

مجھے یہ دیکھ کر بھی حیرت ہوئی کہ مصنف نے قرآن مجید کے اسلوب پر بحث کرتے ہوئے حضرت شاہ ولی اللہ کے راجح نکتہ نگاہ سے اختلاف کیا ہے اور اسے مکتوب نگاری کے اسلوب کی بجائے کلام اور بات چیت کا اسلوب قرار دیا ہے (ص ۸۹) حقیقت یہ ہے کہ قرآن مجید خدا کا کلام ہے، خدا کا مکتوب نہیں اور یہی ہی درست نقطہ نگاہ ہے۔

یہ کتاب ۲۲ × ۱۵ سم۔ سائز کے ۹۲۰ صفحات اور تین حصوں پر مشتمل ہے (۱) ولادت شریف سے پہلے کے حالات (۲) سیرت طیبہ از ولادت تا وفات (۳) قرآن مجید کا اعجاز۔ اسوہ حسنہ۔ حضور سے متعلق شخصیات کے اعداد و شمار اور گلدستہ نعت۔

کتاب کا پیش لفظ سید اختر حسین اختر ایڈیٹر ماہنامہ لہراں اور پروفیسر حفیظ تائب نے لکھا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ انہی محققانہ انہی ضخیم اور اتنی دلکش کتاب پنجابی زبان میں نہیں لکھی گئی۔ بلکہ اس کا وجود سیرت نبوی کے لٹریچر میں ایک خوب صورت اور معتد بہ اضافہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علاقائی ادب میں سیرت نگاری کے مقابلہ میں اسے انعام مل چکا ہے اس باغ و بہار کتاب کے مطالعہ سے جہاں دل کے سامنے الہی جنت واہوٹے یہ احساس شدت سے ہوا کہ مصنف کو قدر دان ناشر نہیں ملا۔ اور اس نے فطرت شوق سے اپنی بے لفاظی کی پونجی ہی سے اسے زیور طباعت سے آراستہ کیا۔ دوسرا احساس یہ ہوا کہ ایسی علمی اور محققانہ تصنیف علاقائی زبان کے لبادہ میں ہونے کی وجہ سے اپنے قدر دان قارئین سے محروم نہ رہ جائے۔ لہذا اگر اس کا اردو یا انگریزی زبان میں ترجمہ کر دیا جائے تو آفاقی سطح پر لوگ اس سے مستفیض ہو سکیں گے۔ اور یہ کتاب ہاتھوں ہاتھ لی جائے گی۔ علاوہ ازیں میری تجویز یہ ہے کہ مصنف آئندہ ایڈیشن میں اس کے آخر میں مصادر و ماخذ کی فہرست بھی دے اور مکتوب رجال، اماکن کی فہرستوں کا بھی اضافہ کرے جب کہ آغاز میں فہرست مندرجات تفصیل سے چلی اور ہونے انداز میں لکھے تاکہ کتاب اپنا جملہ محاسن کے ساتھ سامنے آئے جن کی وہ مستحق ہے۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ قدر آفاقی کو جزائے خیر سے نوازے اور کتاب کو حسن قبول عطا فرمائے آمین

سید محمد کبیر احمد مظہر۔ لاہور۔ ۱۹ ستمبر ۱۹۸۷ء



بہجائی نثر و شرح مستند ترین سیرت نبویؐ

عَلَى اللَّهِ عَلَيْهِ وَالْه وَسَلَّمَ

کتاب

ترجمہ مکمل

قد رافاتی ایم۔ اے

بہجائی نثر و شرح مستند ترین سیرت نبویؐ

عَلَى اللَّهِ عَلَيْهِ وَالْه وَسَلَّمَ

کتاب

ترجمہ مکمل

قد رافاتی ایم۔ اے